قوم کو تنبیہ کہ کس نیند سے وضو فرض ہوتا ہے

# نبہ القوم ان الوضوء من ایّ نوم

۱۳۲۵ھ

تصنیفِ لطیف

اعلیٰ حضرت، مجدّدِ دین و ملّت،

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

# رسالہ

# نَبۂُ القوم اَنّ الوضوءَ من ایِّ نوم

۲۵ ۱۳

## (قوم کو تنبیہ کہ کس نیند سے وضوء فرض ہوتا ہے)



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**مسئلہ ۱۱** ۱۴ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کس طرح کے سونے سے وضو جاتا ہے، اس میں قولِ منقح کیا ہے؟ بیّنوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ت)۔

## الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ الذی لاتاخذہ سنۃ ولانوم وافضل الصلوۃ و والسلام بعدد اٰنات کل یوم علٰی من لاینام قلبہ فماکان وضوءہ لینتقض

تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جس پر نیند طاری نہیں ہوتی۔ اور افضل درود وسلام ہر روز آنات کی تعداد کے مطابق اس ذات پر جس کا دل نہیں سوتا اور جس کا وضو نیند سے

بالنوم وعلیٰ اٰلہ وصحبہ الذین نبّہوا فنبّہوا من نوم الغفلۃ غفلۃ القوم۔

نہیں ٹوٹتا۔ اور آپ کی آل پر اور آپ کے صحابہ پر جو خود بیدار ہوئے اور قوم کو خوابِ غفلت سے بیدار کیا۔ (ت)

امام المدققین سیدی علاؤالدین دمشقی حصکفی وعلامہ جلیل ابوالاخلاص حسن شرنبلالی ومحقق بالغ النظر سیدی ابرہیم حلبی ودیگر اکابر اعلام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم نے درمختار ونورالایضاح وغنیہ وصغیری وغیرہا میں بعد احاطۂ اقوال جو اس باب میں قول منقح فہیم مستفید من القی السمع وھو شہید کے لئے افادہ فرمایا اس کا حاصل وعطر محاصل یہ ہے کہ نیند ف۱ دو شرطوں سے ناقضِ وضو ہوتی ہے:

اوّل یہ کہ دونوں سرین اُس وقت خوب جمے نہ ہوں۔

دوسرے یہ کہ ایسی ہیأت پر سویا ہو جو غافل ہوکر نیند آنے کو مانع نہ ہو۔

جب یہ دونوں شرطیں جمع ہوں گی تو سونے سے وضو جائے گا اور ایک بھی کم ہے تو نہیں مثلاً ف۲:

(۱) دونوں سرین زمین پر ہیں اور دونوں پاؤں ایک طرف پھیلے ہُوئے کرسی کی نشست اور ریل کی تپائی بھی اسی میں داخل ہے۔



**اقول** مگر یورپین ف۳ ساخت کی کرسی جس کے وسط میں ایک بڑا سوراخ اسی مہمل غرض سے رکھا جاتا ہے اس سے مستثنٰی ہے اُس کی نشست مانع حدث نہیں ہوسکتی۔

(۲) دونوں سرین پر بیٹھا ہے اور گھٹنے کھڑے ہیں اور ہاتھ ساقوں پر محیط ہیں جسے عربی میں احتبا کہتے ہیں خواہ ہاتھ زمین وغیرہ پر ہوں اگرچہ سر گھٹنوں پر رکھا ہو۔

(۳) دوزانو سیدھا بیٹھا ہو۔

(۴) چارزانو پالتی مارے۔

یہ صورتیں خواہ زمین پر ہوں یا تخت یا چارپائی پر یا کشتی یا شقدف یا شبری یا گاڑی کے کھٹولے میں۔

---

ف۱: **مسئلہ** نیند دو شرطوں سے ناقضِ وضو ہوتی ہے اُن میں ایک بھی کم ہو تو وضو نہ جائے گا۔

ف۲: **مسئلہ** سونے کی دس صورتیں جن سے وضو نہیں جاتا۔

ف۳: **مسئلہ** کرسی مونڈھے پر پاؤں لٹکائے بیٹھا تھا، سوگیا، وضو نہ گیا۔ مگر یورپین ساخت کی کرسی جس کی وسط نشست گاہ میں ایک بڑا سوراخ رکھتے ہیں اُس پر سونے سے جاتا رہے گا۔

(۵) گھوڑے[ف۱] یا خچر وغیرہ پر زین رکھ کر سوار ہے۔

(۶ و ۷) ننگی پیٹھ پر سوار[ف۲] ہے مگر جانور چڑھائی پر چڑھ رہا یا راستہ ہموار ہے۔

ظاہر ہے کہ ان سب صورتوں میں دونوں سرین جمے رہیں گے لہذا وضو نہ جائے گا اگرچہ کتنا ہی غافل ہوجائے، اگرچہ سر بھی قدرے جھک گیا ہو نہ اتنا کہ سرین نہ جمے رہیں، اگرچہ[ف۳] دیوار وغیرہ کسی چیز پر ایسا تکیہ لگائے ہو کہ وہ شے ہٹالی جائے تو یہ گرپڑے۔ یہی ہمارے امام رضی اللہ تعالٰی عنہ کا اصل مذہب و ظاہر الروایۃ ومفتی بہ وصحیح ومعتمد ہے اگرچہ ہدایہ وشرح وقایہ میں حالتِ تکیہ کو ناقضِ وضو لکھا۔

(۸) کھڑے[ف۴] کھڑے سوگیا۔

(۹) رکوع کی صورت پر۔

(۱۰) سجدۂ مسنونۂ مرداں کی شکل پر کہ پیٹ رانوں اور رانیں ساقوں اور کلائیاں زمین سے جدا ہوں اگرچہ یہ قیام وہیأت رکوع وسجود غیر نماز میں ہو اگرچہ سجدہ کی اصلاً نیت بھی نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ تینوں صورتیں غافل ہوکر سونے کی مانع ہیں تو ان میں بھی وضو نہ جائے گا۔

(۱۱) اُکڑوں[ف۵] بیٹھے سویا۔

(۱۲ و ۱۳ و ۱۴) چت یا پٹ یا کروٹ پر لیٹ کر۔

(۱۵) ایک کہنی پر تکیہ لگا کر۔

(۱۶) بیٹھ کر سویا مگر ایک کروٹ کو جھکا ہوا کہ ایک یا دونوں سرین اُٹھے ہوئے ہیں۔

---

ف۱: مسئلہ گھوڑے پر زین ہے اس کی سواری میں سوگیا وضو نہ جائے گا اگرچہ ڈھال میں اترتا ہو۔

ف۲: مسئلہ ننگی پیٹھ پر سوار ہے اور سوگیا تو اگر راستہ ہموار یا چڑھائی ہے وضو نہ جائے گا اور اُتار ہے تو جاتا رہے گا۔

ف۳: مسئلہ اگر دیوار وغیرہ سے تکیہ لگائے ہے اور اتنا غافل سوگیا کہ وہ شے ہٹالی جائے تو گر پڑیگا فتوٰی اس پر ہے کہ یُوں بھی وضو نہ جائے گا جب کہ دونوں سرین خُوب جمے ہوں۔

ف۴: مسئلہ قیام قعود رکوع سجود نماز کی کیسی ہی حالت پر سوجائے اگرچہ غیر نماز میں اُس ہیأت پر ہو وضو نہ جائے گا مگر قعود میں وہی شرط ہے کہ دونوں سرین جمے ہوں اور سجود کی شکل وہ ہو جو مردوں کے لئے سنّت ہے کہ بازو پہلوؤں سے جدا ہوں اور پیٹ رانوں سے الگ۔

ف۵: مسئلہ سونے کی دس صورتیں ہیں جن سے وضو جاتا رہتا ہے۔

(۱۷) ننگی پیٹھ پر سوار ہے اور جانور ڈھال میں اُتر رہا ہے **اقول** فقیر[ف۱] گمان کرتا ہے کہ کاٹھی بھی ننگی پیٹھ کے مثل ہے اور وہ یورپین وضع کی کاٹھیاں جن کے وسط میں اسی لئے خلا رکھتے ہیں مانعِ حدث نہیں ہوسکتیں اگرچہ راہ ہموار ہو۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۱۸) دوزانو بیٹھا اور پیٹ رانوں پر رکھا ہے کہ دونوں سرین جمے نہ رہے ہوں۔

(۱۹) اسی طرح اگر چارزانو ہے اور سر رانوں یا ساقوں پر ہے۔

(۲۰) سجدۂ[ف۲] غیر مسنونہ کی طور پر جس طرح عورتیں گٹھری بن کر سجدہ کرتی ہیں اگرچہ خود نماز یا اور کسی سجدۂ مشروعہ یعنی سجدۂ تلاوت یا سجدۂ شکر میں ہو ان دس صورتوں میں دونوں شرطیں جمع ہونے کے سبب وضو جاتا رہے گا اور جب اصل مناط بتا دیا گیا تو زیادہ تفصیلِ صور کی حاجت نہیں ان دونوں شرطوں کو غور کرلیں جہاں مجتمع ہیں وضو نہ رہے[ع] گا ورنہ ہے البتہ فتاوٰی امام قاضی خاں میں فرمایا کہ تنور[ف۳] کے کنارے اس میں پاؤں لٹکائے بیٹھ کر سونے سے بھی وضو جاتا رہتا ہے کہ اس کی گرمی سے مفاصل ڈھیلے ہوجاتے ہیں[۱]۔

---



ف۱: مسئلہ ظاہراً کاٹھی کا حکم بھی ننگی پیٹھ کی طرح ہے اور یورپین ساخت کی کاٹھی جس کے بیچ میں سوراخ ہوتا ہے اس پر سونے سے مطلقاً وضو جاتا رہے گا۔

ف۲: مسئلہ خاص نماز کے سجدے میں بھی اگر اس وضع پر سویا کہ کلائیاں زمین پر بچھی ہیں پیٹ رانوں سے لگا ہے پنڈلیاں زمین سے ملی ہیں جیسے عورتوں کا سجدہ ہوتا ہے تو وضو جاتا رہے گا اسے یوں بھی تعبیر کرسکتے ہیں کہ عورت سجدے میں سوئے تو وضو ساقط اور مرد سوئے تو باقی۔

ف۳: مسئلہ گرم تنور کے کنارے اُس میں پاؤں لٹکائے بیٹھ کر سوگیا تو مناسب ہے کہ وضو کرلے۔

ع۵ یہ بیس صورتیں کلماتِ علماء میں منصوص ہیں جو باقی صورت اور کوئی پائی جائے اس کے لئے ضابطہ بنایا گیا ہے اگر اس کا حکم کتابوں میں نہ ملے تو اس ضابطہ سے نکال لیں یا اختلاف پائیں تو جو قول اس ضابطہ کے مطابق ہو اس پر عمل کریں کما سیأتی التصریح بہ عن الغنیۃ ان شاء اللہ تعالٰی (جیسا کہ اس کی تصریح بحوالہ غنیہ آگے آرہی ہے۔ت) ۱۲ منہ۔

---

[۱] فتاوٰی قاضی خان کتاب الطہارۃ فصل فی النوم نولکشور لکھنؤ ۱/ ۲۰

**اقول** مگر یہ اُس ضابطہ منقحہ کے خلاف ہے کہ سرین دونوں جمے ہیں لیکن یہ صورت بہت نادرہ ہے، تو احتیاطاً عمل کر لینے میں حرج نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم ۔ اور صورت بستم میں اگرچہ خاص دربارۂ سجدۂ نماز یا سجدۂ مشروعہ مطلقاً نزاع طویل وہجوم اقاویل ہے مگر تحقیق ف۱ احق یہی ہے کہ جملہ صور مذکورہ بستگانہ میں نماز وغیر نماز سب کا حکم یکساں ہے نماز میں بھی سونے سے وضو نہ جانے کے لئے دونوں سرین کا جما ہونا یا ہیأت کا مانع استغراق نوم ہونا ضرور ہے، و لہذا یہی اکابر تصریح فرماتے ہیں کہ اگر نماز میں لیٹ کر سویا وضو نہ رہے گا عام ازینکہ چت ہو یا پٹ یا کروٹ پر یا ایک کہنی پر تکیہ دیے، عام ازیں کہ قصداً لیٹا ہو یا سوتے میں لیٹ گیا اور فوراً فوراً جاگ ف۲ اٹھا حتی کہ اگر کوئی شخص بیماری کے سبب بیٹھ کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو اُسے بھی اگر لیٹے لیٹے پڑھنے میں نیند آگئی وضو جاتا رہے گا۔ غرض ف۳ پہلی دس صورتیں جن میں وضو نہیں جاتا اگر نماز میں واقع ہوں جب بھی نہ جائے گا نہ نماز فاسد ہو اگرچہ قصداً سوئے، ہاں جو رکن بالکل سوتے میں ادا کیا اس کا اعتبار نہ ہوگا اس کا اعادہ ضرور ہے اگرچہ بلا قصد سو جائے، اور جو جاگتے میں شروع کیا اور اس رکن میں نیند آگئی اس کا جاگتے کا حصہ معتبر رہے گا اور پچھلی دس صورتیں جن میں وضو جاتا رہتا ہے اگر نماز میں واقع ہوں جب بھی جاتا رہے گا، پھر اگر ان صورتوں پر قصداً سویا تو نماز بھی گئی وضو کر کے سرے سے نیت باندھے اور بلا قصد سویا تو وضو نہ گیا نماز باقی ہے، بعد وضو پھر اُسی جگہ سے پڑھ سکتا ہے جہاں نیند آگئی تھی، یہ سب صورتوں میں سونے کی تخصیص اس لئے ہے کہ اُونگھ ناقض وضو نہیں جب کہ ایسا ہوشیار رہے کہ پاس لوگ جو باتیں کرتے ہوں اکثر پر مطلع ہو اگرچہ بعض سے غفلت بھی ہو جاتی ہو یوں ہی اگر بیٹھے ف۵ بیٹھے جھوم رہا ہے

---

ف۱ : مسئلہ تحقیق یہ ہے کہ نیند کی تمام صورتوں میں نماز و غیر نماز سب کا حکم یکساں ہے۔

ف۲ : مسئلہ بیمار لیٹ کر نماز پڑھتا تھا نیند آگئی وضو نہ رہا۔

ف۳ : مسئلہ نماز میں سونے کا کلیہ یہ ہے کہ اگر اُن دس صورتوں پر سویا جن میں وضو نہیں جاتا تو نہ وضو جائے نہ نماز فاسد ہو، ہاں جو رکن بالکل سوتے میں ادا کیا اس کا اعتبار نہ ہوگا اس کا اعادہ ضرور ہے اور جو جاگتے میں شروع کیا اور اس رکن میں نیند آگئی اُس کا جاگتے کا حصہ معتبر رہے گا اگر وہ بقدر ادائے رکن تھا کافی ہے ان احکام میں قصداً سونا اور بلا قصد سو جانا سب برابر ہے، اور اگر اُن دس صورتوں پر سویا جن میں وضو جاتا رہتا ہے تو وضو تو گیا ہی پھر اگر قصداً سویا تو نماز بھی فاسد ہو گئی ورنہ وضو کر کے جہاں سویا وہاں سے باقی نماز ادا کر سکتا ہے۔

ف۴ : مسئلہ اونگھنے سے وضو نہیں جاتا جب کہ ہوشیاری کا حصہ غالب ہو۔

ف۵ : مسئلہ بیٹھے بیٹھے نیند کے جھونکے لینے سے وضو نہیں جاتا اگرچہ کبھی ایک سرین اُٹھ جاتا ہو۔

وضو نہ جائے گا اگرچہ جھومنے میں کبھی کبھی ایک سرین اُٹھ بھی جاتا ہو بلکہ اگرچہ[ف۱] جھوم کر گر پڑے جبکہ فوراً ہی آنکھ کھل جائے، ہاں اگر گرنے کے ایک ہی لمحہ بعد آنکھ کھلی تو وضو نہ رہے گا۔

**اقول** یہ قید ان سب صورتوں میں ہے جن میں وضو جانا بیان ہوا کہ انھیں صورتوں پر سونا پایا جائے اور[ف۲] اگر سویا اُس شکل پر جس میں وضو نہ جاتا اور جسم بھاری ہو کر یہ شکل پیدا ہوئی جس سے جاتا رہتا مگر پیدا ہوتے ہی فوراً بلا وقفہ جاگ اُٹھا وضو نہ جائے گا جیسے سجدۂ مسنونہ میں سویا اور کلائیاں زمین سے لگتے ہی آنکھ کھل گئی، اور یہ[ف۳] بھی یاد رہے کہ آدمی جب کسی کام مثلاً نماز وغیرہ کے انتظار میں جاگتا ہو دل اُس طرف متوجہ ہے اور سونے کا قصد نہیں نیند جو آتی ہے اُسے دفع کرنا چاہتا ہے تو بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ غافل ہوگیا جو باتیں اُس وقت ہوئیں اُن کی خبر نہیں بلکہ دو دو تین تین آوازوں میں آنکھ کھلی اور وہ اپنے خیال میں یہ سمجھتا ہے کہ میں نہ سویا تھا اس لئے کہ اُس کے ذہن میں وہی مدافعت خواب کا خیال جما ہوا ہے یہاں تک کہ لوگ اُس سے کہتے ہیں تُو سو گیا تھا' وہ کہتا ہے ہرگز نہیں، ایسے خیال کا اعتبار نہیں جب معتمد شخص کہے کہ تو غافل تھا' پکارا' جواب نہ دیا' یا باتیں پُوچھی جائیں اور یہ نہ بتا سکے تو وضو لازم ہے۔

فی الحلیة النوم ان کان فی الصلٰوۃ فلیس بحدث الا ان یکون مضطجعا وقال قاضی خان او متکئا ثم[ف۴] فی بعض شروح القدوری الاتکاء عام والاستناد خاص وھو اتکاء الظھر لاغیر قلت

حلیہ میں ہے نیند بحالت نماز حدث نہیں ہے' ہاں اگر کروٹ لیٹ کر ہو تو حدث ہے۔ اور قاضی خاں نے اس میں ٹیک لگا کر سونے کو بھی شامل کیا ہے پھر قدوری کی بعض شروح میں ہے کہ اتکاء عام ہے اور استناد خاص ہے کیونکہ استناد میں صرف پیٹھ لگانا ہی ہوتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ قاضی خان



---

ف۱: مسئلہ جھوم کر گر پڑا اگر معاً آنکھ کھل گئی وضو نہ گیا۔

ف۲: مسئلہ اُن دسوں صورتوں میں جن سے وضو جاتا ہے' یہی قید ہے کہ انھیں صورتوں پر سونا پایا جائے ورنہ اگر سویا اُس صورت پر کہ وضو نہ جاتا اور نیند میں اُس شکل پر آگیا جس میں جاتا ہے مگر معاً شکل پیدا ہوتے ہی بلا وقفہ جاگ اُٹھا وضو نہ جائے گا۔

ف۳: مسئلہ ضروریہ آدمی بیٹھے بیٹھے کبھی غافل ہوجاتا ہے اور سمجھتا یہ ہے کہ نہ سویا تھا اس کا ضروری بیان۔

ف۴: فرق الاتکاء والاستناد۔

لکن الظاھر ان مراد القاضی النوم علی احد ورکیہ فی الصلوۃ فان مقعدہ یکون متجافیا عن الارض فکان فی معنی النوم مضطجعا فی کونہ سببا لوجود الحدث بواسطۃ استرخاء المفاصل وزوال المسکۃ ولایخالف ھذا ما فی الخلاصۃ من عدم النقض بالنوم متورکا لانہ مفسر فیھا بان[ف۱] یبسط قدمیہ من جانب ویلصق الیتیہ بالارض وھذا یخالف تفسیر صاحب البدائع وصاحب الاسرار فانہ قال فی تعلیل النقض انھا جلسۃ تکشف عن مخرج الحدث الا انہ وضع المسألۃ خارج الصلوۃ والتعلیل یفید انہ وضع اتفاقی قال شیخنا فھذا اشتراک فی لفظ المتورک[۱] اھ۔

کی مراد دونوں سرینوں میں سے ایک سرین کے بل نماز میں سونا ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں اس کی مقعد زمین سے الگ ہوگی اور کروٹ لیٹ کر سونے کی طرح ہوجائے گا یعنی جوڑوں کے ڈھیلا ہونے اور بندش کے ختم ہوجانے کے اعتبار سے یہ حدث کا سبب بن جائے گا۔ یہ عبارت خلاصہ کی اس عبارت کے مخالف نہیں جس میں تورک کی حالت میں سونے کو ناقضِ وضو قرار نہیں دیا ہے، کیونکہ خلاصہ میں اس کی تفسیر یہ ہے کہ نمازی اپنے دونوں پیر ایک طرف کو پھیلائے اور اپنے سرین زمین پر رکھے، اور یہ بدائع اور صاحبِ اسرار کی تفسیر کے مخالف ہے' کیونکہ انھوں نے وضو ٹوٹ جانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ایسی نشست ہے جو حدث کے مخرج کو کھول دیتی ہے۔ مگر انھوں نے یہ مسئلہ بیرونِ نماز فرض کیا ہے، لیکن یہ علت بتاتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ دونوں صورتوں کو عام ہے' ہمارے شیخ نے فرمایا کہ یہ "تورک" کے لفظ میں مشترک ہے اھ۔

**اقول** وکذا افاد فی البحر تبعا للفتح وللذھول[ف۲] عن ھذا وقع فی المستخلص شرح الکنز ان نقل تحت

**اقول** فتح کی پیروی میں بحر نے بھی یہی لکھا ہے اور چونکہ یہ بحث ذہن سے اتر گئی اس لئے کنز کی شرح مستخلص میں "نوم متورک" کے تحت نقل کیا کہ

---

ف۱: للمتورک معنیان۔

ف۲: تطفل علی المستخلص

---

[۱] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

قول الکنز ونوم مضطجع ومتورك تفسیر التورك ان یخرج رجلیه من الجانب الایمن ویلصق الیتیه علی الارض کذا فی المستصفی[1] اھ ولم یلق بالا ان ھذا تفسیر تورك الشافعیۃ فی الصلوۃ ولیس من نواقض الوضوء قطعا، ثم قال فی الحلیۃ ویلحق بالنوم مضطجعا النوم مستلقیا علی قفاہ او منبطحا علی وجھہ فان فی کل استرخاء المفاصل و زوال المسکۃ علی الکمال کالاضطجاع ثم لاخلاف عندنا فی عدم النقض للوضوء اذا کان فی الصلوۃ فی غیر ھذہ الحالات التی ذکرناھا اذالم یکن متعمدا فان متعمدا ففی الخانیۃ ان تعمد النوم فی سجودہ تنتقض طھارتہ فی قولھم اھ، قال شیخنا کانہ مبنی علی قیام المسکۃ فی الرکوع دون السجود ومقتضی النظران یفصل فی ذلك السجود ان کان متجافیا لایفسد والا یفسد اھ ما فی الحلیۃ[2]۔

تورک کے معنی یہ ہیں کہ اپنے دونوں پیروں کو داہنی جانب سے نکالے اور اپنے دونوں سرین زمین پر لگائے' جیسا کہ مستصفے میں ہے اھ۔ یہ خیال نہ کیا کہ یہ اس تورک کی تفسیر ہے جو شافعیہ کے نزدیک نماز میں ہوتا ہے اور ناقضِ وضو قطعًا نہیں ہے ــــ پھر حلیہ میں کہا کہ مضطجعا سونے کے حکم میں گدی کے بل سونا یا چہرے کے بل سونا بھی ہے کیونکہ ان تمام صورتوں میں جوڑ ڈھیلے ہوجاتے ہیں اور چستی ختم ہوجاتی ہے' جیسے چت لیٹ کر سونے میں ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک اگر مذکورہ حالات کے علاوہ نماز میں ہو تو ناقضِ وضو نہیں اور اس میں اتفاق ہے صرف ایک شرط ہے کہ قصد اور ارادہ نہ ہو ــــ خانیہ میں ہے کہ اگر کوئی ارادتًا سجدہ میں سوگیا تو ان کے قول کے مطابق اس کی طہارت ختم ہوجائے گی اھ ــــ ہمارے شیخ فرماتے ہیں کہ اس کا مفہوم یہی ہے کہ حالتِ رکوع میں چستی برقرار رہتی ہے جبکہ سجود میں نہیں۔ اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو سجدہ میں یہ تفصیل کرنی چاہیے کہ اگر وہ زمین سے الگ ہے تو ناقض نہیں ورنہ ناقض ہے حلیہ کا بیان ختم ہوا۔

**اقول** وا عبارۃ الخانیۃ لونام

**اقول** خانیہ کی عبارت اگر بحالتِ سجدہ

ف: تطفل علی الحلیۃ۔

[1] مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق کتاب فی بیان احکام الطھارۃ مطبع کانشی رام پرنٹنگ پریس لاہور ۱/۴۰

[2] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

ساجدا فی الصلٰوۃ لایکون حدثا فی
ظاھر الروایۃ فان تعمد النوم فی
سجودہ تنتقض طہارتہ وتفسد صلٰوتہ
ولوتعمد النوم فی قیامہ اورکوعہ لاتنتقض طہارتہ
فی قولہم[1] اھ فقولہ فی قولہم راجع الی
مسألۃ القیام والرکوع دون السجود
کما اقتضاہ اختصار الحلیۃ علی ما فی نسختی
کیف وعدم النقض ولو تعمد فی الصلٰوۃ
ھو المعتمد وھو المذھب قال فی
الھندیۃ ثم فی ظاھر الروایۃ لافرق
بین غلبتہ وتعمدہ وعن ابی یوسف
النقض فی الثانی والصحیح ماذکر فی
ظاھر الروایۃ ھکذا فی المحیط[2] اھ
فکیف یجوزان یکون قولہم
وسیأتی عن نص الحلیۃ نفسہا۔

نماز میں سوگیا تو ظاہر روایت میں حدث نہ ہوگا کیونکہ
قصداً سجدہ میں سوجانا طہارت کو بھی ختم کر دیتا ہے
اور نماز کو بھی، جبکہ قصداً رکوع یا قیام میں سونا ہمارے
ائمہ کے قول میں طہارت کو نہیں توڑتا ہے اھ ــــ
اب اس عبارت میں "فی قولہم" قیام ورکوع کے
مسئلہ کی طرف راجع ہے نہ کہ سجود کی طرف، جیسا
کہ حلیہ کے اختصار میں میرے نسخہ کے مطابق ہے اور
یہی درست ہے کہ قصداً بھی نماز کے اندر اگر ایسا کرے
تو نہ ٹوٹے گا، یہی معتمد ہے اور مذہب ہے ــــ
ہندیہ میں کہا کہ "نیند کے غلبہ یا قصداً سونے کے
درمیان ظاہر الروایۃ کے مطابق کوئی فرق نہیں ہے،
اور ابو یوسف سے وضو ٹوٹنے کی روایت ہے۔
لیکن صحیح وہی ہے جو ظاہر الروایۃ میں ہے ھکذا
فی المحیط اھ۔ اب یہ کیونکر درست ہوسکتا ہے
کہ یہ ائمہ کا قول ہو، اور آگے اس کا بیان خود حلیہ
کی عبارت سے آرہا ہے۔



**ثم اقول** لم یتعرض الامام
قاضی خان ھٰھنا عن حکم الصلٰوۃ اذا
تعمد النوم فی القیام اوالرکوع وعبارتہ
فی مفسدات الصلٰوۃ ومن ثم نقل فی الفتح
ھکذا "اذا نام المصلی مضطجعا متعمدا
فسدت صلٰوتہ ولو لم یتعمد فمال نفسہ حتی
اضطجع تنتقض طہارتہ ولاتفسد صلٰوتہ

**ثم اقول** اس مقام پر قاضی خان نے
قیام ورکوع کی حالت میں قصداً سونے کی صورت میں
نماز کا حکم نہ بتایا، مفسدات نماز میں ان کی عبارت
یہ ہے وہیں سے فتح القدیر میں نقل کیا ہے "جبکہ
نمازی کروٹ قصداً سوگیا تو اس کی نماز فاسد ہوگی،
اور اگر قصداً نہیں ہے اور اتنا جھکا کہ لیٹنے کی حد کو پہنچ
گیا تو طہارت ٹوٹ جائے گی مگر نماز نہیں ٹوٹے گی،

---

[1] فتاوٰی قاضی خان کتاب الطہارۃ فصل فی النوم نولکشور لکھنؤ ۱/۲۰
[2] الفتاوی الہندیۃ الباب الاول الفصل الخامس نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۲

ولونام فی رکوعه او سجوده ان لم یتعمد ذٰلك لاتفسد صلٰوته وان تعمد فسدت فی السجود ولاتفسد فی الرکوع اھ [1] فانما محط کلامه ط اان النوم ان کان ناقض الطهارة کما فی الاضطجاع کان تعمده مفسد الصلٰوة لان تعمد الحدث یمنع البناء والا لا کنوم قائم وراکع ولهذا لما حکم علی نوم الساجد العامد بافساد الصلٰوة افاد فی الفتح ما افاد فلیحفظ فان له شانا ان شاء اللّٰه تعالٰی۔

اور اگر رکوع وسجود میں سو گیا تو اگر قصداً نہیں ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر قصداً ہے تو سجود میں فاسد ہے رکوع میں نہیں اھ ــــ سوان کے تمام کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ نیند اگر ناقضِ طہارت ہو جیسے کروٹ لیٹنے کی صورت میں ہے تو قصداً ایسی نیند مفسدِ صلوٰۃ ہے۔ اس لئے کہ کسی حدث کا قصداً ارتکاب نماز کی بناء کے منافی ہے اگر نیند ناقض طہارت نہ ہو جیسے رکوع یا قیام میں تو مفسدِ صلوٰۃ نہیں۔ اس لئے جب سجدہ میں قصداً سوجانے کی بابت فسادِ نماز کا حکم کیا تو فتح میں وہ افادہ کیا جو اس میں موجود ہے تو اس کو محفوظ کرنا چاہئے کہ اس کے لئے ایک انوکھی شان ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے۔

ثم قال فی الحلیة وذکر فی التحفة والبدائع ان النوم فی غیرحالة الاضطجاع والتورك فی الصلٰوة لایکون حدثا سواء غلبه النوم اوتعمد فی ظاهر الروایة انتهی والعلة المعقولة فی کون النوم ناقضا استرخاء المفاصل وزوال المسکة وهذا لم یوجد فی هذه المذکورة والا سقط، هذا کله فی الصلٰوة وان کان خارج الصلٰوة مضطجعا او متکئا بمعنی ان یکون معتمدا

پھر حلیہ میں فرمایا کہ تحفہ اور بدائع میں ذکر کیا کہ نماز میں کروٹ لیٹنے کی صورت کے علاوہ سوجانا یا سرین پر بیٹھنے کی صورت کے علاوہ سوجانا حدث نہیں ہے خواہ اس پر نیند کا غلبہ ہوگیا ہو یا قصداً ایسا کیا ہو، ظاہر روایت میں یہی ہے اھ اور عقلی علت نیند کے ناقض ہونے میں جوڑوں کا ڈھیلا پڑجانا اور چستی و بندش کا ختم ہوجانا ہے، اور یہ چیز مذکورہ صورت میں نہیں پائی گئی ورنہ وہ شخص گرجاتا ــــ یہ سب صورتیں حالتِ نماز کی تھیں۔ اور اگر نماز کے باہر کروٹ لیٹا یا ٹیک لگائی بایں معنی کہ کسی کہنی پر ٹیک لگاتے ہو جیسا کہ

---

[1] فتاوٰی قاضیخاں کتاب الصلوٰۃ فصل فیما یفسد الصلوٰۃ نولکشور لکھنؤ ۱/ ۶۴

32

علی احد مرفقیه کما ھو معنی التورك فی التحفة والبدائع ومحیط رضی الدین نقض بلاخلاف[1] اھ ملتقطا۔

تورک کے یہی معنی تحفہ، بدائع اور محیط رضی الدین میں ہیں، تو بالاتفاق وضو ٹوٹ جائے گا اھ ملتقطا۔

وفی رد المحتار نام المریض وھو یصلی مضطجعا الصحیح النقض کما فی الفتح وغیرہ وزاد فی السراج وبہ ناخذ[2] اھ ملتقطا۔

اور رد المحتار میں ہے کہ مریض چت لیٹ کر نماز پڑھ رہا تھا کہ سوگیا تو صحیح یہ ہے کہ وضو ٹوٹ گیا جیسا کہ فتح وغیرہ میں ہے، اور سراج میں اتنا اضافہ ہے کہ "ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں" اھ۔

وفی الخانیة ظاھر المذھب ان النوم فی الصلوٰة لایکون حدثا الا ان یکون مضطجعا او متکئا والاضطجاع علی نوعین ان غلبت عیناہ فنام ثم اضطجع حال فی حال نومہ فھو بمنزلة مالو سبقه الحدث یتوضأ ویبنی وان تعمد النوم فی الصلوٰة مضطجعا فانه یتوضأ ویستقبل ومن عجز فصلی مضطجعا فنام ینتقض[3] اھ۔

اور خانیہ میں ہے کہ ظاہر مذہب یہ ہے کہ نماز کی حالت میں نیند صرف اضطجاع یا اتکاء کی صورت میں ناقضِ وضو ہے اور اضطجاع کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ اس پر نیند کا غلبہ ہوگیا تو سوگیا پھر سونے کی حالت ہی میں لیٹ گیا تو اس کا حکم اس حدث کا سا ہے جو بے اختیار ہوگیا۔ ایسی صورت میں وضو کرکے نماز کی بناء کرے گا۔ اور اگر قصداً نماز میں لیٹ کر سوگیا تو وضو کرے گا اور از سرِ نو نماز ادا کرے گا۔ اور اگر کسی معذوری کے باعث نماز لیٹ کر پڑھ رہا تھا کہ سوگیا تو وضو ٹوٹ جائے گا اھ۔

وفی متن نور الایضاح وشرحه مراقی الفلاح فی فصل مالاینقض الوضوء (و) منھا (نوم مصل ولو راکعا اوساجدا) اذا کان (علی جھة السنة)

اور نور الایضاح کے متن اور اس کی شرح مراقی الفلاح میں فصل مالاینقض الوضوء میں ہے: "اور نواقضِ وضو میں نہیں ہے نمازی کا رکوع یا سجود میں سوجانا بشرطے کہ مسنون طریقہ کے مطابق

---

[1] حلیة المحلی شرح منیة المصلی

[2] رد المحتار | کتاب الطہارۃ | دار احیاء التراث العربی بیروت | ۱/۹۶

[3] فتاوٰی قاضی خاں | " | فصل فی النوم | نولکشور لکھنؤ | ۱/۲۰

فی ظاھر المذھب[1] اھ۔

ہو ظاہر مذہب میں اھ۔

وفی منحۃ الخالق عن النھر الفائق عن عقد الفرائد انما لایفسد الوضوء بنوم الساجد فی الصلوۃ اذا کان علی الھیأۃ المسنونۃ قید بہ فی المحیط وھو الصحیح[2] اھ۔

اور منحۃ الخالق میں نہر الفائق سے منقول ہے انھوں نے عقد الفرائد سے نقل کیا کہ نماز کے سجدہ میں سوجانا وضو کو نہیں توڑتا جبکہ مسنون طریقہ پر ہو، اس قید کا ذکر محیط میں ہے اور یہی صحیح ہے اھ۔

وقال المحقق الکبیر فی شرح المنیۃ الصغیر والمعتمد انہ ان نام علی الھیأۃ المسنونۃ فی السجود رافعا بطنہ عن فخذیہ مجافیا مرفقیہ عن جنبیہ لایکون حدثا والا فھو حدث لوجود نھایۃ استرخاء المفاصل سواء کان فی الصلوۃ اوخارجھا وتمام تحقیقہ فی الشرح[3] اھ۔

محقق کبیر نے شرح منیۃ الصغیر میں فرمایا: اگر سجدہ میں ہیئت مسنونہ پر سویا کہ پیٹ رانوں سے اور بازو پہلو سے دُور ہوں تو حدث نہیں ہوگا ورنہ بوجہ کشادگی مفاصل حدث ہے بحالت ایں نماز میں ہو یا نہ ہو، اس کی مکمل تحقیق شرح میں ہے اھ۔

وفی التنویر والدر قام اوقرأ اورکع اوسجد اوقعد الاخیر نائما لایعتد بہ بل یعیدہ ولو القراءۃ اوالقعدۃ علی الاصح وان لم یعد تفسد ولو رکع اوسجد فنام فیہ اجزأہ لحصول الرفع منہ والوضع[4] اھ۔

اور تنویر اور در میں ہے، اگر کسی نے قیام، قراءت، رکوع، سجود یا قعدہ بحالتِ نیند کیا تو اس کا اعتبار نہ ہوگا اس پر اس رکن کا اعادہ لازم ہے خواہ قراءت یا قعدہ ہی کیوں نہ ہو، اصح یہی ہے۔ اور اگر اعادہ نہیں کیا تو نماز فاسد ہوگئی۔ اور اگر رکوع کیا یا سجدہ کیا پھر اسی حالت میں سوگیا تو یہی کافی ہے کیونکہ اس حالت میں جانا اور اس سے واپس آنا پایا گیا اھ۔

ولفظ المراقی وان طرأ فیہ

اور مراقی الفلاح میں ہے کہ اگر کسی رکن میں



---

[1] مراقی الفلاح شرح نور الایضاح مع حاشیۃ الطحطاوی فصل عشرۃ اشیاء دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۹۴

[2] منحۃ الخالق علی البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۸

[3] صغیری شرح منیۃ المصلی فصل فی نواقض الوضوء مطبع مجتبائی دہلی ص ۷۸

[4] الدر المختار شرح تنویر الابصار کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ " " " ۱/ ۷۱

النوم صح بما قبله منه[1] اھ۔

**قلت** وھو اوضح واوجه۔

وفی الدر المختار ایضا ینقضه حکما نوم یزیل مسکته بحیث تزول مقعدته من الارض وھو النوم علی احد جنبیه او ورکیه او قفاہ او وجھه والا یزل مسکته لاینقض وان تعمدہ فی الصلوۃ او غیرھا علی المختار (نص علیه فی الفتح وھو قید فی قوله فی الصلوۃ قال فی شرح الوھبانیة ظاھر الروایة ان النوم فی الصلوۃ قائما اوقاعدا او ساجدا لایکون حدثا سواء غلبه النوم او تعمدہ ش) کالنوم قاعدا مستندا الی مالوازیل لسقط علی المذھب (ای علی ظاھر المذھب عن ابی حنیفة وبه اخذ عامة المشائخ وھو الاصح کما فی البدائع ش و علیه الفتوی جواھر الاخلاطی) او ساجدا علی الھیأۃ المسنونة (بان یکون رافعا بطنه عن فخذیه مجافیا عضدیه عن جنبیه بحر، قال ط وظاھرہ[ف] ان المراد الھیأۃ المسنونة فی حق الرجل لا المرأۃ ش۔

**اقول** لیس[ف] فی ھذا المحل الاستظھار وقد صرح به السادۃ الکبار کقاضی خان

نیند آگئی تو اس سے پہلے والا رکن صحیح رہا اھ ۔

**قلت** یہی اوضح اور اوجہ ہے۔

اور درمختار میں ہے کہ نیز وضو کو حکماً وہ نیند توڑ دیتی ہے جو چُستی کو زائل کردے، اس طرح کہ اس کی مقعد زمین سے اُٹھ جائے، مثلاً ایک پہلو پر سوگیا یا سرین پر سوگیا یا گُدی یا چہرے کے بل سوگیا، اور چُستی زائل نہ کرتی ہو تو ناقضِ وضو نہیں خواہ وہ قصداً ہی سوگیا ہو نماز میں ہو نہ ہو، مختار یہی ہے (فتح میں اس کی تصریح ہے، شرح وہبانیہ میں ہے کہ ظاہر الروایۃ میں ہے کہ نماز میں سونا کھڑے ہو کر، بیٹھ کر، یا سجدہ میں ـــ حدث نہ ہوگا خواہ نیند کا غلبہ ہوگیا یا قصداً نیند آئی ہو، ش) جیسے کسی ایسی چیز سے ٹیک لگا کر سوگیا کہ اگر اس کو ہٹایا جائے تو گر پڑے، یا بیٹھ کر سوگیا (ابو حنیفہ سے ظاہر مذہب یہی ہے اور تمام مشائخ نے اسی کو لیا ہے اور یہی اصح ہے جیسا کہ بدائع میں ہے، ش۔ اور اسی پر فتوٰی ہے جواہر الاخلاطی کا) اور جو شخص مسنون حالت پر سوگیا یعنی اس کا پیٹ رانوں سے جُدا ہو بازو پہلوؤں سے جدا ہوں بحر۔ طحطاوی نے کہا کہ بظاہر اس سے مراد وہ مسنون ہیئت ہے جو مردوں کے لئے ہے نہ کہ عورت کے لئے، ش۔

**اقول** یہ استظہار کا مقام نہیں ہے اس کی تصریح بڑے بڑے علماء مثلاً قاضی خان



---

ف: معروضة علی العلامتین ط و ش۔

---

[1] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی باب شروط الصلوۃ وارکانہا دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۲۳۵

وغیرہ علا انھم لولم یصرحوا لکان ھو المتعین للارادۃ لان المقصود ھیأۃ تمنع الاستغراق فی النوم کمالایخفی) ولو فی غیرالصلٰوۃ علی المعتمد ذکرہ الحلبی او متورکا (بان یبسط قدمیہ من جانب ویلصق الیتیہ بالارض۔ فتح ش) او محتبیا (بان جلس علی الیتیہ و نصب رکبتیہ و شد ساقیہ الی نفسہ بیدیہ اوبشیئ یحیط من ظھرہ علیھما شرح المنیۃ ش۔

**اقول** ولامدخل ھھنا لوضع الیدین فانما مطمح النظر تمکین الورکین ولذا اعممت) و راسہ علی رکبتیہ (غیرقید ش و بالاولی اذا لم یکن راسہ کذٰلک ط) اوشبہ المنکب (ای علی وجھہ وھو کمافی شروح الھدایۃ ان ینام واضعا الیتیہ علی عقبیہ و بطنہ علی فخذیہ ونقل عدم النقض بہ فی الفتح عن الذخیرۃ ایضا ش۔

**قلت** ونقل فی الھندیۃ عن محیط

وغیرہ نے کی ہے۔ علاوہ ازیں اگر وہ اس کی تصریح نہ بھی کرتے تو یہی متعین ہوتا کیونکہ اس سے مراد ایسی ہیئت ہے جو نیند میں مستغرق ہوجانے سے مانع ہو اور یہ ظاہر ہے) یہ صورت خواہ نماز کے علاوہ ہی کیوں نہ ہوئی ہو، معتمد مذہب یہی ہے۔ اس کو حلبی نے ذکر کیا یا بطور تورک (یعنی وہ اپنے دونوں قدم ایک طرف نکال لے اور اپنے سرین زمین سے چپکادے، فتح وش) "او محتبیا" یا اپنے سرین پر بیٹھ جائے اور اپنی دونوں پنڈلیاں اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑے یا کسی چیز سے پیٹھ سے باندھ دے، شرح منیہ ش۔

**اقول** اس میں ہاتھ کی وضع کا کوئی دخل نہیں ہے اصل مقصود تو دونوں سرینوں کا جماؤ ہے، اس لئے میں نے اس کو عام رکھا ہے اور اس کا سر اس کے دونوں گھٹنوں پر ہو (یہ قید نہیں، ش، اور جب اس کا سر اس طرح نہ ہو تو بطریق اولٰی ایسا ہوگا، ط) یا اوندھے کے مشابہ (یعنی چہرے کے بل سونے والے کی طرح اور اسکی ہیئت جیسا کہ ہدایہ کی شروح میں ہے یہ ہے کہ وہ اپنے دونوں سرین اپنی دونوں ایڑیوں پر رکھے اور اپنا پیٹ اپنی دونوں رانوں پر رکھے اور اس میں نہ ٹوٹنا فتح میں ذخیرہ سے بھی منقول ہوا، ش۔

**قلت** ہندیہ میں محیط سرخسی سے منقول ہے

---

ف: معروضۃ اخرٰی علیھما۔

السرخسی انه الاصح قال ش ثم نقل فی الفتح عن غیرها لو نام متربعا ورأسه علی فخذیه نقض قال وهذا یخالف ما فی الذخیرة واختار فی شرح المنیة النقض فی مسألة الذخیرة لارتفاع المقعدة وزوال التمکن واذا نقض فی التربع مع انه اشد تمکنا فالوجه الصحیح النقض هنا ثم ایده بما فی الکفایة عن المبسوطین من انه لو نام قاعدا او وضع الیتیه علی عقبیه وصار شبه المنکب علی وجهه قال ابو یوسف علیه الوضوء اھ۔

کہ اصح یہی ہے، ش نے کہا پھر فتح میں ذخیرہ کے علاوہ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص پالتی مار کر بیٹھا اور اسی حال میں سو گیا اور اس کا سر اس کی دونوں رانوں پر ہے تو وضو ٹوٹ گیا، یہ ذخیرہ کے مخالف ہے اور شرح منیہ میں ذخیرہ کی بیان کردہ صورت میں وضو کے ٹوٹ جانے کو پسند کیا ہے کیونکہ مقعد اُٹھ گئی اور استقرار ختم ہوگیا، اور جب پالتی مار کر بیٹھنے کی صورت میں وضو ٹوٹ گیا حالانکہ اس میں استقرار زیادہ ہے تو صحیح بات یہ ہے کہ یہاں بھی ٹوٹنا چاہیے۔ پھر کفایہ کی عبارت جو دونوں مبسوطوں سے منقول ہے سے تائید کی، اس میں یہ ہے کہ اگر بیٹھ کر سو گیا یا اپنی سرین کو اپنی ایڑیوں پر رکھا اور اوندھا ہوگیا تو ابو یوسف فرماتے ہیں اس پر وضو لازم ہے اھ۔



**اقول** ومن عرف المناط عرف القول الفصل فمن حنا رأسه بحیث لم یرفع عجزه عن الارض لم ینقض وهو مراد الشارح ومن حنا حتی رفع نقض وهو مراد الغنیة ولذا عولت علی هذا التفصیل) او فی محمل او سرج او اکاف (حال الصعود وغیره منیة ش) ولو الدابة عریانا فان حال الهبوط نقض (لتجافی المقعدة عن ظهر الدابة حلیة ش) والا (بان کان حال الصعود والاستواء منیة ش) لا ولو

**اقول** جو شخص مناط کو جانتا ہے وہ فیصلہ کن قول کو سمجھ سکتا ہے، جس شخص نے اپنا سر جھکایا مگر اپنی سرین زمین سے نہ اٹھائی تو وضو نہ ٹوٹے گا اور یہی مراد شارح کی ہے، اور اگر سرین اٹھ گئے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اور غنیہ کی مراد یہی ہے اس لئے میں نے اس تفصیل پر اعتماد کیا ہے، یا کسی محمل یا زین یا نمدہ میں (چڑھنے کی صورت ہو یا کوئی اور صورت، منیہ، ش) اور اگر سواری کے جانور پر زین وغیرہ نہ ہو تو اُترتے وقت وضو ٹوٹ جائے گا (کیونکہ سواری کی پشت سے مقعد ہٹ گئی ہوگی، حلیہ، ش) ورنہ (مثلاً یہ کہ چڑھنے یا بیٹھنے کی حالت میں ہو، منیہ، ش) تو وضو

نام قاعدا یتمایل فسقط ان انتبه حین سقط (ای قبل ان یصیب جنبه الارض ط حلیة ش اوعند اصابة جنبه الارض بلا فصل ط غنیة ش) فلا نقض به یفتی (امالو استقر ثم انتبه نقض لانه وجد النوم مضطجعا حلیة ش) کماعس یفهم اکثر ما قیل عنده (قال الرحمتی ولاینبغی ان یغتر الانسان بنفسه لانه ربما یستغرقه النوم ویظن خلافه ش) اھ مزیدا ما بین الاھلة منی ومن ط و ش[1]

نہ ٹوٹے گا، اور اگر بیٹھے بیٹھے سوگیا اور جھکولے کھاکر گرا اور گرتے ہی بیدار ہوگیا (یعنی پہلو کے زمین پر لگنے سے قبل ط حلیہ ش یا پہلو کے زمین پر لگتے ہی بلا تاخیر گرا ط غنیہ ش) تو وضو نہ ٹوٹے گا، یہی مفتیٰ بہ قول ہے، لیکن اگر ٹھہر گیا پھر بیدار ہوا تو وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ کروٹ لیٹنے کی حالت میں نیند پائی گئی حلیہ ش) جیسے اُونگھنے والا اکثر باتیں سمجھتا ہے (رحمتی نے کہا کہ انسان کو دھوکے میں نہ رہنا چاہئے، کبھی اس پر نیند کا غلبہ ہوجاتا ہے اور وہ اس کے خلاف گمان کرتا ہے۔ ش) اھ ہلالوں کے درمیان جو کچھ ہے وہ عبارت درمختار پر میرا اور شامی وطحطاوی کا اضافہ ہے۔



## افادات عدیدۃ مفیدۃ سدیدۃ

## چند درست نفع بخش افادات

**الاولٰی**[ف] اعلم ان النوم علی وضع سجود فیہ خلف کثیر ونزاع ممدود وانا ارید ان شاء الکریم المجید ان اذکرہ علی وجہ حاصر یجلو بہ الحق کبدر زاھر وما توفیقی

**افادہ اُولٰی:** سجدے کی ہیأت پر سونے کے مسئلہ میں بہت زیادہ اختلاف ونزاع پایا جاتا ہے۔ بمشیت رب کریم میں اسے ایسی احاطہ کن صورت میں بیان کرنا چاہتا ہوں جس سے حق بدرِ تابندہ کی طرح روشن ہوجائے۔ اور مجھے توفیق نہیں

---

ف: تحقیق شریف للمصنف ان الصلوٰۃ وغیرھا فی نقض الطہارۃ بالنوم سواء۔

---

[1] الدرالمختار کتاب الطہارۃ بحث نواقض الوضوء مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۶ و ۲۷
ردالمحتار " " " دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۹۵ تا ۹۷
حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار " " " المکتبۃ العربیہ کوئٹہ ۱/ ۸۲

الا بالله علیه توکلت و الیه انیب۔

مگر خدا ہی کی طرف سے، اسی پر میرا توکل ہے اور اسی کی طرف رجوع لاتا ہوں۔

**فاقول** واستعین بالقریب المجیب ذلك الوضع الذی نام فیه اما ان یکون علی الھیأۃ المسنونۃ للرجال او علی غیرھا وکل اما فی الصلوۃ ومنھا سجود السھو وسھا من نقل الخلاف فیه کما نبه علیه فی الفتح او فی سجدۃ مشروعا خارجھا وھی سجدۃ التلاوۃ والشکر او فی غیر ذلك ویدخل فیه ما کان علی ھیأۃ ساجد ولم ینوھا اصلا فالصور ست؛

**فاقول** تو رب قریب مجیب کی مدد لیتے ہوئے عرض پرداز ہوں ـــ سونے والا جس وضع سجدہ پر سویا ہے وہ یا تو مردوں کے لئے سجدہ کی مسنون ہیأت کے مطابق ہوگی یا مسنون ہیأت نہ ہوگی ... دونوں صورتیں یا تو نماز میں ہوں گی ـــ اسی میں سجدۂ سہو بھی شامل ہے اور جس نے اس سے متعلق اختلاف نقل کیا اس سے سہو ہوا جیسا کہ فتح القدیر میں اس پر تنبیہ فرمائی ہے ـــ یا بیرون نماز کسی جائز ومشروع سجدہ میں ہوں گی ـــ یہ سجدۂ تلاوت اور سجدۂ شکر ہے ـــ یا ان سب کے علاوہ میں ہوں گی ـــ اسی میں وہ بھی داخل ہے جو سجدہ کی ہیأت پر ہو اور سجدہ کی کوئی نیت نہ ہو ـــ تو یہ کل چھ صورتیں ہوئیں:



وقد اجمعوا علی عدم النقض فی الاولی وھی السجود فی الصلوۃ علی الھیأۃ المسنونۃ اما ما وقع فی ردالمحتار ان النوم ساجدا فی الصلوۃ وغیرھا قیل یکون حدثا (ای مطلقا سواء کان علی الھیأۃ المسنونۃ اولا لانه ذکر ھذا التفصیل من بعد فی قول مقابل له) قال وذکر فی الخانیة انه

**پہلی صورت** یہ کہ نماز میں مسنون طریقہ پر سجدہ ہو ـــ اس صورت پر سو جانے سے وضو نہ ٹوٹنے پر سب کا اجماع ہے ـــ لیکن وہ جو ردالمحتار میں واقع ہے کہ، بحالت سجدہ نماز میں اور بیرون نماز سو جانا کہا گیا کہ حدث ہے ـــ یعنی مطلقاً خواہ مسنون طریقے پر ہو یا نہ ہو ـــ یہ اس لئے کہ علامہ شامی نے یہ تفصیل آگے اس کے مقابل ایک قول میں خود بیان کی ہے۔ آگے لکھتے ہیں: اور خانیہ میں ذکر کیا کہ یہی

ظاهر الروایة[1] اھ۔

فاقول[ف1] هذا الاطلاق ان صدر عن احد فهو محجوج بنص الحدیث وتصریحات ائمة القدیم و الحدیث وقد تقدم عن الحلیة ان لاخلاف عندنا فی ذلك اما الخانیة[ف2] فلم تذکره بهذا الارسال وانما نصها هکذا ظاهر المذهب ان النوم فی الصلٰوة لایکون حدثا نامر قائما اوراکعا اوساجدا اما خارج الصلٰوة علی هیأة الرکوع والسجود قال شمس الائمة الحلوانی رحمه الله تعالٰی یکون حدثا فی ظاهر الروایة وقیل ان کان ساجدا علی وجه السنة بان کان رافعا بطنه عن فخذیه مجافیا عضدیه عن جنبیه بحیث یری من خلفه عفرة ابطیه لایکون حدثا و ان کان ساجدا علی وجه غیر السنة بان الصق بطنه بفخذیه وافترش ذراعیه کان حدثا[2] اھ

ظاہر الروایۃ ہے اھ۔

**اقول** یہ اطلاق (کہ نماز اور بیرونِ نماز مسنون یا غیر مسنون جس ہیأتِ سجدہ پر بھی سوجائے وضو ٹوٹ جائے گا) اگر کسی سے صادر ہے اور کوئی اس کا قائل ہے تو اس کے خلاف نقلِ حدیث اور عہد قدیم وجدید کے ائمہ کی تصریحات حجت ہیں ــــ حلیہ کے حوالے سے گزر چکا کہ اس بارے میں ہمارے یہاں کوئی اختلاف نہیں ــــ رہا خانیہ کا حوالہ جو علامہ شامی نے پیش کیا تو خانیہ نے اس اطلاق کے ساتھ اسے بیان ہی نہ کیا۔ ملاحظہ ہو اس کی عبارت یہ ہے: ظاہر مذہب یہ ہے کہ نماز کے اندر سونا حدث نہیں ہوتا، قیام میں سوئے یا رکوع یا سجدے میں سوئے۔ لیکن بیرونِ نماز اگر رکوع وسجود کی ہیأت پر سوئے تو شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ ظاہر روایت میں یہ حدث ہے ــــ اور کہا گیا کہ اگر سنّت کے طور پر سجدہ کی حالت ہو اس طرح کہ پیٹ رانوں سے اٹھائے ہوئے، بازو کروٹوں سے جُدا کئے ہوئے ہو کہ پیچھے والا بغلوں کی سیاہی دیکھ لے تو حدث نہ ہوگا، اور اگر خلافِ سنّت سجدہ ہو اس طرح کہ پیٹ رانوں سے ملادیا ہو اور کلائیاں بچھادی ہوں تو حدث ہوگا اھ۔

---

ف1: معروضة علی العلامة ش۔

ف2: معروضة اخری علیه

[1] رد المحتار کتاب الطهارة بحث نواقض الوضوء دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۹۶

[2] فتاوٰی قاضی خان ؍؍ فصل فی النوم نولکشور لکھنؤ ۱/۲۰

فان هذا من ذاك فليتنبه

نعم جاءت خلافية عن ابی یوسف فی تعمد النوم علی خلاف ظاهر الروایۃ الصحیحۃ المختارۃ ولا تختص فی تحقیقنا بالسجود بل تعم الصلٰوۃ کلہا کما سیأتی ان شاء اللہ تعالٰی۔

بتائیے اس تفصیل کو اُس اطلاق سے کیا نسبت ؟ تو اس پر متنبہ رہنا چاہیے ___ ہاں قصداً سونے کے بارے میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے صحیح، ترجیح یافتہ ظاہر الروایہ کے برخلاف ایک اختلافی روایت آئی ہے اور وہ ہماری تحقیق میں حالتِ سجدہ ہی سے خاص نہیں بلکہ پوری نماز کو شامل ہے، جیسا کہ ان شاء اللہ تعالٰی ذکر ہوگا۔

واجمعوا علی النقض فی السادسۃ وھی کونہ علی ھیأۃ سجود غیر مسنونۃ من غیر نیۃ او فی سجدۃ غیر مشروعۃ، اما ما وقع فی رد المحتار ان النوم ساجدا قیل لایکون حدثا فی الصلٰوۃ وغیرھا وصححہ فی التحفۃ وذکر فی الخلاصۃ انہ ظاھر المذھب وفی الذخیرۃ ھو المشھور[1] اھ۔

**چھٹی صورت** یہ کہ سجدہ غیر مسنون طریقہ پر ہو اور سجدہ کی نیّت بھی نہ ہو یا کسی ایسے سجدہ کی نیت ہو جو مشروع نہیں ___ اس صورت میں سونے سے وضو ٹوٹ جانے پر اجماع ہے۔ لیکن وہ جو ردالمحتار میں واقع ہوا کہ: "سجدہ کرتے ہوئے سو جانا کہا گیا کہ یہ نماز میں اور بیرونِ نماز بھی حدث نہیں۔ اسی کو تحفہ میں صحیح کہا۔ اور خلاصہ میں ذکر کیا کہ یہی ظاہر مذہب ہے۔ اور ذخیرہ میں ہے کہ یہی مشہور ہے" اھ۔

**فاقول** ان ارادف بالساجد الساجد الشرعی فعز و الحکم الی الخلاصۃ یصح لکنہ اذن لایتناول الا سجود الصلٰوۃ والسہو والتلاوۃ والشکر و

**فاقول** اگر سجدہ کرنے والے سے شرعی سجدہ کرنے والا مراد لیا تو خلاصہ کا حوالہ صحیح ہے ___ لیکن اس تقدیر پر یہ صرف سجدۂ نماز، سجدۂ سہو، سجدۂ تلاوت اور سجدۂ شکر کو شامل

---

ف: معروضۃ ثالثۃ علیہ۔

---

[1] رد المحتار کتاب الطہارۃ بحث نواقض الوضوء دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۹۶

يبقى كلامه ساكتا عن حكم ما اذا كان على هيأة سجود من دون سجود او فى سجود غير مشروع كما يفعله بعض الناس عقيب الصلوٰة ولا شك ان كلام الخلاصة والخانية والتحفة والبدائع والحلية التى لخص منها هٰذا الفصل يشمل هذه الصور كلها فلا وجه لاخراجها عن الكلام مع ان الحاجة ماسة الى ادراك حكمها ايضا وان اراد من كان على هيأة سجود ولو لم ينوه او لم يشرع فيجب ان يكون المراد الهيأة المسنونة للرجال لانها المانعة عن الاستغراق فى النوم فكان كالنوم قائما او على هيأة ركوع اما ان يؤخذ العموم فى الساجد كما احاط به كلمات المنقول عنهم جميعا وقد اشار اليه فى الخلاصة حيث عبر فى الصلوٰة بلفظة ساجدا وفى خارجها بلفظة على هيأة السجود وفى الهيأة ايضا كما هو قضية رد المحتار حيث ذكر تفصيل الهيأة فى قول ثالث مقابل لهذا حتى يلزم ان لا ينقض نوم من نام فى غير سجود مشروع على هيأة سجود المرأة

ہوگا۔ اور ان کا کلام اس صورت کا حکم بتانے سے ساقط رہ جائے گا جب بے نیت سجدہ محض ہیأت سجدہ ہو یا کوئی غیر مشروع سجدہ ہو جیسا کہ بعض لوگ بعد نماز سجدہ کرتے ہیں — حالاں کہ خلاصہ، خانیہ، تحفہ، بدائع اور حلیہ جن سے اس فصل کی تلخیص کی گئی ہے سب کا کلام ان ساری صورتوں کو شامل ہے تو مذکورہ صورتوں کو کلام سے خارج کرنے کی کوئی وجہ نہیں جب کہ ان صورتوں کا بھی حکم دریافت کرنے کی ضرورت موجود ہے — اور اگر ساجد سے وہ مراد ہے جو ہیأت سجدہ پر ہو اگرچہ سجدہ کی نیت نہ رکھتا ہو یا وہ سجدہ مشروع نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس سے مراد وہ ہیأت ہو جو مردوں کے لئے مسنون ہے کیونکہ وہی حالت نیند کے استغراق سے روکنے والی ہے تو یہ ایسے ہی ہوا جیسے کھڑے کھڑے یا رکوع کی ہیأت پر سو جانا — لیکن یہ کہ ساجد میں عموم مراد لیا جائے۔ جیسا کہ ان تمام حضرات کی عبارتیں اس کا احاطہ کرتی ہیں جن سے یہ احکام نقل کئے گئے ہیں۔ اور خلاصہ میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے اس طرح کہ اندرونِ نماز کی تعبیر لفظ ساجد سے کی ہے اور بیرونِ نماز کی تعبیر ہیأت سجدہ سے کی ہے — اور ہیأت میں بھی عموم مراد لیا جائے — جیسا کہ یہ کلامِ رد المحتار کا مقتضا ہے اس لئے کہ انھوں نے ہیأت کی تفصیل اس کے مقابل ایک تیسرے قول میں ذکر کی ہے — اس پر یہ الزام آئے گا کہ جو کسی غیر مشروع سجدہ میں سجدۂ عورت کی ہیأت پر سو جائے تو اس کی نیند ناقضِ وضو

فلایجوز ان یقول بہ احد فانہ حینئذ لیس الا کنوم المنبطح سواء بسواء بل ھو ھو لایفارقہ الا بقبض فی الایدی والا رجل کما لا یخفی۔

نہ ہو — تو اس کا کوئی قائل نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ اس تقدیر پر یہ سونا بالکل منہ کے بل لیٹ کر سونے کی طرح ہوا بلکہ دونوں بالکل ایک ہوئے، صرف ہاتھ پاؤں سمیٹنے کا فرق رہا، جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔

[یہاں مذکورہ کلام شامی کے تین معنی ذکر کئے اول مراد ہے تو کلام ناقص اور بعض صورتوں کے احاطہ سے قاصر ہوگا، دوم مراد ہو تو وہ خاص مسنون حالت پر سجدہ ہے، سوم مراد ہو کہ کسی قسم کا بھی سجدہ کرنے والا ہے اور کسی بھی ہیأت پر سجدہ کر رہا ہو اور سو جائے تو وضو نہ ٹوٹے گا اس کا کوئی قائل نہیں ہو سکتا ۱۲م]

وراجعت الخلاصۃ فوجدت نصہا ھکذا فی الاصل قال و لا ینقض الوضوء النوم قاعدا اوراکعا اوساجدا اوقائما ھذا فی الصلوۃ فان نام خارج الصلوۃ قائما اوعلی ھیأۃ الرکوع والسجود فی ظاھر المذھب لافرق بین الصلوۃ وخارجہ الصلوۃ اھ[1] ثم قال اذا نام فی سجود التلاوۃ لایکون حدثا عندھم جمیعا کما فی الصلوتیۃ وفی سجدۃ الشکر کذلک عند محمد وھکذا روی عن ابی یوسف وسواء سجد علی ھیأۃ وجہ السنۃ وعلی غیر وجہ السنۃ نحو ان یفترش ذراعیہ ویلصق

اور میں نے خلاصہ اٹھا کر دیکھا تو اس کی عبارت اس طرح پائی: "اصل مبسوط میں ہے فرمایا: بیٹھ کر یا رکوع میں یا سجدہ میں یا قیام میں سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ یہ اندرونِ نماز کا حکم ہے۔ اور اگر بیرونِ نماز کھڑے یا رکوع وسجود کی ہیأت میں سو گیا تو ظاہر مذہب میں نماز اور بیرونِ نماز کے درمیان کوئی فرق نہیں — اور آگے فرمایا: سجدۂ تلاوت میں سو جانا ان سبھی حضرات کے نزدیک حدث نہیں جیسے کہ سجدۂ نماز میں۔ اور سجدۂ شکر میں بھی امام محمد کے نزدیک یہی حکم ہے۔ اور ایسا ہی امام ابو یوسف سے مروی ہے۔ خواہ مسنون طریقہ پر سجدہ ہو یا غیر مسنون طریقہ پر، جیسے یوں کہ کلائیاں بچھا دے اور پیٹ کو رانوں سے

---

[1] خلاصۃ الفتاوی کتاب الطہارۃ الفصل الثالث مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۱۸

بطنه علی فخذیه فنام فی سجودہ وعند ابی حنیفة یکون حدثا وفی سجد فی السھو لایکون حدثا[1] اھ۔

ملادے اور سجدے میں سوجائے، اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک حدث ہوگا اور سجدۂ سہو میں حدث نہ ہوگا اھ۔

فافاد ان عموم الھیأة انما ھو فی السجود المشروع کسجود التلاوة و السھو عند الکل والشکر عندھما ولما لم تشرع سجدة الشکر عندہ قال بالنقض فیھا اذا لم تکن علی ھیأة السنة۔

اس کلام سے افادہ فرمایا کہ صرف سجدہ مشروع میں ایسا ہے کہ کسی بھی ہیأت پر ہو اس میں بندے سے وضو نہ جائے گا، سجدۂ مشروع جیسے سجدۂ تلاوت اور سجدۂ سہو سب کے نزدیک اور سجدۂ شکر صاحبین کے نزدیک۔ اور سجدۂ شکر چوں کہ امام اعظم کے نزدیک مشروع نہیں اس لئے وہ اس میں نیند کے ناقض ہونے کے قائل ہیں جب کہ مسنون ہیأة پر نہ ہو۔

وفی الحلیة بعد ما قدمنا عنھا من الکلام علی النوم فی الصلوٰة وان کان خارج الصلوٰة (فذکر الوجوہ الی ان قال) وان نام قائما او علی ھیأة الرکوع والسجود غیر مستند الی شیئ ففی البدائع العامة علی انہ لایکون حدثا لان استمساك فیھا باق، وفی التحفة الاصح انہ لیس بحدث کما فی الصلوٰة وعلیہ مشی فی الخلاصة وذکر انہ ظاھر المذھب وعکس ھذا بالنسبة الی ھیأة الرکوع والسجود فی الخانیة فذکر انہ حدث فی ظاھر الروایة والاول

حلیہ کے حوالے سے اندرونِ نماز سونے سے متعلق جو کلام ہم نے پہلے نقل کیا اس کے بعد اس میں ہے: اور اگر بیرونِ نماز ہو (اس کے بعد وہ صورتیں ذکر کیں۔ پھر کہا) اگر کھڑے کھڑے یا رکوع وسجود کی ہیأت پر کسی چیز سے ٹیک لگائے بغیر سوگیا تو بدائع میں ہے کہ عامۂ علماء اس پر ہیں کہ وضو نہ جائے گا اس لئے کہ ان صورتوں میں بندش باقی رہتی ہے ــــ اور تحفہ میں ہے کہ اصح یہ ہے کہ ایسی نیند حدث نہیں جیسے اندرونِ نماز ــــ اسی پر خلاصہ میں مشی ہے اور ذکر کیا کہ یہی ظاہر مذہب ہے ــــ اور ہیأت رکوع وسجود سے متعلق خانیہ میں اس کے برعکس یہ بتایا کہ وہ ظاہر الروایہ میں حدث ہے ــــ اور اول ہی

---

[1] خلاصۃ الفتاوی کتاب الطہارۃ الفصل الثالث مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۱۹

ھو المشھور کما فی الذخیرۃ[1] اھ ملخصا

فافادان[1] کلامھم ھذا فی غیر الصلٰوۃ وافاد[2] ببقاء الاستمساک ان المراد ھیأۃ السجود المسنونۃ فھذا الذی یشم عن عبارۃ رد المحتار لیس مراد الخلاصۃ ولا التحفۃ ولا الخانیۃ ولا الذخیرۃ ولا الحلیۃ فلیتنبہ۔

بقیت اربع:

وھی[1] الھیأۃ المسنونۃ خارج الصلٰوۃ فی السجدۃ المشروعۃ او[2] غیرھا و غیر[3] المسنونۃ فی السجدۃ المشروعۃ فی الصلٰوۃ او[4] غیرھا۔

فھذہ تجاذبت فیھا الاٰراء و وجدت ھٰھنا مما اعتمدہ المصنفون فی تصانیفھم المتداولۃ فی المذھب اربعۃ اقوال:

**الاول** ان کان علی الھیأۃ المسنونۃ لاینقض ولو خارج الصلٰوۃ، وعلی غیرھا ینقض ولو

مشہور ہے، جیسا کہ ذخیرہ میں ہے اھ ملخصاً۔

اس سے مستفاد ہوا کہ ان حضرات کا یہ کلام بیرونِ نماز سونے کی صورت میں ہے۔ اور بندش باقی رہنے سے یہ افادہ کیا کہ سجدہ کی مسنون ہیأۃ مراد ہے ۔۔۔ تو یہ عموم جو ردالمحتار کی عبارت سے مترشح ہے نہ خلاصہ کی مراد ہے نہ تحفہ کی، نہ خانیہ، نہ ذخیرہ، نہ حلیہ کی ۔۔۔ تو اس پر متنبہ رہنا چاہیے۔

## اب چار صورتیں باقی رہیں:۔

(۱) سجدہ کی مسنون ہیأت بیرونِ نماز کسی مشروع سجدہ میں ہو (۲) یہ ہیأت کسی غیر مشروع سجدہ میں ہو (۳) غیر مسنون ہیأت سجدۂ مشروعہ میں اندرونِ نماز ہو (۴) یا (یہ ہیأت سجدۂ مشروعہ) میں بیرونِ نماز ہو۔

ان ہی چار صورتوں میں آراء کی کشمکش ہے ۔۔۔ اور یہاں مجھے **چار اقوال** ملے جن پر مصنفین نے اپنی متداول تصانیفِ مذہب میں اعتماد کیا ہے:

**قولِ اوّل:** سونا اگر سجدہ کی مسنون ہیأۃ پر ہو تو ناقضِ وضو نہیں اگرچہ بیرونِ نماز ہو۔ اور غیر مسنون ہیأت پر ہو تو ناقضِ وضو ہے اگرچہ

---

ف[1]: معروضۃ رابعۃ علی العلامۃ ش۔

ف[2]: معروضۃ خامسۃ علیہ۔

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

فیھا۔

وھو الذی عولنا علیہ وقد منا نقلہ عن مراقی الفلاح[1] والمحیط[2] وعقد الفرائد[3] وشرح المنیۃ الصغیر[4] وفی مجمع الانہر[5] لانوم ساجد فی الصلٰوۃ اوخارجھا علی الصحیح عندنا وفی المحیط انما لاینقض نوم الساجد اذاکان رافعا بطنہ عن فخذیہ جافیا عضدیہ عن جنبیہ وان ملتصقا بفخذیہ معتمدا علٰی ذراعیہ فعلیہ الوضوء[1] اھ وقال العلامۃ اکمل الدین البابرتی فی العنایۃ شرح الھدایۃ قولہ بخلاف النوم حالۃ القیام والقعود والرکوع والسجود فی الصلٰوۃ یعنی اذاکان علٰی ھیأۃ سجود الصلٰوۃ من تجافی البطن عن الفخذین وعدم افتراش الذراعین اما اذاکان بخلافہ فینقض[2] اھ وفی الرحمانیہ[7] عن العنابیۃ[8] وعن اصحابنا ان النوم فی السجود انما لایفسد اذاکان علی الھیأۃ المسنونۃ[3] اھ وفی المعراجیۃ[9]

اندرونِ نماز ہو۔

یہی وہ قول ہے جس پر ہم نے اعتماد کیا اور اسی کو (۱) مراقی الفلاح (۲) محیط (۳) عقد الفرائد، اور (۴) غنیہ کی شرح صغیر سے ہم نے پہلے نقل کیا، اور (۵) مجمع الانہر میں ہے: ناقضِ وضو نہیں سجدہ کرنے والے کی نیند، نماز میں ہو یا بیرونِ نماز، اس قول پر جو ہمارے نزدیک صحیح ہے۔ اور محیط میں ہے: سجدہ کرنیوالے کی نیند ناقض اس صورت میں نہیں جب پیٹ ران سے اٹھائے ہوئے بازو کروٹوں سے جُدا کئے ہو۔ اگر رانوں سے چپکا ہوا کلائیوں کے سہارے پر رُکا ہوا ہو تو اس پر وضو ہے اھ۔ (۶) علامہ اکمل الدین بابرتی عنایہ شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں: عبارتِ ہدایہ، بخلاف قیام، قعود، رکوع اور نماز میں سجدہ کی حالت پر سونے کے (کہ یہ ناقض نہیں) ــــ مراد یہ ہے کہ جب سجدۂ نماز کی ہیأت پر سویا ہو کہ پیٹ رانوں سے الگ ہو اور کلائیاں بچھی نہ ہوں لیکن جب اس کے برخلاف ہو تو ناقض ہے اھ۔ (۷-۸) رحمانیہ میں عنابیہ سے نقل ہے: اور ہمارے اصحاب سے منقول ہے کہ سجدہ میں سونا صرف اس صورت میں مفسد نہیں جب مسنون ہیأت پر ہو اھ (۹) معراجیہ

---

[1] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر کتاب الطہارۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۱

[2] العنایۃ شرح الہدایۃ علی ہامش فتح القدیر کتاب الطہارات فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۴۳

[3] الرحمانیہ

كما نقل عنها في ذخيرة العقبى ما نصه
عن الامام الثاني رحمه الله تعالى
انه لو تعمد النوم في السجود ينقض والا
فلا لان القياس ان يكون ناقضا الا انا
استحسناه في غير العمد لان من يكثر
الصلوٰة بالليل لا يمكنه الاحتراز عن
النوم فيه فاذا تعمد بقي على
اصل القياس، وجه ظاهر الرواية
ما روى انه صلى الله تعالى عليه
وسلم قال اذا نام العبد في
سجوده يباهي الله تعالى به
ملٰئكته فيقول انظروا الى عبدي
روحه عندي وجسده في
طاعتي وانما يكون جسده
فيها اذا بقي وضوءه وجعل
هذا الحديث في الاسرار[ع] من
المشاهير ولان الاستمساك باق
فانه لو زال لزال على احد

کی عبارت۔ جیسا کہ اس سے ذخیرۃ العقبٰی میں نقل
کیا ہے ۔۔ یہ ہے: امام ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت
ہے کہ اگر سجدہ میں قصدًا سوئے تو ناقض ہے ورنہ
نہیں ۔ اس لئے کہ قیاس یہ ہے کہ اس سے وضو
ٹوٹ جائے مگر بلا قصد نیند آنے کی صورت میں ہم نے
استحسان سے کام لیا کیونکہ رات میں بکثرت نماز پڑھنے
والے کے لئے نیند آنے سے بچنا ممکن نہیں ۔۔۔
پھر جب قصدًا سوئے تو حکم اصل قیاس پر باقی
رہے گا ۔۔۔ ظاہر الروایہ کی دلیل وہ ہے جو حدیث
میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے
فرمایا "جب بندہ سجدے میں سوجاتا ہے تو اللہ تعالٰے
اس پر اپنے فرشتوں سے مفاخرت کرتے ہوئے
فرماتا ہے: میرے بندے کو دیکھو اس کی روح
میرے پاس ہے اور اس کا جسم میری طاعت میں
ہے" ۔۔۔ اس کا جسم طاعت میں اُسی وقت
ہوگا جب اس کا وضو برقرار ہو۔ اس حدیث کو
اسرار میں مشاہیر سے قرار دیا ۔۔۔ اور یہ وجہ
بھی ہے کہ بندش باقی ہے اس لئے کہ یہ اگر



---

ع اخرج معناه البيهقي عن انس و
الدارقطني عن ابي هريرة و ابن شاهين
عنه وعن ابي سعيد الخدري
رضي الله تعالى عنهم كلهم عن النبي
صلى الله تعالى عليه وسلم ۱۲ منه۔

ع اس کے ہم معنی امام بیہقی نے حضرت انس سے،
دارقطنی نے حضرت ابوہریرہ سے، ابن شاہین نے
حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری سے
روایت کی رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اور یہ سب
حضرات نبی کریم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے
راوی ہیں ۱۲ منہ۔ (ت)

شقیۃ[1] اھ، وقال اعنی العلامۃ[10] یوسف چلپی قبلہ کان یختلج فی خلدی من عنفوان الشباب الی بلوغ درجۃ مطالعۃ معتبرات ھذا الفن ان النوم ساجدا ھو النوم مکبا علی الوجہ فما وجہ عدہ غیر ناقض مع وجود کمال الاسترخاء فیہ ثم دفعتہ بحملہ علی وضع سجدۃ الصلوٰۃ من تجافی البطن عن الفخذ وعدم افتراش الذراعین کما ھو الظاھر من قولہ ساجدا ثم[11] وجدت فی بعض الشروح ھذا التوھم مع الدفع بعینہ فقلت الحمدﷲ الذی وفقنی بآراء الفضلاء[2] اھ و ستأتی ان شاء اللہ تعالٰی عبارۃ شرح[12] الملتقی للمصنف والمنح[13] والطحطاوی[14] والھدایۃ[15] والکافی[16] والفتح[17] والحلیۃ[18] والدرر[19] بل ونصوص المتون کمختصر[20] القدوری والبدایۃ[21] والوقایۃ[22] والنقایۃ[23] والکنز[24] والاصلاح[25] والغرر[26] والملتقی[27] و

ختم ہوجاتی تو وہ ایک طرف گرجاتا اھ ـــــ (۱۰ ـــــ ۱۱) علامہ یوسف چلپی فرماتے ہیں: اس سے قبل میرے دل میں آغازِ شباب سے اس فن کی معتبر کتابوں کے مطالعہ کے درجہ کو پہنچنے تک یہ خلجان رہا کہ سجدہ کی حالت میں سونا تو یہی ہے کہ منہ کے بل اوندھا سوئے پھر اسے غیر ناقض شمار کرنے کی کیا وجہ ہے جب کہ اس میں اعضاء پورے طور سے ڈھیلے پڑجاتے ہیں ـــ پھر اس خلجان کو میں نے یوں دفع کیا کہ مطلب یہ ہے کہ سجدۂ نماز کی حالت پر سوئے اس طرح کہ پیٹ ران سے الگ ہو کلائیاں بچھی ہوئی نہ ہوں جیسا کہ لفظ "ساجدا" سے ظاہر ہے ـــ پھر ایک شرح[11] میں بعینہٖ یہی اعتراض وجواب میں نے دیکھا تو خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے فضلاء کے افکار وآراء کی توفیق سے نوازا اھ۔ آگے ان شاء اللہ تعالٰی (۱۲) مصنف کی شرح ملتقی (۱۳) منح الغفار (۱۴) طحطاوی (۱۵) ہدایہ (۱۶) کافی (۱۷) فتح القدیر (۱۸) حلیہ (۱۹) درر الحکام کی عبارتیں آئیں گی ـــــ بلکہ (۲۰) مختصر قدوری (۲۱) بدایہ (۲۲) وقایہ (۲۳) نقایہ (۲۴) کنز الدقائق (۲۵) اصلاح (۲۶) غرر الاحکام (۲۷) ملتقی الابحر، اور (۲۸) تنویر الابصار، اور

---

[1] ذخیرۃ العقبٰی کتاب الطہارۃ بحث نواقض الوضوء نولکشور کانپور (ہند) ۱/ ۲۵
[2] " " " " " " " "

33

التنویر[28] ونورالایضاح[29] و به جزم فی الدرالمختار[30] علی ما قرر فی ردالمحتار حیث قال علی قوله المار و ساجدا علی الھیأۃ المسنونۃ ولو فی غیر الصلوۃ علی المعتمد ذکرہ الحلبی[1] مانصہ قولہ ولو فی غیر الصلوۃ مبالغۃ علی قوله علی الھیأۃ المسنونۃ لا علی قوله و ساجدا یعنی ان کونہ علی الھیأۃ المسنونۃ قید فی عدم النقض ولو فی الصلوۃ و بھذا التقریر یوافق کلامہ ما عزاہ الی الحلبی فی شرح المنیۃ کما سیظھر[2] اھ وما ظھر بعد ھو قولہ عن الحلبی انہ اعتمد فی شرحہ الصغیر ما عزا الیہ الشارح من اشتراط الھیأۃ المسنونۃ فی سجود الصلوۃ وغیرھا[3] اھ۔

و رأیتنی کتبت علیہ :

(۲۹) نورالایضاح جیسے متون کے نصوص بھی آئیں گے (۳۰) اور اسی پر درمختار میں بھی جزم کیا ہے اس تقریر کے مطابق جو ردالمحتار میں پیش کی ہے۔ اس طرح کہ درمختار کی سابقہ عبارت: "وہ نیند ناقض نہیں جو مسنون ہیأت پر سجدہ کی حالت میں ہو، اگرچہ غیر نماز میں ____ یہی معتمد ہے، اسے حلبی نے بیان کیا" پر ردالمحتار میں یہ لکھا ہے: ان کا قول "اگرچہ غیر نماز میں" ان کے قول "مسنون ہیأت" پر مبالغہ کے لئے ہے۔ اس سے ان کے قول ساجدا (بحالت سجدہ) پر مبالغہ مقصود نہیں۔ یعنی اس کا مسنون ہیأت پر ہونا وضو نہ ٹوٹنے کے لئے قید ہے اگرچہ نماز میں ہو"۔ اور کلام شارح کی یہی تقریر کی جائے تبھی ان کا کلام اس کے موافق ہوگا جس پر انہوں نے حلبی کی شرح منیہ کا حوالہ دیا ہے جیسا کہ آگے ظاہر ہوگا اھ ___ آگے علامہ شامی نے یہ بتایا ہے کہ حلبی نے اپنی شرح صغیر میں اسی پر اعتماد کیا ہے کہ سجدۂ نماز و غیر نماز دونوں ہی میں ہیأت مسنونہ کی شرط ہے جیسا کہ شارح نے اسے ان کے حوالہ سے بتایا اھ۔

میں نے دیکھا کہ ردالمحتار کے اس کلام پر میں نے یہ حاشیہ لکھا ہے:

[1] الدرالمختار کتاب الطھارۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶
[2] ردالمحتار کتاب الطھارۃ باب نواقض الوضوء داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۹۶
[3] " " " " " "

**اقول** اوردوا[1] النص بلفظ لا وضوء علی من نام قائما او قاعدا او راکعا او ساجدا کما فی الہدایۃ وغیرہا ولاقتران ہذہ الارکان تسبق الاذہان الی الصلوٰۃ وبہ استدل اصحابنا علی ان المراد فی اٰخر اٰیتی الحج رکوع الصلوٰۃ وسجودہا فلیس فیہا سجود التلاوۃ فیسری الی شمول الحدیث سجود غیر الصلوٰۃ نوع خفاء حتی قصر ذٰلک فی البدائع والتبیین وغیرہما علی الصلبیۃ قائلین ان النص انما ورد فی الصلوٰۃ کما سیاتی فاذن عدم الانتقاض بالنوم فی السجود اظہر فی الصلوٰۃ واشتراط الہیأۃ المسنونۃ لعدم النقض اظہر فی غیرہا لظاہر اطلاق النص فی الصلوٰۃ والمبالغۃ انما تکون بذکر الخفی فان[2] نقیض مدخول الوصلیۃ یکون اولی بالحکم منہ فان

**اقول** مصنفین اپنی عبارت ان الفاظ میں لائے کہ: "اس پر وضو نہیں جو قیام یا قعود یا رکوع یا سجود کی حالت میں سو جائے" ــــ جیسا کہ ہدایہ وغیرہا میں ہے ــــ ان ارکان کے ایک ساتھ ہونے کی وجہ سے ذہن نماز کی طرف جاتا ہے ــــ اور ساتھ ہونے ہی کی بنیاد پر ہمارے اصحاب نے یہ استدلال کیا ہے کہ سورۂ حج کے آخر کی دونوں آیتوں میں نماز کا رکوع و سجود مراد ہے تو ان آیتوں میں سجدۂ تلاوت نہیں ــ جب ارکان مذکورہ کے ایک ساتھ بیان ہونے سے ذہن نماز کی طرف چلا جاتا ہے تو غیر نماز کے سجدے کو حدیث کے شامل ہونے میں ایک طرح کا خفا آجاتا ہے ــــ یہاں تک کہ بدائع اور تبیین وغیرہما میں صرف سجدۂ نماز کے ذکر پر اکتفا کی ہے اور کہا ہے کہ نص صرف نماز کے بارے میں وارد ہے جیسا کہ آگے آئے گا ــــ

جب یہ صورتِ حال ہے تو سجدہ میں نیند آنے سے وضو نہ ٹوٹنے کا حکم نماز کے بارے میں زیادہ ظاہر ہے ــ اور وضو نہ ٹوٹنے کے لئے ہیأتِ مسنونہ کی شرط لگانا غیر نماز سے متعلق زیادہ ظاہر ہے کیونکہ نماز سے متعلق تو نص کا ظاہری اطلاق خود ہی موجود ہے ــــ اور مبالغہ خفی کو ذکر کرکے کیا جاتا ہے ــ اس لئے کہ کلمۂ شرط وصلیہ کے مدخول کی نقیض حکم سے متعلق مدخول سے زیادہ اولٰی ہوا کرتی

[1]: معروضۃ علی العلامۃ ش۔ [2]: نقیض مدخول لو وان الوصلیۃ یکون اولی بالحکم منہ۔

قيل ولو في الصلوٰة يكن مبالغة على قوله الهيأة المسنونة كما ذكر المحشي رحمه الله تعالىٰ لان اشتراط الهيأة هو الخفي في الصلوٰة لا عدم النقض في السجود اما اذا قال الشارح رحمه الله تعالىٰ ولو في غير الصلوٰة فالمبالغة على قوله ساجدا لا على قوله الهيأة المسنونة لان اشتراط الهيأة في غير الصلوٰة امر ظاهر وانما الخفي عدم النقض لا جرم ان العلامة المحشي لما جعله مبالغة على الهيأة لم يمكنه تعبيره الا بلو في الصلوٰة ولولا نقله في المقولة ولو في غير الصلوٰة كما هو في نسخ الدر بايدينا لظننت ان لفظة غير من كلام الدر ساقطة من نسخة المحشي۔

ہے (مثلاً کہا جائے تم اپنے بھائی کے ساتھ انصاف کرو اگرچہ وہ تمہارے ساتھ ناانصافی کرے، اس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ اس کے انصاف کرنے کی صورت میں انصاف کا حکم بدرجۂ اولیٰ ہوگا ۱۲م) تو اگر کہا جائے "اگرچہ نماز میں" تو یہ ان کے قول "ہیأتِ مسنونہ" پر مبالغہ ہوگا جیسا کہ محشی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا۔ اس لئے کہ نماز کے اندر ہیأت کی شرط خفی ہے، سجدے میں وضو نہ ٹوٹنے کا حکم خفی نہیں ــــ لیکن جب شارح نے فرمایا "اگرچہ غیر نماز میں" تو یہ ان کے قول "ساجداً" پر مبالغہ ہوا۔ ہیأت مسنونہ پر مبالغہ نہ ہوا، اس لئے کہ غیر نماز میں ہیأت کی شرط ہونا کھلی ہوئی بات ہے۔ خفی صرف یہ حکم ہے کہ اس میں بھی وضو نہ ٹوٹے گا ــــ یہی وجہ ہے کہ جب علامہ محشی نے اسے ہیأت پر مبالغہ قرار دے دیا تو ناچار انھیں یہ تعبیر کرنا پڑی کہ "اگرچہ نماز میں ہو" ــــ درمختار کے جو نسخے ہمارے پاس ہیں ان میں "ولو فی غیر الصلوٰۃ" ہے اور حاشیہ لکھتے وقت علامہ شامی نے بھی اسی طرح نقل کیا "قولہ ولو فی غیر الصلوٰۃ" ــــ اگر ان کے حاشیے میں یہ لفظ نقل نہ ہوتا تو میں سمجھتا کہ ان کے پاس جو نسخۂ درمختار تھا اس میں لفظ "غیر" ساقط تھا۔

اما التشبث بذکر اعتماد الحلبی وانما اعتمد تعمیم اشتراط الهيأة سجود الصلوٰة

اب رہا علامہ شامی کا اپنی تقریر کی تائید میں اعتماد حلبی کا تذکرہ، اور یہ کہ انھوں نے اسی پر اعتماد کیا ہے کہ وضو نہ ٹوٹنے کے لئے

ایضًا۔ فاقول[ف] لعلہ لایتعین ھذا الاعتماد مرادا فانہ ذکر فی الغنیۃ قول ابن شجاع ان النوم ساجدا فی غیر الصلٰوۃ ناقض مطلقا ثم نقل عن الخلاصۃ والکفایۃ ان فی ظاھر المذھب لافرق بین الصلٰوۃ و خارج الصلٰوۃ وعن الھدایۃ انہ الصحیح ثم عن القمی التفصیل بالنقض ان کان علی غیر ھیأۃ السنۃ وعدمہ ان کان علیھا ثم حقق ان المناط وجود نھایۃ الاسترخاء و ان القاعدۃ الکلیۃ المعتمد کما سیجیئ ان شاء اللہ تعالٰی۔

ہیاتِ مسنونہ کی شرط میں سجدۂ نماز بھی شامل ہے۔

**فاقول** شارح کی مراد بھی یہی اعتماد ہے، یہ متعین نہیں۔ اس لئے کہ شیخ حلبی نے غنیہ میں پہلے ابن شجاع کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ "غیر نماز میں بحالتِ سجدہ سونا مطلقاً ناقض ہے"۔ پھر خلاصہ اور کفایہ سے نقل کیا ہے کہ ظاہر مذہب میں نماز اور بیرونِ نماز کا کوئی فرق نہیں۔ اور ہدایہ سے نقل کیا ہے کہ یہی صحیح ہے۔ پھر علامہ قمی سے یہ تفصیل نقل کی ہے کہ "اگر خلافِ سنّت طریقہ پر ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اور بطریق سنّت ہو تو نہ ٹوٹے گا"۔ پھر یہ تحقیق فرمائی ہے کہ مدار اس پر ہے کہ انتہائی حد تک اعضاء ڈھیلے پڑجانے کی صورت پائی جائے اور معتمد قاعدہ کلیہ بیان کیا ہے، جیسا کہ آگے إن شاء اللہ تعالٰی آئے گا۔

فافاد ان السجود علی ھیأۃ السنۃ غیر ناقض و لو خارج الصلٰوۃ وانہ المعتمد فصح العزو من ھذا الوجہ ایضا وحینئذ یکون کلام الشارح رحمہ اللہ تعالٰی ساکتا عن حکم الساجد فی الصلٰوۃ علی غیر ھیأۃ السنۃ۔

تو انھوں نے یہ افادہ کیا کہ مسنون طریقہ پر سجدہ ناقضِ وضو نہیں اگرچہ بیرونِ نماز ہو اور یہ کہ یہی معتمد ہے۔ تو اس طرح بھی ان کی جانب شارح کا انتساب اور ان کا حوالہ صحیح ہوگیا۔ اب یہ بات رہ جاتی ہے کہ اندرونِ نماز کا سجدہ اگر غیر مسنون طریقہ پر ہو اور اس میں سوجائے تو کیا حکم ہے؟ وضو ٹوٹے گا یا نہیں؟ اس کے ذکر سے شارح کا کلام (ہماری تقریر کے مطابق) ساکت ٹھہرے گا۔

---

ف: معروضۃ اخرٰی علیہ۔

**فإن قلت** مدخول الوصلیة ونقیضه یشترکان فی الحکم وان کان النقیض اولٰی به فیکون هذا قیدا فی الصلوٰة ایضا۔

**اگر یہ کہئے** کہ کلمۂ شرط وصلیہ کا مدخول اور اس کی نقیض دونوں ہی حکم میں شریک ہوتے ہیں اگرچہ نقیض حکم کے معاملہ میں اَولیٰ ہوتی ہے تو یہ قید نماز میں بھی ہوگی (اور شارح کے کلام کا مطلب یہ ہوگا کہ نماز میں بھی عدم نقض کے لئے طریقہ مسنونہ کی شرط ہے ۱۲م)

**قلت** کلا وانما یفید ان الحکم بهذا القید یعم الصورتین ومفهومه نفی العموم بغیر هذا اما عموم النفی بدونه فلا وذٰلك ان الواو فی الوصلیة کانها عاطفة حذف المعطوف علیه لظهوره فقوله تعالٰی یؤثرون علٰی انفسهم ولو کان بهم خصاصة کانه قیل یؤثرون لو لم تکن بهم خصاصة ولو کان بهم خصاصة کما بینته فی المعتمد المستند شرح المعتقد المنتقد۔

**تو میں کہوں گا** ایسا نہیں — اس کا مفاد صرف یہ ہے کہ اس قید کے ساتھ (عدم نقض کا حکم (نماز وغیر نماز) دونوں صورتوں کو عام ہے۔ اور اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ اس قید کے بغیر "عدم نقض" کا حکم دونوں کو عام نہیں — یہ مفہوم نہیں ہوسکتا کہ اس قید کے بغیر "نقض" کا حکم دونوں کو عام ہے۔ وجہ یہ ہے کہ کلمۂ شرط وصلیہ کے ساتھ "واؤ" گویا عاطفہ ہوتا ہے جس کا معطوف علیہ ظاہر ہونے کے باعث حذف کردیا جاتا ہے — تو ارشادِ باری تعالٰی یؤثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة کا معنٰی یہ ہے کہ گویا فرمایا گیا یؤثرون لو لم تکن بهم خصاصة ولو کان بهم خصاصة — اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں — "اگر انھیں سخت محتاجی نہ ہو" اور اگر انھیں سخت محتاجی ہو تو بھی — جیسا کہ میں نے اسے المعتقد المنتقد کی شرح المعتمد المستند میں بیان کیا ہے۔



فالمعنی لاینقض النوم ساجدا علی الهیأة المسنونة لا فی الصلوٰة ولا فی غیرها ولا کذٰلك

اب عبارتِ شارح کا معنٰی یہ ہوگا کہ "مسنون ہیأت پر سجدے کی حالت میں سوجانا ناقضِ وضو نہیں، نہ نماز میں اور نہ غیر نماز میں،

النوم علی غیر الھیأۃ ای فانہ ینقض فی احدھما دون الاٰخر او فیھما معًا کل محتمل۔

وبعد اللتیا والتی لو قال الشارح ساجدا ولو فی غیر الصلوۃ علی الھیأۃ المسنونۃ ولو فیھا لکان اظھر وازھر ولافی بالمغالغتین معا واللہ تعالٰی اعلم بمراد عبادہ وسیستبین لک تحقیق ھذا القول المنیر ان شاء المولی القدیر سبحٰنہ وتعالٰی عن ندید ونظیر۔

اور مسنون طریقے کے خلاف سونے کا یہ حکم نہیں"۔ یعنی وہ ناقض ہے صرف ایک میں دوسرے میں نہیں، یا دونوں ہی میں ناقض ہے، ہر ایک کا احتمال ہے۔

اس بحث وتمحیص کے بعد عرض ہے کہ اگر شارح یوں فرماتے "ساجدا ولو فی غیر الصلوۃ علی الھیأۃ المسنونۃ ولو فیھا ___ ناقض نہیں حالتِ سجدہ میں سونا، اگرچہ غیر نماز میں ہو، بشرطیکہ مسنون ہیأت پر ہو اگرچہ اندرونِ نماز ہو" ___ تو زیادہ واضح اور روشن ہوتا اور دونوں ہی مبالغے حاصل ہوجاتے (یعنی حالتِ سجدہ میں سونے سے غیر نماز میں بھی وضو نہیں ٹوٹتا مگر شرط یہ ہے کہ مسنون طریقے پر ہو اور یہ شرط نماز میں بھی ہے تو اگر غیر مسنون طریقے پر سجدۂ نماز کی حالت میں بھی سوجائے تو وضو ٹوٹ جائے گا ۱۲م) اور خدائے برتر ہی کو اپنے بندوں کی مراد کا خوب علم ہے ___ آپ کے سامنے اس روشن کلام کی تحقیق آگے واضح ہوگی اگر ربِّ قدیر کی مشیت ہوئی اسے پاکی ہے اور وہ ہر مقابل ونظیر سے برتر ہے۔



**الثانی** ان کان فی الصلوۃ لاینقض اصلا وخارجھا ینقض ولو فی سجود مشروع بوجہ مسنون قدمنا نقلہ عن الخانیۃ عن الامام شمس الائمۃ الحلوانی وانہ ھو ظاھر الروایۃ عندہ۔

وقال فی المنیۃ ان نام فی الصلوۃ

**قول دوم** سجدۂ نماز میں سونا بالکل ناقض نہیں، اور بیرونِ نماز ناقض ہے اگرچہ مسنون طریقے پر مشروع سجدے میں ہو ___ اسے ہم خانیہ کے حوالے سے امام شمس الائمہ حلوانی سے نقل کر آئے ہیں اور یہ بھی نقل کیا ہے کہ یہی ان کے نزدیک ظاہر الروایہ ہے۔

اور منیہ میں ہے: اگر نماز کے اندر قیام یا

قائما اوراکعا اوقاعدا اوساجدا فلا وضوء علیہ وان کان خارج الصلٰوۃ فنام علی ھیأۃ الساجد ففیہ اختلاف المشائخ وظاھر المذھب انہ یکون حدثا[1] اھ۔

رکوع یا قعود یا سجود کی حالت میں سوجائے تو اس پر وضو نہیں۔ اور اگر سجدہ کرنے والے کے طریقے پر نماز کے باہر سوجائے تو اس کے بارے میں اختلافِ مشایخ ہے اور ظاہر مذہب یہ ہے کہ اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اھ۔

وقال شارحھا العلامۃ ابراھیم قال ابن الشجاع لایکون حدثا فی ھذہ الاحوال فی الصلٰوۃ اما خارج الصلٰوۃ فیکون حدثا والیہ مال المصنف حتی قال ظاھر المذھب انہ یکون حدثا[2] اھ، وفی الفتاوی السراجیۃ اذا نام فی سجدۃ التلاوۃ انتقض وضوءہ بخلاف سجدۃ الصلٰوۃ[3] اھ۔

مُنیہ کے شارح علامہ ابراہیم حلبی فرماتے ہیں: ابن شجاع نے فرمایا ان حالتوں میں اندرونِ نماز سونے سے وضو نہ جائے گا اور بیرونِ نماز ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اور اسی کی طرف مصنف بھی مائل ہوئے کہ انھوں نے فرمایا: ظاہر مذہب یہ ہے کہ اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اور فتاوٰی سراجیہ میں ہے: سجدۂ تلاوت میں سوجائے تو وضو ٹوٹ جائے گا بخلاف سجدۂ نماز کے اھ۔

**الثالث** لانقض فی الصلٰوۃ مطلقا اما خارجھا فبشرط ھیأۃ السنۃ والا نقض۔

**قول سوم** نماز کے اندر بحالتِ سجدہ سونے سے مطلقاً وضو نہ ٹوٹے گا۔ اور بیرونِ نماز وضو نہ ٹوٹنے کے لئے شرط ہے کہ سجدہ ہیأتِ سنت پر ہو ورنہ ناقض ہے۔

قال الامام الزیلعی فی التبیین النائم قائما اوراکعا اوساجدا ان کان فی الصلٰوۃ لاینتقض وضوءہ لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

امام زیلعی تبیین الحقائق میں لکھتے ہیں: قیام یا رکوع یا سجود کی حالت میں سونے والا اگر نماز میں ہے تو اس کا وضو نہ ٹوٹے گا اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

---

[1] منیۃ المصلی فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۹۴ و ۹۵

[2] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی " سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۳۸

[3] الفتاوی السراجیۃ کتاب الطہارۃ باب ما ینقض الوضوء نولکشور لکھنؤ ص ۳

لاوضوء علی من نام قائما اوراکعا اوساجدا۔

اُس پر وضو نہیں جو قیام یا رکوع یا سجدہ کی حالت میں سوجائے۔"

وان کان خارج الصلوٰۃ فکذٰلک۔ فی الصحیح ان کان علٰی ھیأۃ السجود بان کان رافعا بطنہ عن فخذیہ مجافیا عضدیہ عن جنبیہ والا انتقض[1] اھ۔

اور اگر بیرونِ نماز ہے تو برقولِ صحیح یہی حکم ہے بشرطیکہ سجدہ کی ہیأت پر ہو اس طرح کہ پیٹ رانوں سے اٹھائے ہوئے، بازو کروٹوں سے جدا کئے ہوئے، ورنہ وضو ٹوٹ جائے گا اھ۔

وفی الحلیۃ بعد ما قدمنا عنہ ان ھذا کلہ فی الصلوٰۃ وان کان خارج الصلوٰۃ (فذکر الوجوہ الی ان ذکر النوم علٰی ھیأۃ السجود فقال) ذکر غیر واحد من المشائخ فی ھذہ المسألۃ عن علی بن موسی القمی انہ قال لانص فی ذٰلک ولکن یظھر ان سجد علی الوجہ المسنون لایکون حدثا وان سجد علی غیر وجہ السنۃ یکون حدثا، قال فی البدائع وھو اقرب الی الصواب لان فی الوجہ الاول الاستمساک باق والاستطلاق منعدم وفی الوجہ الثانی بخلافہ الا انا ترکنا ھذا القیاس فی حالۃ الصلوٰۃ بالنص قلت وقد ذکر رضی الدین فی المحیط ھذا التفصیل نقلا عن النوادر[2] اھ۔

حلیہ کی عبارت جو پہلے ہم نے نقل کی اس کے بعد یہ ہے: یہ سب نماز کے اندر ہے ــــ اگر بیرونِ نماز ہو (اس کے بعد صورتیں بیان کیں یہاں تک کہ ہیأتِ سجدہ پر سونے کا ذکر کیا تو فرمایا) متعدد مشایخ نے اس مسئلہ میں علی بن موسٰی قمی سے نقل کیا کہ انھوں نے فرمایا: اس بارے میں کوئی نص نہیں لیکن ظاہر یہ ہے کہ اگر مسنون طریقے پر سجدہ کرے تو وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر غیر طریقِ سنت پر سجدہ کرے تو وضو ٹوٹ جائے گا ــــ بدائع میں فرمایا: یہ صواب سے قریب تر ہے اس لئے کہ پہلی صورت میں بندش باقی ہے اور آزادی (ڈھیلاپن) معدوم ہے۔ اور دوسری صورت میں اس کے برخلاف ہے لیکن ہم نے یہ قیاس حالتِ نماز میں نص کی وجہ سے ترک کردیا ــــ میں کہتا ہوں: رضی الدین نے محیط میں یہ تفصیل نوادر سے نقل کرتے ہوئے ذکر کی ہے اھ۔

---

[1] تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق کتاب الطہارۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۵۲ و ۵۳

[2] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

وفی الغنیة فی مسائل النوم خارج الصلٰوة بعد ماذکر عن علی بن موسٰی مامر من التفصیل ھذا ھو مراد من صحح ھٰذا القول (ای عدم النقض بالنوم علٰی ھیأة ساجد خارج الصلٰوة) اما لوکان علی ھیأة المسنونة فلا شك فی النقض لوجود نھایة استرخاء المفاصل المذکور فی الحدیث (ثم قال بعد نقل کلام نفیس عن الکافی حاصلہ ان المراد بقولہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم انہ اذا اضطجع استرخت مفاصلہ کمال الاسترخاء فان اصلہ حاصل بنفس النوم ولو قائما) فجمیع کلام الشیخ حافظ الدین یفید ان المراد بالسجود الذی لاینتقض الوضوء بالنوم فیہ السجود الذی ھو مثل الرکوع والقیام فی عدم نھایة الاسترخاء وبقاء بعض التماسك وعدم السقوط واذا لم یکن السجود علی الھیأة المسنونة فقد حصل نھایة الاسترخاء ولم یبق بعض التماسك ووجد



اور غنیہ کے اندر بیرونِ نماز نیند کے مسائل کے تحت علی بن موسٰی کے حوالے سے ذکر شدہ تفصیل کے بعد لکھتے ہیں: "جس نے اس قول کو صحیح کہا اس کی یہی مراد ہے (یعنی سجدہ کرنے والے کی ہیأت پر بیرونِ نماز سونے سے وضو نہ ٹوٹے گا) لیکن اگر طریقہ مسنونہ کے برخلاف ہو تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وضو ٹوٹ جائے گا اس لئے کہ جوڑوں کا انتہائی ڈھیلا پڑنا جو حدیث میں مذکور ہے وہ پایا جائے گا (اس کے بعد کافی کے حوالے سے ایک نفیس کلام رقم کیا جس کا حاصل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد "انہ اذا اضطجع استرخت مفاصلہ ——— وہ جب کروٹ سے لیٹے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں گے" میں استرخا سے مراد کمال استرخا ہے یعنی ڈھیلے پڑنے کا مطلب کامل طور سے ڈھیلے پڑجانا اس لئے کہ اصل استرخا تو محض سونے ہی سے حاصل ہوجاتا ہے خواہ کھڑے کھڑے ہی سوئے) آگے لکھتے ہیں: تو شیخ حافظ الدین نسفی (صاحب کافی) کے پورے کلام سے یہ مستفاد ہے کہ وہ سجدہ جس میں سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اس سے مراد وہی سجدہ ہے جو انتہائی ڈھیلاپن نہ ہونے، کچھ بندش باقی رہنے، اور ساقط نہ ہونے میں رکوع اور قیام کی طرح ہو۔ اور سجدہ جب مسنون طریقے پر نہ ہوگا تو انتہائی ڈھیلاپن موجود ہوگا، تھوڑی بندش بھی باقی نہ رہ جائے گی اور گر بھی جائے گا ——— تو حاصل یہ نکلا کہ نیند سے

السقوط فالحاصل ان القاعدة
الكلية المعتمد عليها فى
النقض بالنوم وجود كمال الاسترخاء
مع عدم تمكن المقعدة
فبهذا ينبغى ان يؤخذ عند الاختلاف و اشتباه
الحال الا انهم اخرجوا عن هذه القاعدة نوم
الساجد على غير الهيأة المسنونة فى الصلوٰة اھ[1]
مزيدا منا ما بين الاهلة۔

**الرابع** كالثالث غير الحاق كل
سجود مشروع بسجود الصلوٰة فلا
تشترط الهيأة الا فى ماليس سجودا
مشروعا وقد قدمنا نص الخلاصة
مع ايضاحه . وفى البحر الرائق
قيد المصنف بنوم المضطجع
والمتورك لانه لاينقض نوم
القائم والقاعد والراكع
والساجد مطلقا فى الصلوٰة
وان كان خارجها فكذلك
الا فى السجود فانه يشترط
ان يكون على الهيأة
المسنونة له وهذا هو
القياس فى الصلوٰة الا انا
تركناه فيها بالنص كذا

وضو ٹوٹنے کے معاملے میں قاعدہ کلیہ معتمدہ یہ ہے کہ
اعضاء پورے طور سے ڈھیلے پڑجائیں اور مقعد کو
استقرار بھی حاصل نہ ہو ۔ اختلاف اور اشتباہِ حال
کی صورت میں اسی قاعدے کو لینا چاہئے ۔ مگر
حضرات علماء نے نماز کے اندر مسنون طریقہ کے
خلاف سجدہ کرنے والے کی نیند کو اس قاعدے سے
مستثنٰی کردیا ہے اھ عبارت غنیہ ہلالین کے درمیان
ہمارے اضافہ کے ساتھ ختم ہوئی۔

**قول چہارم** یہ بھی قول سوم ہی کی
طرح ہے (کہ سجدۂ نماز میں کسی طرح بھی ہو نیند آنے
سے وضو نہ ٹوٹے گا اور بیرونِ نماز عدمِ نقض کے لئے
ہیأتِ سنت پر ہونا شرط ہے) فرق یہ ہے کہ اس
میں ہر سجدۂ مشروع کو سجدۂ نماز ہی کے ساتھ
ملادیا ہے تو ہیأت کی شرط صرف اس میں ہے جو
سجدۂ مشروع نہ ہو۔ اس بارے میں خلاصہ کی عبارت
مع توضیح کے ہم پیش کر آئے ہیں ۔ اور البحر الرائق
شرح کنز الدقائق میں ہے : "مصنف نے قید
لگائی کہ کروٹ لیٹنے والے اور سرین پر بیٹھنے والے
کی نیند ہو (تو وضو ٹوٹے گا) اس لئے کہ قیام ،
قعود ، رکوع اور سجود والے کی نیند نماز میں مطلقاً
ناقض نہیں اور بیرونِ نماز ہو تو بھی یہی حکم ہے مگر سجدہ
سے متعلق یہ شرط ہے کہ مسنون ہیأت پر ہو۔ قیاس
یہ تھا کہ نماز میں بھی یہ شرط ہو مگر ہم نے نماز کے بارے

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی نواقض الوضوء سہیل اکیڈمی لاہور ص ١٣٨ و ١٣٩

فی البدائع وصرح الزیلعی بانہ الاصح وسجدۃ التلاوۃ فی ھذا کالصلبیۃ وکذا سجدۃ الشکر عند محمد خلافا لابی حنیفۃ وکذا فی فتح القدیر[1] اھ۔

میں نص کی وجہ سے قیاس ترک کردیا۔ ایسا ہی بدائع میں ہے۔ اور زیلعی نے تصریح فرمائی ہے کہ یہی اصح ہے۔ اور سجدۂ تلاوت اس بارے میں سجدۂ نماز کی طرح ہے۔ اور اسی طرح امام محمد کے نزدیک سجدۂ شکر بھی ہے بخلاف امام ابوحنیفہ کے۔۔ اور اسی طرح فتح القدیر میں بھی ہے اھ۔

اقول اولا[1] ولا یعتمدہ فی الفتح بل عقبہ بقولہ کذا قیل۔

**اقول اولا** فتح القدیر میں اس پر اعتماد نہ کیا بلکہ اسے ذکر کرنے کے بعد یہ لکھا: کذا قیل (ایسا ہی کہا گیا)۔

وثانیا[2] المشار الیہ بھذا فی قولہ وسجدۃ التلاوۃ فی ھذا فی عبارۃ الفتح غیرہ فی عبارۃ البحر فان البحر جعلھا کالصلبیۃ فی عدم اشتراط الھیأۃ والفتح لم یعرج علی ھذا اصلا بل اسقط من ھذا القیل الذی ھو لصاحب الخلاصۃ قولہ سواء سجد علی وجہ السنۃ او غیر السنۃ فالمشار الیہ فی قولہ ھو عدم النقض فی السجود علی ھیأۃ السنۃ ولذا قال

**ثانیا** عبارت "سجدۃ التلاوۃ فی ھذا" (اس بارے میں سجدۂ تلاوت) میں ھٰذا (اس) کا مشارٌ الیہ فتح القدیر کی عبارت میں اور ہے بحر کی عبارت میں اور۔۔ اس لئے کہ صاحبِ بحر نے سجدۂ تلاوت کو ہیأت کی شرط نہ ہونے کے بارے میں سجدۂ نماز کی طرح قرار دیا ہے۔ اور صاحبِ فتح نے اس کا کوئی ذکر ہی نہ چھیڑا بلکہ یہ قول جو صاحبِ خلاصہ کا ہے اس سے یہ عبارت "سواء سجد علی وجہ السنۃ او غیر السنۃ" (خواہ بطور سنت سجدہ کرے یا خلافِ سنت) ساقط کردی۔ تو اُن کی عبارت میں مشارٌ الیہ "ہیأتِ سنت پر سجدہ کی صورت میں وضو کا نہ ٹوٹنا ہے"۔ اسی لئے

---

[1] : تطفل علی البحر

[2] : تطفل اٰخر علیہ

---

[1] البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۸

بعد قوله کذا قیل ردا علیه ما نصه وقیاس ما قدمناه من عدم الفرق بین کونه فی الصلوٰة او خارجها یقتضی عدم الخلاف فی عدم الانتقاض بالنوم فیها (ای فی سجدة الشکر وان کان بین الامام وصاحبیه خلاف فی مشروعیتها) نعم ینتقض علی مقابل الصحیح (وهذا قول ابن شجاع بالنقض مطلقا خارج الصلوٰة اھ[1] مزیدا منا ما بین الاھلة۔

انھوں نے کذا قیل لکھنے کے بعد اس کی تردید میں یہ بھی لکھا: "پہلے جو ہم نے ذکر کیا کہ اندرون نماز اور بیرون نماز ہونے کا کوئی فرق نہیں اس پر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ اس میں (یعنی سجدۂ شکر میں) نیند آنے سے وضو نہ ٹوٹنے میں اختلاف نہ ہو (اگرچہ اس کے مشروع ہونے سے متعلق امام اور صاحبین کے درمیان اختلاف ہے) ہاں اس میں سونا ناقضِ وضو ہے اس قول پر جو صحیح کے مقابل ہے (وہ ابن شجاع کا قول ہے کہ خارجِ نماز مطلقاً وضو ٹوٹ جائے گا) اھ۔ عبارت فتح ہلالین کے درمیان ہمارے اضافوں کے ساتھ ختم ہوئی۔

وانما الذی قدم هو قوله تحت قول الهدایة بخلاف النوم فی الرکوع والسجود فی الصلوٰة وغیرها هو الصحیح هذا اذا نام علی هیأة السجود المسنون خارج الصلوٰة بان جافی اما اذا الصق بطنه بفخذیه فینتقض ذکره علی بن موسی القمی اھ[2]

صاحبِ فتح نے جو پہلے کیا ذکر کیا ہے وہ یہ کہ ہدایہ کی عبارت: "بخلاف رکوع وسجود میں سونے کے نماز میں بھی اور غیر نماز میں بھی یہی صحیح ہے"۔۔۔ اس کے تحت انھوں نے لکھا ہے: "یہ اس وقت ہے جب بیرونِ نماز سجدۂ مسنون کی ہیأت پر سویا ہو اس طرح کہ پیٹ اور رانوں وغیرہ کو الگ الگ رکھا ہو اگر پیٹ کو رانوں سے ملا دیا ہو تو سونے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔۔۔ اسے علی بن موسیٰ قمی نے ذکر کیا ہے" اھ۔

فمحصل کلام الفتح عدم النقض فی السجود المشروع خارج الصلوٰة

تو کلامِ فتح القدیر کا خلاصہ یہ ہوا کہ بیرونِ نماز سجدۂ مشروع میں سونے سے وضو نہ ٹوٹے گا



---

[1] فتح القدیر کتاب الطہارات فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۴۵

[2] " " " " " " ۱/۴۳

بشرط الھیأۃ ویؤمی بطرف خفی بفحوی الخطاب الی الاطلاق فی سجود الصلٰوۃ فمرجعہ ان کان فالی القول الثالث لاھذا الرابع الذی اختارہ فی البحر تبعا للخلاصۃ۔

بشرطیکہ سجدہ مسنون ہیئت پر ہو۔ اور مضمون کلام سے خفی طور پر یہ اشارہ بھی دے رہے ہیں کہ سجدۂ نماز میں سونے سے مطلقًا وضو نہ ٹوٹے گا — تو کلامِ فتح کا مرجع اگر ہے تو قولِ سوم ہے یہ قولِ چہارم نہیں جسے صاحبِ بحر نے خلاصہ کی تبعیت میں اختیار کیا ہے۔

**بل اقول** ان کان الفتح انما زاد لفظۃ خارج الصلٰوۃ لان کلام الامام علی بن موسی القمی انما کان فیہ ان لا روایۃ فیہ عن اصحابنا بخلاف سجود الصلٰوۃ فان الروایۃ فیہ مستفیضۃ لاتنکر فاحب الفتح ان یأتی بکلامہ علی نحوہ فیبطل الفحوی ویلتئم مفادہ بمفاد متنہ الھدایۃ وھو القول الاول کما ستعلم ان شاء اللہ تعالٰی بل ھو المراد قطعا لایجوز حمل کلامہ علی غیرہ لتصریحہ بالتفرقۃ فی سجود الصلٰوۃ بین التجافی وغیرہ کما سیأتی ان شاء اللہ تعالٰی ھذا۔

**بل اقول** (بلکہ میں کہتا ہوں) اگر فتح القدیر میں لفظ "خارج الصلٰوۃ" کا اضافہ اس لئے ہے کہ امام علی بن موسٰی قمی کا کلام اسی سے متعلق تھا کہ اس میں ہمارے اصحاب سے کوئی روایت نہیں بخلاف سجدۂ نماز کے، کہ اس میں روایت مشہور، ناقابلِ انکار ہے تو صاحبِ فتح نے یہ چاہا کہ ان کا کلام ان ہی کے طور پر لائیں جب تو مضمون کلام کا مفاد باطل اور کلامِ فتح کا مفاد، اپنے متن ہدایہ کے مفاد کے مطابق ہو جائے گا۔ اور وہ قول اول ہے جیسا کہ آگے معلوم ہوگا ان شاء اللہ تعالٰی — بلکہ قطعًا یہی مراد ہے — اس کلام کو کسی اور قول پر محمول کرنا روا ہی نہیں، اس لئے کہ انھوں نے سجدۂ نماز میں کروٹ جُدا رکھنے اور نہ رکھنے کے درمیان فرق کیا ہے۔ جیسا کہ آگے آئے گا ان شاء اللہ تعالٰی۔ یہ بات تمام ہوئی۔

وفی الغنیۃ بعد ما مر عنہ فی القول الثالث نقل کلام الخلاصۃ

اور قولِ سوم میں غنیہ کی جو عبارت گزری اس کے بعد اس میں خلاصہ کی عبارت نقل کی ہے

---

ف: تطفل ثالث علیہ

ثم قال فتخصيص اختلافهم بسجدة الشكر فحسب وھی غير مسنونة عند ابی حنيفة رضی اللہ تعالٰی عنه مع التصريح بكونه علٰی وجه السنة اولا دليل علی عدم النقض اجماعًا فی غيرها سواء كان علٰی وجه السنة اولا وكأن وجهه اطلاق لفظ ساجدا فی الحديث فيترك به القياس فيما هو سجود شرعا فيتناول سجود الصلٰوة والسهو والتلاوة وكذا الشكر عندهما ويبقی ما عداه علی القياس فينقض ان لم يكن علی وجه السنة لتمام الاسترخاء مع عدم تمكن المقعدة ولا ينقض ان كان علی هيأة السنة لعدم نهاية الاسترخاء لا لانه سجود داخل تحت اطلاق الحديث واللہ الموفق[1] اھ۔

پھر لکھا ہے: تو صرف سجدۂ شکر سے متعلق ان کے اختلاف کو خاص بتانا — سجدۂ شکر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک مسنون نہیں — ساتھ ہی اس بات کی صراحت ہونا کہ وہ سجدہ بطریق سنت ہو یا نہ ہو اس پر دلیل ہے کہ سجدۂ شکر کے علاوہ میں اجماعًا وضو نہ ٹوٹے گا خواہ بطریق سنّت ہو یا نہ ہو — غالبًا اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث میں لفظ "ساجدًا" مطلق آیا ہے تو اس کی وجہ سے قیاس اس میں ترک کر دیا جائے گا جو سجود شرعی ہے تو یہ سجدۂ نماز، سجدۂ سہو اور سجدۂ تلاوت کو شامل ہوگا، اسی طرح صاحبین کے نزدیک سجدۂ شکر کو بھی — اور ان کے ماسوا سجدہ قیاس پر باقی رہے گا تو اس میں وضو ٹوٹ جائے گا اگر بطریق سنت نہ ہو — اس لئے کہ ڈھیلاپن کامل ہوگا اور مقعد کا زمین پر استقرار بھی نہیں اور بطریق سنّت ہو تو وضو نہ ٹوٹے گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ انتہائی ڈھیلاپن نہ ہوگا۔ یہ وجہ نہیں کہ وہ بھی ایسا سجدہ ہے جو اطلاق حدیث کے تحت داخل ہے واللہ الموفق اھ۔

**اقول** وهذا منه رحمه اللہ تعالٰی ابداء وجه لذٰلك القول لا اعتماد له الا ترٰی انه لما لخص شرحه هذا جزم بالنقض فی غير هيأة السنة ولو فی الصلٰوة

**اقول** یہ صاحب غنیہ شیخ حلبی رحمہ اللہ تعالٰی نے اس قول کی ایک وجہ ظاہر کردی ہے یہ نہیں کہ ان کا اسی پر اعتماد ہے — یہی وجہ ہے کہ جب انھوں نے اپنی اس شرح کی تلخیص کی تو اس میں اس بات پر جزم کیا کہ اگر سجدہ خلاف سنت طریقہ

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی نواقض الوضوء سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۳۹

وجعله المعتمد واحال تمام تحقیقه علی الشرح کما تقدم فلوارادهنا الاعتماد لکانت الحوالة غیر رائجة بل حوالة علی المخالف ثم لما صنف متن الملتقی لم یلتفت ایضا الی هذا التفصیل وتبع سائرالمتون فی الاطلاق ثم لما شرح متنه صرح ان الاطلاق هو المعتمد کما سیأتی ان شاء اللہ تعالٰی۔

ہے تو اس میں سونے سے وضو ٹوٹ جائے گا اگرچہ نماز ہی میں ہو، اسی کو معتمد بھی قرار دیا اور اس کی کامل تحقیق کے لئے اپنی شرح (حلیہ) کا حوالہ دیا جیسا کہ اس کی عبارت گزری ـــــ تو اگر یہاں قول مذکور کی وجہ بیان کرنے سے اس پر اعتماد مراد ہو تو اس کا حوالہ نہ چل سکے گا بلکہ مخالف حوالہ ہوگا۔ پھر جب متن ملتقی تصنیف کیا اس وقت بھی اس تفصیل پر التفات نہ کیا اور اطلاق میں دیگر متون کا اتباع کیا پھر جب اس متن کی شرح فرمائی تو تصریح بھی کر دی کہ اطلاق ہی معتمد ہے، جیسا کہ آگے آئے گا ان شاء اللہ تعالٰی۔

**الثانیة** فی استخراج القول الراجح من هذه الاقاویل۔

**افادہ ثانیہ:** ان اقوال میں سے قول راجح کے استخراج کے بارے میں۔



**اقول** القول الاول علیه المعول وهو الصحیح وله الترجیح وذلك لاربعة وجوه:

**اقول** قولِ اول ہی پر اعتماد ہے ـــــ وہی صحیح ہے ـــــ اسی کو ترجیح ہے ـــــ اور اس کی **چار وجہیں** ہیں،

**الاول** علیه الاکثر کما یظهر لك مما مر ویأتی والقاعدة[ف] العمل بما علیه الاکثر کما نقلت علیه نصوصا کثیرة فی فتاوای۔

**وجہ اول** اسی پر اکثر ہیں جیسا کہ گزشتہ وآئندہ صفحات سے ظاہر ہے، اور قاعدہ یہ ہے کہ عمل اُسی پر ہو جس پر اکثر ہوں۔ جیسا کہ اس پر میں اپنے فتاوٰی میں کثیر نصوص نقل کر چکا ہوں۔

**الثانی** علیه تظافرت المتون ولیس لها الی غیره رکون ولا طباقها شأن من اعظم الشیون فانها

**وجہ دوم** اسی پر متون ہم نوا و متفق ہیں کسی اور قول کی طرف اُن کا جُھکاؤ بھی نہیں ـــــ اور اتفاق متون کی شان بہت عظیم ہے اس لئے

---

ف: القاعدة العمل بما علیه الاکثر۔

---

ﻟﮧ رد المحتار باب صلٰوۃ المریض دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۵۱۰

الموضوعۃ لنقل المذہب المصون وذٰلک انہا من عند اٰخرہا لم تجنح الی تفرقۃ فی ہذا بین الصلٰوۃ وغیرہا انما ترسل الحکم ارسالا۔

قال فی الکتاب والنوم مضطجعا او متکئا او مستندا[1] اھ ومثلہ فی البدایۃ وقال فی الوقایۃ ونوم مضطجع ومتکئ او مستند الی ما لو ازیل لسقط لا غیر[2] اھ وفی النقایۃ ونوم متکئ الی ما لو ازیل لسقط[3] اھ وفی کنز الدقائق ونوم مضطجع ومتورک[4] اھ وفی الاصلاح ونوم متکئ[5] اھ وفی ملتقی الابحر ونوم مضطجع او متکئ باحد ورکیہ او مستند الی ما لو ازیل لسقط لا نوم قائم او قاعد او راکع او ساجد[6] اھ ـــ

کہ متون مذہب محفوظ کی نقل ہی کے لئے وضع ہوئے ہیں ـــ وہ یہ ہے کہ شروع سے آخر تک تمام ہی متون اس بارے میں نماز اور غیر نماز کی تفریق کی طرف مائل نہیں ـــ حکم صرف مطلق بیان کرتے ہیں۔

کتاب میں ہے: کروٹ لیٹ کر، یا تکیہ لگا کر، یا ٹیک لگا کر سونا اھ ـــ اسی کے مثل بدایہ میں بھی ہے ـــ اور وقایہ میں ہے: اس کی نیند جو کروٹ لیٹنے والا، یا تکیہ لگانے والا، یا ایسی چیز کی طرف ٹیک لگانے والا ہے جو ہٹا دی جائے تو یہ گر جائے کوئی اور نیند نہیں اھ ـــ نقایہ میں ہے: اس چیز کی طرف تکیہ لگانے والے کی نیند جو ہٹا دی جائے تو یہ گر جائے اھ ـــ کنز الدقائق میں ہے: کروٹ لیٹنے والے اور سرین پر بیٹھ کر سونے والے کی نیند اھ ـــ اصلاح میں ہے: تکیہ لگانے والے کی نیند اھ ـــ ملتقی الابحر میں ہے: اس کی نیند جو کروٹ لیٹنے والا، یا ایک سرین پر سہارا لینے والا، یا ایسی چیز کی طرف ٹیک لگانے والا ہو جو ہٹا دی جائے تو یہ گر جائے قیام یا قعود یا رکوع یا سجود والے کی نیند نہیں اھ ـــ



[1] الہدایۃ کتاب الطہارات فصل فی نواقض الوضوء المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/۱۰
[2] الوقایۃ (شرح الوقایۃ) کتاب الطہارۃ النوم والاغماء الخ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/۶۷
[3] النقایۃ (مختصر الوقایۃ فی مسائل الہدایۃ) کتاب الطہارۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۴
[4] کنز الدقائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۸
[5] الاصلاح والایضاح
[6] ملتقی الابحر کتاب الطہارۃ المعانی الناقضۃ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/۱۹

وفی الغرر و نوم یزیل مسکتہ و الا فلا وان تعمد فی الصلوٰۃ[1]، وفی التنویر و نوم یزیل مسکتہ و الا لا اھ[2]، وفی نور الایضاح و نوم لم تتمکن فیہ المقعدۃ من الارض لا نوم متمکن ولو مستندا الی شیئ لو ازیل سقط و مصل و لو راکعا او ساجدا علی جھۃ السنۃ[3] اھ ملتقطا۔

**اقول** وف من عاشر تلک العرائس النفائس اعنی المتون وعرف طرزھا فی رمزھا بالحواجب و العیون و ایقن انھا انما ترمی عن قوس واحدۃ وھی ادارۃ الحکم علی ماھو المناط المحقق الثابت بالنقل والعقل اعنی زوال المسکۃ و عدم تمکن الورکین۔

وقد انقسمت فی بیان ذٰلک علی قسمین . قسم مشوا علی عادتھم الشریفۃ من سذاجۃ البیان

غرر میں ہے: ایسی نیند جو بندش ختم کردے اگر ایسی نہ ہو تو نہیں اگرچہ نماز میں اس کا قصد بھی کرے اھ۔
تنویر میں ہے: وہ نیند جو اس کی بندش ختم کردے ورنہ نہیں اھ — نور الایضاح میں ہے: ایسی نیند جس میں مقعد کا زمین پر قرار نہ ہو، قرار والے کی نیند نہیں اگرچہ کسی ایسی چیز کی طرف ٹیک لگائے ہو جو ہٹا دی جائے تو گر جائے اور نماز پڑھنے والے کی نیند نہیں اگرچہ وہ رکوع میں یا سنت طریقے پر سجدے میں ہو، اھ ملتقطا۔

**اقول** جسے ان نفیس عروسوں — یعنی متون — کی رفاقت و معاشرت میسر ہو اور چشم و ابرو سے ان کے اشارہ کے انداز سے آشنا ہو وہ یقین کرے گا کہ یہ سب ایک ہی کمان سے نشانہ لگا رہے ہیں وہ یہ کہ حکم کو اسی پر دائر رکھنا چاہتے ہیں جو تحقیقی طور پر نقل و عقل سے ثابت شدہ مدار ہے یعنی بندش کا ختم ہو جانا اور دونوں سرین کو جماؤ نہ ملنا۔

مصنفین اس کے بیان میں دو قسموں پر منقسم ہیں: **ایک قسم** ان حضرات کی ہے جو اپنی اسی عمدہ روش پر ہیں کہ بیان میں سادگی ہو،

---

ف: عادۃ الاوائل السذاجۃ فی البیان و عدم التدقیق فی العبارات۔

[1] دررالحکام شرح غررالاحکام کتاب الطہارۃ میر محمد کتب خانہ کراچی ۱/۱۵
[2] الدرالمختار " مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶
[3] نور الایضاح فصل عشرۃ اشیاء الخ مطبع علیمی لاہور ص ۹

وعدم الدقق فی العبارات والدلالۃ بشیئ علی نظیرہ عن من عرف المناط وھم الاولون وھذا ماقال فی النھر کما نقلہ السید ابوالسعود ان المراد من الاضطجاع مایوجب زوال المسکۃ بزوال المقعدۃ عن الارض [1]، وما قال فی البحر بعد نقلہ فی وما فیھا النقض مع عدم حقیقۃ الاضطجاع والتورک المقتصر علیھما فی الکنز و فی ھذہ المواضع التی یکون فیھا حدثا فھو بمعنی التورک فلم تخرج عن کلام المصنف [2] اھ۔

عبارتوں میں تدقیق کا تکلف نہ ہو، اور ایک چیز کو ذکر کرکے آشنائے مناط کے لئے اس کی نظیر پر رہنمائی کر دی جائے ۔۔۔ یہ حضرات متقدمین ہیں ۔۔۔ اسی کو نہر میں بتایا ہے ۔۔۔ جیسا کہ سید ابوالسعود نے اس سے نقل کیا ہے ۔۔۔ کہ کروٹ لیٹنے سے مراد وُہ نیند جس میں زمین سے مقعد الگ ہونے کی وجہ سے بندشش ختم ہوجائے اھ ۔۔۔ اور یہی بحر میں بھی ہے۔ اس میں پہلے چند جزئیات نقل کرکے پھر فرمایا: ان سب میں وضو ٹوٹنے کا حکم ہے باوجودیکہ حقیقتِ اضطجاع و تورک نہیں جب کہ کنز میں ان ہی دونوں پر اکتفا ہے ۔۔۔ ان مقامات میں جہاں نیند حدث ہوتی ہے وہ تورک (ایک سرین پر ٹیک لگاکر سونے) کے معنی میں ہے تو یہ صورتیں کلام مصنف سے باہر نہیں اھ۔



**اقول** وکان [ف] الامام القدوری احب التصریح بالمضطجع لورودہ خصوصا فی الحدیث المروی عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما بالفاظ عدیدۃ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کما سیأتی ان شاء اللہ تعالٰی۔

**اقول** اور امام قدوری نے کروٹ لیٹنے والے کی تصریح شاید اس لئے پسند فرمائی کہ یہ خاص طور سے اس حدیث میں وارد ہے جو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے بالفاظ متعددہ نبی کریم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مروی ہے جیسا کہ آگے ان شاء اللہ تعالٰی اس کا ذکر ہوگا ۔۔۔

---

ف: منازع اختلاف عبارات العلماء مع کون المقصود واحدا۔

[1] فتح المعین کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۴۷
النہر الفائق شرح کنز الدقائق کتاب الطہارۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۶
[2] البحر الرائق کتاب الطہارات ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۸

وبالمستند لمكان الخلف فيه كما علمت وتبعه في الهداية والملتقى والا فالمتكئ يعمهما ويعم المستلقي والمنبطح والمتورك ونظراءهم جميعا ولذا اقتصر عليه في النقاية وزاد الى ما لو ازيل لاختياره ذٰلك القول۔

اور ٹیک لگانے والے کی صراحت اس لئے پسند فرمائی کہ اس میں اختلاف ہے جیسا کہ بیان ہوا۔ اور ہدایہ وملتقی میں ان ہی کی پیروی کی ورنہ لفظ متکی (تکیہ لگانے والا) ان دونوں کو شامل ہے اور چت لیٹنے والے، چہرے کے بل لیٹنے والے سرین پر ٹیک لگانے والے اور ان کے امثال سب کو شامل ہے — اسی لئے نقایہ میں اسی پر اکتفا کی اور یہ بڑھا دیا کہ ایسی چیز کی طرف ہو جو ہٹا دی جائے تو گر جائے کیونکہ ان کا مختار یہی قول ہے۔

والعلامة ابن كمال لما مشى على ظاهر الرواية المعتمدة ان الاستناد الى ما لو ازيل لسقط ايضا لا ينقض الا بازالة المقعد اقتصر على لفظ المتكئ فحسب و الكنز اقام مقامه المتورك ومحصلهما واحد وبدأ بالمضطجع تبركا بالمنصوص وترك المستند الخ تعويلا على المذهب فهٰذه منازعهم رحمهم الله تعالٰى في اختلاف عباراتهم وانما مقصودهم جميعا هو النوم المزيل للمسكة فكما ان الحديث حصر الحكم في المضطجع وليس معناه القصر على من نام على جنبه فالنائم

اور علامہ ابن کمال پاشا چونکہ ظاہر روایت معتمدہ پر گامزن ہیں کہ ایسی چیز جو ہٹا دی جائے تو گر جائے اس سے ٹیک لگانا بھی ناقض اسی وقت ہے جب مقعد ہٹ جائے اس لئے انہوں نے صرف لفظ متکی پر اکتفا کی۔ اور کنز میں اس کی جگہ لفظ متورک رکھ دیا، حاصل دونوں کا ایک ہی ہے — اور کنز نے منصوص سے تبرک کے لئے مضطجع سے ابتدا کی اور مستند الخ ترک کر دیا کیونکہ ان کا اعتماد ظاہر مذہب پر ہے — تو اختلاف عبارات میں ان حضرات رحمہم اللہ تعالٰی کی بنیادیں یہی ہیں مقصود سبھی حضرات کا وہ نیند ہے جو بندش ختم کر دینے والی ہے — جیسے حدیث ہی کو دیکھئے کہ اس میں حکم کروٹ لینے والے کے بارے میں منحصر ہے مگر اس کا معنی یہ نہیں کہ حکم اسی پر محدود رہے گا جو کروٹ پر لیٹا ہو کیونکہ

على وجهه وقفاه مثله قطعا وانما المقصود التنبيه على صورة زوال المسكة كما دل عليه قوله صلى الله تعالٰى عليه وسلم فانه اذا اضطجع استرخت مفاصله[1] فكذلك هؤلاء الكرام اقتفاء بالحديث كما ارشد اليه البحر والنهر۔

چہرے کے بل اور گدّی پر یعنی چت لیٹنے والے بھی قطعاً اسی کے مثل ہیں، مقصود صرف اس صورت کی رہ نمائی ہے جس میں بندش کھل جاتی ہے جیسا کہ اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی دلالت کر رہا ہے: "کیونکہ جب وہ کروٹ لیٹ جائے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں گے"۔ تو حدیث پاک کی اقتدا میں ان بزرگ حضرات کی بھی روش ہے جیسا کہ بحر و نہر نے اس طرف رہ نمائی کی۔

وقسم اخراحب الضبط فاتی بالجامع المانع وهم الاٰخرون وقدوتهم العلامة مولی خسرو فلتضلعه من العلوم العقلية ايضا تعود بالتدقيق وتبعه المولى الغزی والشرنبلالی۔

**دوسری قسم** ان حضرات کی ہے جنھوں نے ضبط اور ساری صورتوں کا احاطہ پسند کیا تو جامع مانع الفاظ لے آئے۔ یہ حضرات متاخرین ہیں۔ اور ان کے پیشوا علامہ ملّا خسرو ہیں۔ وہ چونکہ علوم عقلیہ میں بھی تبحر رکھتے ہیں اس لئے تدقیق کے عادی ہیں۔ اور علامہ غزّی و علامہ شرنبلالی ان کے پس رو ہیں۔



واعلى الله مقامات مولٰنا صاحب الهداية فی دار السلام فاوجز لفظة كشف الظلام وجلا الاوهام اذ قال بخلاف (النوم) حالة القيام والقعود والركوع والسجود فی الصلٰوة وغيرها هو الصحيح لان بعض الاستمساك باق اذ لو زال اسقط فلم يتم الاسترخاء[2] اھ۔

اور خدا صاحب ہدایہ کے درجات بلند فرمائے کہ مختصر ترین الفاظ میں انھوں نے تاریکی کا پردہ چاک کر دیا اور اوہام دُور کر دئے۔ ان کی عبارت یہ ہے: "بخلاف اس نیند کے جو قیام، قعود، رکوع اور سجود کی حالت میں ہو نماز میں بھی اور بیرون نماز بھی۔ یہی صحیح ہے اس لئے کہ ان حالتوں میں کچھ بندش باقی ہوتی ہے کیونکہ اگر ختم ہو جاتی تو گر پڑتا تو استرخا کامل نہ ہوا"۔ اھ۔

---

[1] سنن الترمذی ابواب الطہارت باب ما جاء فی الوضوء من النوم حدیث ۷۷ دار الفکر بیروت ۱/ ۱۳۵

[2] الہدایۃ کتاب الطہارات فصل فی نواقض الوضوء المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/ ۱۰

فقد افاد ببقاء الاستمساك و بعد م السقوط ان المراد هو السجود کالمسنون اذ لولاہ بل الصق بطنه بفخذیه وافترش ذراعیه و فهو السقوط عینا وای بقاء بعده لاستمساك کما تقدم عن الغنیة وصرح بان الصلٰوۃ وغیرھا سواء فی الحکم وان کان الاستمساك باقیا لم ینقض ولو خارج الصلٰوۃ والا نقض ولو فیها وھذا ھو القول الاوّل۔

بندش باقی رہنے اور ساقط نہ ہونے سے افادہ فرمایا کہ مقصود وہ سجدہ ہے جو مسنون طریقے پر ہو۔ اس لئے کہ اگر ایسا نہ ہو بلکہ پیٹ رانوں سے ملادے اور کلائیاں بچھادے تو یہ بعینہٖ ساقط ہوجانا ہے۔ اور اس کے بعد پھر کون سی بندش باقی رہ جائے گی۔ جیسا کہ غنیہ کے حوالہ سے گزرا ــــ اور صاحبِ ہدایہ نے یہ تصریح فرمادی کہ نماز اور غیر نماز اس حکم میں برابر ہیں۔ اگر بندش باقی ہے تو ناقض نہیں اگرچہ بیرونِ نماز ہو، ورنہ ناقض ہے اگرچہ اندرونِ نماز ہو ــــ اور یہ وہی پہلا قول ہے۔

وکذالك افصح عنه فی الدرر حیث قال (والا) بان کان حال القیام اوالقعود اوالرکوع اوالسجود اذارفع بطنه عن فخذیه و ابعد عضدیه عن جنبیه (فلاوان تعمد فی الصلٰوۃ) اھ، وعلیه حط کلام الامام حافظ الدین النسفی کماتقدم وحوله تدور الحلیة فیما اسلفنا من نصوصها فانه من اوله لاٰخرہ انما بنی الامر علٰی وجود نهایة الاسترخاء و عدمها وختم مسائل النوم فی الصلٰوۃ



اسی طرح دُرر شرح غرر میں بھی اس کو صاف بتایا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: (اور اگر ایسا نہیں) اس طرح کہ قیام یا قعود یا رکوع کی حالت ہے یا سجدہ کی حالت ہے جب کہ پیٹ رانوں سے اوپر اور بازو کروٹوں سے دُور رکھے (تو ناقض نہیں، اگرچہ نماز میں قصداً سوجائے) اھ۔ امام حافظ الدین نسفی کے کلام کا مورد بھی یہی ہے جیسا کہ گزرا ــ اسی کے گرد حلیہ کی بھی وہ عبارتیں گردش کررہی ہیں جو ہم سابقہ صفحات میں نقل کر آئے ہیں ــ کیوں کہ صاحبِ حلیہ نے شروع سے آخر تک بنائے کار کمالِ استرخا موجود معلوم ہونے پر رکھی ہے اور اندرونِ نماز نیند کے مسائل

---

لہ درر الحکام شرح غرر الاحکام کتاب الطهارۃ بحث نواقض الوضوء میر محمد کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۵

بقوله والعلة المعقولة زوال المسكة کما مر۔

ان الفاظ پر ختم کیا ہے، اور عقلی علت بندش کا کھل جانا ہے جیسا کہ یہ عبارت گزر چکی ہے۔

**الثالث** له صريح التصحيح كما اسلفنا عن المنحة عن النهر عن عقد الفرائد عن المحيط انه الصحيح وعن الصغيرى انه المعتمد وقال العلامة الطحطاوى فى حاشية الدر نقلا عن منح الغفار شرح تنوير الابصار للمصنف انه قال فى الملتقى وشرحه للمؤلف لاينقض نوم قائم او قاعد او راكع او ساجد على هيأة السجود المعتبرة شرعا فى الصلوٰة او خارجها على المعتمد[1] اھ۔

**وجہ سوم** صریح تصحیح اسی قول کی ہے۔ جیسا کہ منحۃ الخالق سے، اس میں نہر سے، اس میں عقد الفرائد سے، اس میں محیط سے نقل گزری کہ "یہی صحیح ہے"۔ اور صغیری کا حوالہ گزرا کہ "وہی معتمد ہے"۔ اور علامہ طحطاوی نے حاشیہ درمختار میں منح الغفار شرح تنویر الابصار (از مصنف تنویر) کے حوالے سے نقل کیا کہ انھوں نے فرمایا: ملتقی اور اس کے مولف کی شرح میں ہے کہ: ناقضِ وضو نہیں اس کی نیند جو حالتِ قیام میں ہو یا قعود یا رکوع کی حالت میں ہو یا سجدہ کی حالت میں سجدۂ شرعًا معتبر ہیأت پر ہو نماز میں یا بیرونِ نماز، بر قولِ معتمد اھ۔

والاقوال الباقية لم ار شيئا منها ذيل بتصحيح صريح وانما علينا اتباع ما رجحوه وما صححوه كما لو افتونا فى حياتهم۔

باقی اقوال میں سے کسی کے ذیل میں صریح تصحیح میں نے نہ دیکھی۔ اور ہمارے ذمہ اسی کا اتباع ہے جسے ان حضرات نے راجح وصحیح قرار دیا جیسے اگر وہ اپنی حیات میں ہمیں فتوٰی دیتے تو ہم ان کا اتباع کرتے۔

اما قول البحر المار فى القول الرابع بعد ذكر كلام البدائع وصرح الزيلعى بانه الاصح[2]

رہی عبارتِ بحر جو قولِ چہارم میں گزری کہ صاحبِ بحر نے بدائع کا کلام ذکر کرنے کے بعد فرمایا: اور زیلعی نے تصریح فرمائی ہے کہ یہی اصح ہے۔

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الطہارۃ المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۱/ ۸۱ و ۸۲

[2] البحر الرائق " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۸

**فاقول** قد اسمعناك نصہ تحت القول الثالث وتصحیحہ لایمس بعدم اشتراط الھیأۃ فی الصلوۃ انما ذکرہ فی عدم الانتقاض خارج الصلوۃ اذا کان علی الھیأۃ نفیا لقول ابن شجاع فھو تصحیح لاحد جزئی القول الاول کقول البدائع وھو اقرب الی الصواب فانہ ایضا راجع الی ذٰلک التفصیل الذی ذکرہ القمی فی السجود خارج الصلوۃ کما فی الحلیۃ۔

**فاقول** ہم امام زیلعی کی پوری عبارت قول سوم کے تحت پیش کر آئے ہیں۔ ان کی تصحیح کو اندرونِ نماز مسنون ہیأت کی شرط نہ ہونے سے کوئی مس نہیں۔ انھوں نے تو قول ابن شجاع کی تردید کے لئے، بیرونِ نماز مسنون ہیأت پر ہونے کی صورت میں عدمِ نقض سے متعلق یہ تصحیح ذکر کی ہے۔ (قولِ اوّل کے دو جز ہیں ایک یہ کہ اگر مسنون ہیأت پر ہے تو ناقض نہیں اگرچہ بیرونِ نماز ہو۔ دوسرا یہ کہ مسنون ہیأت کے برخلاف ہے تو ناقض ہے اگرچہ نماز میں ہو ۱۲) تو یہ قول اول کے جزاول کی تصحیح ہے جیسے بدائع کی عبارت "وھو اقرب الی الصواب" (وہ درستی سے قریب تر ہے) یہ بھی اسی تفصیل کی طرف راجع ہے جو امام قمی نے بیرون نماز سجدہ سے متعلق ذکر کی۔ جیسا کہ حلیہ میں ہے۔

وذٰلک ان القول الاول یشتمل علی دعویین احدٰھما النقض عند عدم الھیأۃ ولو فی الصلوۃ وسائر الاقوال تخالفہ فی ما بعد لو والاخرٰی عدم النقض مع الھیأۃ المسنونۃ ولو خارج الصلوۃ والقول الثالث یوافقہ فیھا اصلا ووصلا والتصحیح فیہ انما ورد علٰی ھٰذا الجزء الموافق

تفصیل یہ ہے کہ قول اول دو دعووں پر مشتمل ہے ایک یہ کہ مسنون ہیأت نہ ہونے کی صورت میں نیند ناقض ہے اگرچہ نماز میں ہو باقی تینوں قول "اگرچہ" کے مابعد میں قول اول کے مخالف ہیں (تینوں میں یہ قدر مشترک ہے کہ نماز میں مطلقاً نقضِ وضو نہیں اگرچہ مسنون ہیأت نہ ہو ۱۲م) دوسرا دعوٰی یہ ہے کہ مسنون ہیأت ہو تو وضو نہ ٹوٹے گا اگرچہ بیرون نماز ہو ـــــ قول سوم اس دعوے میں اصل اور وصل (بشرطِ ہیأت وضو نہ ٹوٹنا ـــ اور اگرچہ

دون المخالف ولذلك لما سبق الی ذهن العلامة عمر بن نجیم ان شیخه و اخاه رحمهما الله تعالٰی یدعی تصحیح الزیلعی للجزء المخالف نسبه للسهو وعقبه بتصحیح المحیط۔

قال ط فی النهر ما فی البحر من تصحیح الزیلعی لهذا فهو سهو بل فی عقد الفرائد انما لا ینقض الوضوء نوم الساجد فی الصلٰوة اذا کان علی الهیأة المسنونة قید به فی المحیط وهو الصحیح[1] اھ۔ ثم رأیت العلامة الشامی فی منحة الخالق حاول جواب النهر فنحا نحو ما نحوت ثم زلت قدم القلم حیث قال قول الشارح و صرح الزیلعی بانه الاصح الضمیر المنصوب فیه یعود الی قوله ان کان خارجها فکذلك الا فی

بیرونِ نماز) دونوں امر میں قول اول کے موافق ہے اور قول سوم کے اندر تصحیح اسی جزء موافق پر وارد ہے جزء مخالف پر نہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ جب علامہ عمر بن نجیم صاحبِ نہر رحمہ اللہ تعالٰی کا ذہن اس طرف چلا گیا کہ ان کے شیخ اور برادر صاحبِ بحر رحمہ اللہ تعالٰی جزء مخالف میں تصحیح زیلعی کے مدعی ہیں تو اسے صاحبِ بحر کا سہو قرار دیا اور اس کے بعد محیط کی تصحیح پیش کی۔

طحطاوی صاحبِ نہر سے ناقل ہیں، وہ فرماتے ہیں: "بحر میں اس پر جو تصحیح زیلعی مذکور ہے وہ سہو ہے بلکہ عقد الفرائد میں ہے کہ اندرونِ نماز سجدہ کرنے والے کی نیند وضو کو فاسد نہیں کرتی بشرطے کہ سجدہ مسنون ہیأت پر ہو۔ یہ قید محیط میں بیان کی ہے اور یہی صحیح ہے" اھ۔ پھر میں نے دیکھا کہ علامہ شامی نے منحۃ الخالق میں صاحبِ نہر کا جواب دینا چاہا تو اسی راہ پر چلے جس پر میں چلا پھر قلم لغزش کھا گیا ان کی پوری عبارت (ہلالین میں نقد وتبصرہ کے ساتھ ۱۲م) ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں: "شارح کے الفاظ "اور زیلعی نے تصریح فرمائی ہے کہ وہی اصح ہے"۔ اس میں ضمیر ان کے قول "وان کان خارجها فکذلك الا فی السجود الخ" (اگر بیرونِ نماز ہو تو بھی ایسا ہی ہے مگر سجدہ میں اس کے لئے مسنون

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الطہارۃ المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۱/ ۸۱

السجود[1] الخ۔

(فھذا نحو ما ذکرتہ ان التصحیح منسحب علی عدم النقض خارج الصلوۃ ایضا اذا کان علی ھیأۃ السنۃ ثم قال) خلاف مایوھمہ ظاھر العبارۃ من انہ راجع الی قولہ وھذا ھو القیاس اذ ھواقرب[2] (اقول لاھو[ف1] متبادر من العبارۃ ولاھو[ف2] مفھوم النھر ولاھو[ف3] اقرب بل الاقرب قولہ الا انا ترکناہ فیھا بالنص وھذا ما فھم فی النھر ولذا عارضہ بتصحیح المحیط قال فی المنحۃ) والاحسن ارجاعہ الی قولہ کذا فی البدائع لان ما فی البدائع من التفصیل ھو ما ذکرہ الزیلعی[3] (اقول الذی[ف4] حط علیہ کلام البدائع التفصیل

ہیأت پر ہونا شرط ہے) کی طرف راجع ہے۔

(یہ وہی بات ہے جو میں نے بتائی کہ تصحیح اس پر منحصر ہے کہ بیرونِ نماز بھی ناقض نہیں جب کہ بطریق سنّت ہو آگے لکھتے ہیں:) بخلاف اس کے جس کا ظاہر عبارت سے وہم ہوتا ہے کہ وہ تصحیح ان کے قول "وھذا ھو القیاس ـــ نماز میں بھی قیاس یہی ہے کہ ہیأت کی شرط ہو مگر ہم نے نماز میں نص کی وجہ سے اسے ترک کردیا ایسا ہی بدائع میں ہے" کی طرف راجع ہے اس لئے کہ یہ مرجع قریب تر ہے۔ (اقول نہ یہ عبارت سے متبادر ہے، نہ ہی یہ نہر کا مفہوم ہے اور نہ ہی یہ اقرب ہے، بلکہ اقرب تو ان کا یہ قول ہے کہ مگر ہم نے نماز میں نص کی وجہ سے اسے ترک کردیا۔ یہی وہ ہے جسے صاحبِ نہر نے سمجھ لیا اور اس کے معارضہ میں محیط کی تصحیح پیش کی۔ آگے منحۃ الخالق میں فرماتے ہیں) "اور بہتر یہ ہے کہ ضمیر ان کے قول "کذا فی البدائع۔ ایسا ہی بدائع میں ہے" کی طرف راجع ہو۔ اس لئے کہ بدائع میں جو تفصیل ہے وہی امام زیلعی نے ذکر کی ہے۔" (اقول کلام بدائع کا مورد بیرونِ نماز

---

ف۱: معروضۃ علی العلامۃ ش فی المنحۃ

ف۲: معروضۃ اخری علیہ

ف۳: معروضۃ ثالثۃ علیہ

ف۴: معروضۃ رابعۃ علیہ

---

[1] منحۃ الخالق علی البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۸

[2] " " " " " " " "

[3] " " " " " " " "

خارج الصلوٰة والاطلاق فی الصلوٰة فاذا رجع الضمیر الی قولہ کذا فی البدائع یوھم ایھاما جلیا ان کل ھذا التفصیل والاطلاق صححہ الزیلعی وحینئذ یرد ایراد النھر بحیث لامرد لہ فان التصحیح انما ذکرہ الزیلعی فی التفصیل دون الاطلاق فھو تسلیم للایراد لادفعہ وقد وقع ھذا الایھام بابین وجہ فی کلامکم حیث ذکرتم کلام البدائع ثم قلتم وصححہ الزیلعی ما فی البدائع فلولا ان ذکرتم ثم نص الزیلعی لاستحکم الایھام و رسخ فی ذھن من لم یراجع التبیین قال فی المنحۃ) ومما یؤید ان الضمیر لیس راجعا الی ماھو القیاس قولہ الاٰتی مقتضی الاصح المتقدم الخ، وبہ سقط نسبۃ السھو الی المؤلف التی ذکرھا فی النھر[1] اھ۔

تفصیل اور اندرون نماز اطلاق پر ہے۔ تو جب ضمیر کذا فی البدائع کی طرف راجع ہوگی تو اس سے عیاں طور پر یہ وہم پیدا ہوگا کہ امام زیلعی نے اس تفصیل اور اطلاق سب کی تصحیح فرمائی ہے۔ ایسی صورت میں صاحب نہر کا اعتراض اور زیادہ قوی ہوجائے گا جس کا کوئی جواب نہ ہوگا اس لئے کہ امام زیلعی نے تصحیح صرف تفصیل سے متعلق ذکر کی ہے اطلاق سے متعلق نہیں۔ تو یہ مان کر آپ نے صاحب نہر کا جواب نہ دیا بلکہ ان کا اعتراض تسلیم کرلیا — اور یہ ایہام آپ کی عبارت میں بہت واضح طور سے واقع ہے اس لئے کہ آپ نے پہلے بدائع کا کلام ذکر کیا پھر فرمایا کہ "وصححہ الزیلعی ما فی البدائع — اور امام زیلعی نے اس کی تصحیح فرمائی ہے جو بدائع میں ہے"— اگر وہاں آپ نے امام زیلعی کی اصل عبارت نہ ذکر کردی ہوتی تو یہ ایہام مستحکم اور اس کے ذہن میں راسخ ہوجاتا جس نے خود تبیین الحقائق (للامام الزیلعی) کی مراجعت نہ کی ہو۔ آگے منحۃ الخالق میں فرماتے ہیں: "ماھو القیاس کی طرف راجع نہ ہونے کی تائید ان کی اگلی عبارت مقتضی الاصح المتقدم الخ سے بھی ہوتی ہے — اور اسی سے مؤلف کی جانب اس سہو کا انتساب ساقط ہوجاتا ہے جو نہر میں ذکر کیا ہے" اھ۔

---

ف: معروضۃ خامسۃ علیہ۔

---

[1] منحۃ الخالق علی البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۸

**اقول** کل کلامہ رحمہ اللّٰہ تعالٰی مبتن علی انہ فہم فہم النہر رجوع الضمیر الٰی ماھو القیاس وقد علمت انہ غیر الواقع الا تری الی قولہ بل فی عقد الفرائد ولو کان کما کما فہمتم لقال نعم فی عقد الفرائد لکن ف ارشد تم الٰی وجہ آخر شدید مبانی ایراد النہر فان البحر ذکر بعدہ مسألۃ تعمد النوم فی الصلوۃ وان ابا یوسف یقول فیہ بالنقض والمختار لا وان قاضی خان فصل فجعلہ ناقضا فی السجود دون الرکوع وان المحقق فی الفتح حملہ علٰی سجود لم یتجاف فیہ ثم قال البحر وقد یقال مقتضی الاصح المتقدم ان لاینتقض بالنوم فی السجود مطلقا[1] اھ ای سواء کان متجافیا اولا، فقد

**اقول** علامہ شامی رحمہ اللہ تعالٰی کے سارے کلام کی بنیاد اس پر ہے کہ انھوں نے یہ سمجھ لیا کہ صاحبِ نہر نے ضمیر کا مرجع ماھو القیاس کو سمجھا ہے؛ اور یہ واضح ہوچکا کہ واقعہ ایسا نہیں ـــــ صاحبِ نہر کے الفاظ دیکھئے وہ لکھتے ہیں : بل فی عقد الفرائد (بلکہ عقد الفرائد میں ہے) (کہ اندرونِ نماز سجدہ کرنے والے کی نیند وضو کو فاسد نہیں کرتی بشرطے کہ سجدہ مسنون ہیئت پر ہو) اگر ان کے فہم میں وہ ہوتا جو ان سے متعلق آپ نے سمجھا تو وہ یوں کہتے : نعم فی عقد الفرائد (ہاں عقد الفرائد میں ایسا ہے) لیکن آپ نے تو ایک دوسرے ہی رخ کی رہنمائی فرمائی جس نے صاحبِ نہر کے اعتراض کی بنیادیں اور زیادہ مضبوط کردیں ـــــ اس لئے کہ صاحبِ بحر نے اس کے بعد نماز کے اندر قصداً سونے کا مسئلہ ذکر کیا ہے اور یہ کہ امام ابو یوسف ایسی نیند کے ناقضِ وضو ہونے کے قائل ہیں ـــــ اور مختار یہ ہے کہ ناقض نہیں ـــــ اور یہ کہ امام قاضی خان نے تفصیل کی ہے انھوں نے اس نیند کو سجدے میں ناقض قرار دیا ہے اور رکوع میں نہیں ـــــ اور یہ کہ حضرت محقق نے فتح القدیر میں اسے ایسے سجدے پر محمول کیا ہے جس میں کروٹیں جدا نہ ہوں ـــــ اس کے بعد صاحبِ بحر نے فرمایا ہے؛

---

ف : معروضۃ سادسۃ علیہ۔

[1] البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۸

افصح انہ جعل الاطلاق فی الصلٰوۃ ھو الاصح فظھر انہ رحمہ اللہ تعالٰی اراد بالضمیر قولہ ترکناہ فیھا بالنص کما کان ھو الاقرب المتبادر وایاہ فھم فی النھر وحینئذ ھو سھو لاریب فیہ۔

"وقد یقال مقتضی الاصح المتقدم ان لاینتقض بالنوم فی السجود مطلقا اھ — کہا جاتا ہے کہ راجح متقدم کا تقاضا یہ ہے کہ مطلقاً سجدہ میں نیند سے وضو نہ ٹوٹے" — یعنی کروٹیں جدا ہوں یا نہ ہوں۔ اس نے تو اسے صاف واضح کردیا کہ نماز میں اطلاق ہی اصح ہے جس سے ظاہر ہوگیا کہ صاحبِ بحر رحمہ اللہ تعالٰی نے ضمیر سے اپنا قول "ترکناہ فیھا بالنص — نماز میں اس قیاس کو ہم نے نص کی وجہ سے ترک کردیا" مراد لیا ہے جیسا کہ قریب تر اور متبادر یہی تھا اور اسی کو صاحبِ نہر نے سمجھا بھی، ایسی صورت میں تو بلاشبہہ یہ سہو ہے۔

وبالجملۃ تصحیح الزیلعی کالبدائع لامساس لہ بمخالفۃ ما نرتضیہ اما ماذکر فی الخانیۃ ان النقض مطلقا فی السجود خارج الصلٰوۃ ظاھر الروایۃ[1] وقدمہ وھو[ف] یقدم الاظھر الاشھر وعبر عن قول التفصیل بالھیأۃ بقیل فافاد ضعفہ فاعلم انہ قال ذٰلک ولم یوافق علیہ بل جعل فی الخلاصۃ ظاھر المذھب

بالجملہ بدائع کی طرح تصحیح زیلعی کو بھی ہمارے پسند کردہ قول کی مخالفت سے کوئی مس نہیں لیکن وہ جو خانیہ میں مذکور ہے کہ بیرونِ نماز کے سجدے میں مطلقاً ناقض ہونا ظاہر الروایہ ہے اور امام قاضی خاں نے اسی کو مقدم کیا ہے اور وہ اظہر اشہر ہی کو مقدم کرتے ہیں — اور تفصیل والے قول کو انھوں نے قیل سے تعبیر کرکے اس کے ضعف کا افادہ کیا ہے — تو واضح ہو کہ انھوں نے یہ کہا ہے مگر اس پر ان کی موافقت نہ ہوئی — بلکہ خلاصہ میں نماز اور بیرونِ نماز کے

---

ف: الامام قاضی خان انما یقدم الاظھر الاشھر ای اذا لم یصرح بتصحیح غیرہ۔

---

[1] فتاوٰی قاضی خان کتاب الطہارۃ فصل النوم نولکشور لکھنؤ ۱/ ۲۰

عدم الفرق فی الصلوٰة وخارجها[1]، وفی الحلیة عن الذخیرة انه المشهور[2] وفیها عن البدائع ان علیه العامة[3] وفیها عن التحفة انه الاصح[4] وقال فی الهدایة هو الصحیح[5] وقال فی العنایة الذی صححه هو ظاهر الروایة[6] وانما نسب العنایة وکتب اُخر الفرق الی ابن شجاع بل فی الحلیة عن الذخیرة عن الامام ابی الحسین القدوری انه قال فیما عن ابن شجاع انه اذا نام خارج الصلوٰة علی هیأة الساجد ینقض وضوؤه هذا قوله ولم یقل به احد من اصحابنا[7] اھ وفی هذا ما یکفینا للخروج عن عهدته ولله الحمد۔

درمیان عدم فرق کو ہی ظاہر مذہب قرار دیا۔ حلیہ میں ذخیرہ سے نقل ہے کہ یہی مشہور ہے۔ اسی میں بدائع کے حوالے سے ہے کہ اسی پر عامۂ علماء ہیں۔ اسی میں تحفہ کے حوالے سے ہے کہ وہی اصح ہے۔ ہدایہ میں فرمایا ہے کہ وہی صحیح ہے۔ عنایہ میں فرمایا کہ صاحبِ ہدایہ نے جسے صحیح کہا وہی ظاہر الروایہ ہے۔ عنایہ اور دوسری کتابوں میں نماز و بیرونِ نماز کی تفریق ابن شجاع کی جانب منسوب ہے۔ بلکہ حلیہ میں ذخیرہ سے، اس میں امام ابوالحسین قدوری سے منقول ہے کہ انہوں نے ابن شجاع سے مروی اس مسئلہ سے متعلق کہ جب سجدہ کرنے والے کی ہیأت پر بیرونِ نماز سوجائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائیگا" یہ فرمایا کہ یہ ابن شجاع کا اپنا قول ہے ہمارے اصحاب میں سے کوئی اس کا قائل نہیں اھ۔ اس تصریح میں اس قول سے ہماری سبکدوشی کے لئے سب کچھ موجود ہے۔ وللہ الحمد۔



---

[1] خلاصۃ الفتاوی کتاب الطہارات الفصل الثالث فی نواقض الوضوء امام النوم مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۱۸

[2] ردالمحتار بحوالہ الذخیرۃ کتاب الطہارۃ بحث نواقض الوضوء داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۹۶

[3] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[4] " " "

[5] الہدایۃ کتاب الطہارات فصل فی نواقض الوضو المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/۱۰

[6] العنایۃ شرح الہدایۃ علی ہامش فتح القدیر " " مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۴۳

[7] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

فاستبان ان القول الاول هو المحتظی بصریح التصحیح۔

تو یہ واضح وروشن ہوگیا کہ قولِ اوّل ہی صریح تصحیح سے بہرہ ور ہے۔

**الرابع هو الاقوی من حیث الدلیل۔**

**وجہ چہارم** دلیل کے لحاظ سے بھی قولِ اول ہی زیادہ قوی ہے۔

اعلم انه اذ قد تحقق ان القول الاول علیه الاکثر وعلیه المتون وله التصحیح ولوکان بعض هذه لساغ لمثلی ان یتکلم عن الدلیل فکیف وقد اجتمعت۔

واضح ہو کہ جب یہ تحقیق ہوگئی کہ قولِ اول ہی پر اکثر ہیں — اسی پر متون ہیں — اسی کی تصحیح ہے — اور اگر ان باتوں میں سے ایک بھی ہوتی تو مجھ جیسے شخص کے لئے دلیل سے متعلق کلام کا جواز ہوجاتا — پھر جب یہ سب جمع ہیں تو مجھے یہ حق کیوں نہ ہوگا۔

فالاٰن **اقول** وبحول ربی احول اخرج الائمة احمد وابوداؤد والترمذی وابوبکر بن ابی شیبة فی مصنفه والطبرانی فی المعجم الکبیر والدارقطنی والبیهقی فی سننهما من طریق ابی خالد یزید بن عبدالرحمٰن الدالانی عن قتادة عن ابی العالیة عن ابن عباس رضی الله تعالٰی عنهما انه رأی النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم نام وهو ساجد حتی غط اونفخ ثم قام یصلی فقلت یارسول الله انك قد نمت قال ان الوضوء لایجب الا علی من نام مضطجعا فانه اذا اضطجع استرخت مفاصله هذا لفظ الترمذی[1]۔

تو اب **میں کہتا ہوں** اور اپنے رب ہی کی قدرت سے حرکت میں آتا ہوں۔ امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابوبکر بن ابی شیبہ اپنی مصنف میں، طبرانی معجم کبیر میں، دارقطنی اور بیہقی اپنی اپنی سنن میں بطریق ابوخالد یزید بن عبدالرحمٰن دالانی — قتادہ سے — وہ ابوالعالیہ سے — وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی ہیں کہ، انھوں نے دیکھا نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدے میں نیند آئی یہاں تک کہ سونے میں دہن مبارک یا بینی مبارک کی آواز آئی پھر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے۔ تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کو تو نیند آگئی تھی۔ فرمایا وضو واجب نہیں ہوتا مگر اسی پر جو کروٹ لیٹ کر سوجائے اس لئے کہ جب وہ کروٹ لیٹے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے ہوجائیں گے۔ یہ ترمذی کے الفاظ ہیں۔



---

[1] سنن الترمذی ابواب الطہارۃ باب جاء فی الوضوء من النوم حدیث ۷۷ دارالفکر بیروت ۱/ ۱۳۵

وفی لفظ لاحمد ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال لیس علی من نام ساجدا وضوء حتی یضطجع فانہ اذا اضطجع استرخت مفاصلہ[1]، ولابی داؤد انما الوضوء علی من نام مضطجعا فانہ اذا اضطجع استرخت مفاصلہ[2]، وللدارقطنی لاوضوء علی من نام قاعدا انما الوضوء علی من نام مضطجعا فان نام مضطجعا استرخت مفاصلہ[3] اھ وللبیہقی لا یجب الوضوء علی من نام جالسا او قائما او ساجدا حتی یضع جنبہ فانہ اذا اضطجع استرخت مفاصلہ[4]، وذکر المحقق فی الفتح حدیثا اٰخر عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ فیہ مہدی بن ھلال، واٰخر عن ابن عباس

امام احمد کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جو سجدے کی حالت میں سوجائے اس پر وضو نہیں یہاں تک کہ کروٹ لیٹے کیونکہ جب وہ کروٹ لیٹ جائے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے ہوجائیں گے۔ ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں: وضو اسی پر ہے جو کروٹ لیٹ کر سوجائے کیونکہ جب وہ کروٹ لیٹے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے ہوجائیں گے ۔۔۔ دارقطنی کے الفاظ یہ ہیں: اس پر وضو نہیں جو بیٹھا ہوا سوجائے، وضو اس پر ہے جو کروٹ لیٹ کر سوئے اس لئے کہ جو کروٹ لیٹ کر سوئے گا اس کے جوڑ ڈھیلے ہوجائیں گے ۔۔۔ بیہقی کے الفاظ یہ ہیں: اس پر وضو واجب نہیں جو بیٹھے بیٹھے، یا کھڑے کھڑے، یا سجدہ میں سوجائے یہاں تک کہ اپنی کروٹ (زمین پر) رکھ دے کیونکہ جب وہ کروٹ لیٹے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑجائیں گے ۔۔۔ اور حضرت محقق نے فتح القدیر میں ایک دوسری حدیث بروایت عمرو بن شعیب ۔۔۔ عن ابیہ ۔۔۔ عن جدہٖ ذکر کی ہے اس میں ایک راوی مہدی بن ہلال ہے ۔۔۔ اور ایک حدیث بروایت حضرت



---

[1] مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۵۶
[2] سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب فی الوضوء من النوم آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۷
[3] سنن الدارقطنی باب فیماروی فیمن نام قاعدًا الخ حدیث ۵۸۵ دارالمعرفۃ بیروت ۱/۳۷۶
[4] السنن الکبرٰی کتاب الطہارۃ باب ماورد فی نوم الساجد دارصادر بیروت ۱/۱۲۱

عن حذیفة بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنھم فیه بحر بن کنیز[عه] السقاء[عه۲] ثم قال وانت اذا تأملت فیما اوردناہ لم ینزل عندك الحدیث عند درجة الحسن[1] اھ، قال فی الغنیة لما تقرر ان ضعف الراوی اذا کان بسبب الغفلة دون الفسق یزول بالمتابعة و یعلم بھا ان ذلك الحدیث مما اجاد فیه ولم یھم فیکون حسنا[2] اھ۔

**اقول** اما[ف۱] ابن ھلال فلا یصلح[ف۲] متابعا فقد کذبه یحیی بن سعید[3]

ابن عباس حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنھم سے ذکر کی ہے۔ اس میں ایک راوی بحر بن کنیز سقاء ہے ۔ پھر فرمایا ہے: "ہم نے حدیث جن طرق سے نقل کی ہے ان میں غور کروگے تو حدیث تمہارے نزدیک درجۂ حسن سے فروتر نہ ہوگی" اھ ۔ غنیہ میں فرمایا: "اس لئے کہ یہ طے شدہ ہے کہ راوی کا ضعف جب فسق کی وجہ سے نہ ہو غفلت کی وجہ سے ہو تو وہ متابعت سے دُور ہوجاتا ہے اور اس سے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ راوی نے اس میں عمدگی برتی ہے اور وہم کا شکار نہ ہوا تو وہ حدیث حسن ہوجاتی ہے۔" اھ۔

**اقول** ابن ہلال تو متابعت کے قابل نہیں یحیٰی بن سعید نے اسے کاذب کہا ۔

---

ف۱: تطفل علی الفتح والغنیة۔

ف۲: طرح مھدی بن ھلال۔

---

عه بنون وزای ووقع فی نسخ الفتح و الغنیة ونصب الرایة وغیرھا المطبوعات کلھا کثیر بثاء و راء وھو تصحیف۔

عه۲ کان یسقی الحجاج فسمی السقاء ۱۲ منه۔

عه نون اور زا سے ۔ اور فتح، غنیہ، نصب الرایہ وغیرہا کے سبھی مطبوعہ نسخوں میں ثا اور را سے کثیر چھپا ہوا ہے۔ یہ تصحیف ہے ۱۲ منہ (ت)

عه۲ یہ حاجیوں کو پانی پلاتے تھے اس لئے سقاء نام پڑگیا ۱۲ منہ (ت)

---

[1] فتح القدیر کتاب الطہارۃ فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۴۵

[2] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی " " سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۳۸

[3] میزان الاعتدال ترجمہ مہدی بن ہلال ۸۸۲۷ دار المعرفۃ بیروت ۴/۱۹۶

وقال ابن معين يضع الحديث[1]، وقال ابن المديني كان يتهم بالكذب[2]، وقال الدارقطني وغيره متروك[3]

واما[ف1] ابن كنيز فقال النسائي والدارقطني متروك[4]، وهو قضية قول ابن معين لايكتب حديثه[5]، لكن الحافظ في التقريب اقتصر على انه ضعيف تبعا[6] للبخاري و ابي حاتم فكان يجب اسقاط الاول وما كان كبير حاجة الى الأخر فان الحديث بنفسه لاينزل عن درجة الحسن على اصولنا ان شاء اللّٰه تعالٰى وكلام الاثريين ماش على اصولهم من رد المراسيل وعنعنة المدلسين مطلقا۔

اما[ف2] الكلام في الدالاني و

ابن معین نے کہا: وہ حدیث وضع کرتا تھا۔ ابن مدینی نے کہا: متہم بالکذب تھا۔ دارقطنی اور ان کے علاوہ نے بھی کہا: متروک ہے۔

رہا ابن کنیز، تو اس کے بارے میں نسائی اور دارقطنی نے کہا، متروک ہے۔ یہی ابن معین کے قول "لایکتب حدیثہ" (اس کی حدیث نہ لکھی جائے) کا بھی تقاضا ہے۔ لیکن حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں بہ تبعیت امام بخاری و ابوحاتم اسے ضعیف بتانے پر اکتفا کی۔ تو پہلی روایت (روایت ابن ہلال) کو ساقط کر دینا واجب تھا اور دوسری (روایت ابن کنیز) کی بھی کوئی بڑی ضرورت نہ تھی۔ اس لئے کہ اصل حدیث ہمارے اصول کی رُو سے خود ہی درجۂ حسن سے فروتر نہ ہوگی ان شاء اللہ تعالٰی۔ اور محدثین کا کلام ان کے اپنے اصول پر جاری ہے کہ مرسل حدیثیں اور اہلِ تدلیس کا عَنْعَنَہ مطلقاً نامقبول ہے۔

رہا دالانی سے متعلق کلام اور

---

ف1: جرح بحر بن كنيز السقاء

ف2: تمشية يزيد بن عبد الرحمٰن الدالانى۔

---

[1] و[2] و[3] ميزان الاعتدال ترجمہ مهدی بن ہلال ۸۸۲۷ دار المعرفة بيروت ۴/ ۱۹۶

[4] و[5] ميزان الاعتدال ترجمہ بحر بن كنيز ۱۱۲۷ 〃 〃 〃 ۱/ ۲۹۸

[6] تقريب التهذيب 〃 〃 〃 ۶۳۸ دار الكتب العلمية بيروت ۱/ ۱۲۱

ما افحش فیہ ابن حبان من القول کعادتہ فقال کثیر الخطاء فاحش الوھم لایجوز الاحتجاج بہ اذا وافق الثقات فکیف اذا تفرد عنھم بالمعضلات[1] فمردود بان البخاری قال فیہ ابو خالد صدوق لکنہ یھم بالشیئ[2] وقال احمد وابن معین والنسائی لاباس بہ[3] وقال ابو حاتم صدوق[4] وقال الذھبی فی المغنی مشھور حسن الحدیث[5]

ان سے متعلق ابن حبان نے حسبِ عادت جو سخت کلامی کی اور کہا: وہ کثیر الخطاء، فاحش الوہم ہے۔ جب ثقات کے موافق ہو تو اس سے استناد روا نہیں پھر معضلات میں جب ثقات سے منفرد ہو تو اس سے کیوں کر استدلال ہوگا ۔ تو یہ سب اس وجہ سے نامقبول ہے کہ امام بخاری نے ان کے بارے میں فرمایا: ابو خالد صدوق ہیں لیکن انھیں کچھ وہم ہوتا ہے ۔ امام احمد، ابن معین اور نسائی نے کہا: لاباس بہ (ان میں کوئی حرج نہیں) ۔ ابوحاتم نے کہا، صَدُوق (بہت راست باز) ہیں ۔ ذہبی نے مغنی میں کہا: مشہور حسن الحدیث ہیں۔

وما ذکر ابوداؤد عن شعبۃ ھھنا[ع] وہ کلام جو ابوداؤد نے یہاں امام شعبہ سے



---

ف: قالوا لم یسمع قتادۃ من ابی العالیۃ الا اربعۃ او ثلثۃ۔

ع ای فی باب الوضوء من النوم لاکما یتوھم من کلام الامام الزیلعی المخرج انہ ذکر ھھنا ما یدل علی ان قتادۃ لم یسمع ھذا الحدیث من ابی العالیۃ ونقل کلام شعبۃ فی موضع اٰخر ۱۲ منہ۔

ع یعنی نیند سے وضو کے باب میں ۔ ویسا نہیں جیسا کہ امام زیلعی مخرج حدیث (صاحب نصب الرایہ) کے کلام سے وہم ہوتا ہے کہ انھوں نے یہاں وہ ذکر کیا جس سے پتا چلتا ہے کہ قتادہ نے یہ حدیث ابوالعالیہ سے نہ سنی ۔ اور امام شعبہ کا کلام ایک دوسرے مقام پر نقل کیا ۱۲ منہ۔ (ت)

---

[1] نصب الرایۃ بحوالہ ابن حبان کتاب الطہارات فصل فی نواقض الوضوء نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور ۱/ ۹۲

[2] " " محمد بن اسمٰعیل " " " " " " " " " " " "

[3] " " احمد والنسائی وابن معین " " " " " " " " " "

[4] میزان الاعتدال ترجمہ یزید بن عبدالرحمٰن ۹۷۲۲ دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۴۳۳

[5] المغنی فی الضعفاء " " " دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۵۴۰

انہ لم یسمع قتادۃ عن ابی العالیۃ الا اربعۃ احادیث[علہ] وحُکی[علہ] عن ابی داؤد نفسہ لم یسمع منہ الا ثلٰثۃ احادیث۔

نقل کیا کہ قتادہ نے ابوالعالیہ سے صرف چار حدیثیں سنی ہیں — اور خود ابوداؤد ہی سے یہ بھی حکایت کی گئی ہے کہ قتادہ نے ابوالعالیہ سے صرف تین حدیثیں سُنی ہیں۔

**فاقول** وتلك شکاۃ ظاھر عنك عارھا فلو سلم لشعبۃ و ابی داؤد شھادتھما علی النفی مع اضطراب اقوالھما

**فاقول** یہ ایسی شکایت ہے جس کا عار آپ ہی سے ظاہر ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ قتادہ کے خلاف شعبہ اور ابوداؤد کی نفی سماع سے متعلق شہادت قابلِ تسلیم کیسے ہوگی جب کہ ان کے

---

علہ حدیث یونس بن متّٰی وحدیث ابن عمر فی الصلٰوۃ وحدیث القضاۃ ثلٰثۃ وحدیث ابن عباس حدثنی رجال مرضیون منھم عمرؓ وارضاھم عندی عمرؓ[1] اھ ابوداؤد ۱۲ منہ۔

علہ (۱) حدیث یونس بن متّٰی (۲) حدیث ابن عمر دربارۂ نماز (۳) حدیث القضاۃ ثلٰثۃ (۴) حدیث ابن عباس — مجھ سے پسندیدہ حضرات نے حدیث بیان کی جن میں عمر بھی ہیں — اور ان میں میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمر ہی ہیں[1] ابوداؤد ۱۲ منہ (ت)

علہ الحاکی الامام الزیلعی المخرج انہ ذکرہ ابوداؤد فی کتاب السنۃ فی حدیث لاینبغی لعبد ان یقول انا خیر من یونس بن متی **قلت** وراجعت ثلث نسخ من الکتاب فلم ارہ ذکر فی کتاب السنۃ شیئا من ھذا، واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ۔

علہ حکایت کرنے والے امام زیلعی مخرج حدیث ہیں کہ ابوداؤد نے یہ بات کتاب السنۃ میں ذکر کی ہے اس حدیث کے تحت کہ کسی بندے کو یہ کہنا مناسب نہیں کہ میں یونس بن متّٰی سے بہتر ہوں **قلت** میں نے ابوداؤد کے تین نسخے دیکھے کسی میں نہ پایا کہ انھوں نے کتاب السنۃ میں اس سے کچھ ذکر کیا ہو واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ (ت)

---

[1] سنن ابن داؤد کتاب الطہارۃ باب الوضوء من النوم آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۷

فیه مع انها لم تقبل من الذین[ف] ھم[عہ] | بارے میں ان کے اقوال بھی مضطرب ہیں اور ایسی شہادت

ف: لم تقبل شہادۃ نفی سماع ابن اسحٰق من فاطمۃ بنت المنذر من ائمۃ اجلۃ۔

عہ ھم ھشام بن عروۃ وامام دار الھجرۃ مالک بن انس والامام وھب بن جریر والامام یحیٰی بن سعید قطان اخرج ابن عدی عن ابی بشر الدولابی ومحمد بن جعفر بن یزید عن ابی قلابۃ الرقاشی ثنی ابو داؤد سلیمٰن بن داؤد قال قال یحیی القطان اشھد ان محمد بن اسحٰق کذاب قلت وما یدریک قال قال لی وھب فقلت لوھب ما یدریک قال لی مالک بن انس فقلت لمالک وما یدریک قال قال لی ھشام بن عروۃ قلت لھشام بن عروۃ وما یدریک قال حدث عن امرأتی فاطمۃ بنت المنذر وادخلت علی وھو بنت تسع وما راھا رجل حتی لقیت اللہ تعالٰی[۱] حاول التفصی عند الذھبی فی المیزان فقال وما یدری ھشام بن عروۃ فلعلہ

عہ وہ حضرات یہ ہیں: (۱) ہشام بن عروہ (۲) امام دار الہجرہ مالک بن انس (۳) وہب بن جریر (۴) امام یحیٰی بن سعید قطان — ابن عدی نے ابو بشر دولابی اور محمد بن جعفر بن یزید سے روایت کی ہے وہ ابو قلابہ رقاشی سے راوی ہیں انھوں نے کہا مجھ سے ابو داؤد سلیمان بن داؤد نے بیان کیا کہ یحیٰی قطان نے کہا: "میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد بن اسحٰق کذاب ہے"۔ میں نے کہا آپ کو کیسے معلوم؟ کہا مجھ کو وہب نے بتایا۔ اب میں نے وہب سے کہا آپ کو کیسے معلوم؟ انھوں نے کہا مجھے مالک بن انس نے بتایا۔ میں نے مالک سے پوچھا آپ کو کیسے معلوم؟ انھوں نے کہا مجھے ہشام بن عروہ نے بتایا۔ میں نے ہشام بن عروہ سے دریافت کیا آپ کو کیسے معلوم؟ انھوں نے کہا: اس نے میری بیوی فاطمہ بنت منذر سے حدیث روایت کی، جب کہ وہ میرے یہاں نو سال کی عمر میں لائی گئی اور کسی مرد نے اسے دیکھا نہیں یہاں تک کہ وہ خدا کو پیاری ہوئی — اس جرح سے چھٹکارے کی کوشش کرتے ہوئے میزان الاعتدال میں ذہبی نے کہا: ہشام بن عروہ کو کیا پتہ، ہو سکتا ہے ابن اسحٰق

(باقی بر صفحہ آئندہ)

[۱] میزان الاعتدال ترجمہ محمد بن اسحٰق ۷۱۹۷ دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۴۷۱

اکبر واکثر مع کونها منهم اٰکد[1] و اظهر وذٰلك فی روایة ابن اسحٰق عن امرأة هشام بن عروة فلیس غایته الا الارسال فکان ماذا فان المرسل مقبول عندنا وعند الجمهور مع انا فی غنی عن النظر فیه فقد احتج به اصحابنا

ان لوگوں سے قبول نہ کی گئی جو ان سے بزرگ اور تعداد میں ان سے زیادہ ہیں جب کہ ان کی شہادت بھی ان سے زیادہ مؤکد اور زیادہ ظاہر ہے — دوسری بات یہ کہ اگر تسلیم بھی کرلی جائے تو اس کا مدعا زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ حدیث مرسل ہے — تو اس سے کیا ہوا ؛ حدیث مرسل ہمارے نزدیک اور جمہور کے نزدیک مقبول ہے — باوجودے کہ ہمیں اس حدیث

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

سمع منها فی المسجد او سمع منها وهو صبی او دخل علیها فحدثته من وراء حجاب فای شیئ فی هذا الخ. وقد ضعفنا اعتذارہ فی کتابنا "منیر العین فی حکم تقبیل الابهامین" مع ان المحقق عندنا ایضا هو توثیق ابن اسحٰق وبذل الامام البخاری جهدہ فی الذب عنه اذ اتی بحدیث القراءة خلف الامام وان لم یرض بالاخراج له فی صحیحه المسند ۱۲ منه۔

علہ اٰکد للفظ اشهد و اظهر لان الانسان یحال امرأته المخدرة اعلم ۱۲ منه۔

نے ان کی بیوی سے مسجد میں سُنا ہو یا ان سے اپنے بچپن میں سُنا ہو ، یا اُن کے پاس گئے ہوں تو انھوں نے پردہ کی اوٹ سے حدیث سنائی ہو۔ تو اس میں کیا بات ہے الخ۔ ہم نے اپنی کتاب "منیر العین فی حکم تقبیل الابهامین" میں ذہبی کا یہ اعتذار ضعیف قرار دیا ہے باوجودے کہ ہمارے نزدیک بھی تحقیق یہی ہے کہ ابن اسحاق ثقہ ہیں۔ اور امام بخاری نے ان کے دفاع میں پوری کوشش صرف کی ہے جہاں جزء القراءۃ میں قرأت خلف الامام کی حدیث ان سے روایت کی ہے اگرچہ اپنی صحیح مسند میں ان کی روایت لانا پسند نہ کیا ہو ۱۲ منہ (ت)

علہ زیادہ مؤکد اس لئے کہ اس میں لفظ اشهد (میں شہادت دیتا ہوں) ہے۔ اور زیادہ ظاہر اس لئے کہ آدمی اپنی پردہ نشین بیوی کے حال سے زیادہ باخبر ہوگا ۱۲ منہ (ت)

---

[1] میزان الاعتدال ترجمہ محمد بن اسحٰق ۷۱۹۷ دار المعرفۃ بیروت ۴۷۰/۳

سجود من غیر نکیر۔

وانت علی علم ان الحکم لا یختص بالمضطجع فقد اجمعنا علی النقض فی الاستلقاء والانبطاح لانا رأینا الحدیث ارشد الی المعنی فی ذلک وھو استرخاء المفاصل ولا یراد به مطلقه لحصوله فی کل نوم فیناقض أخره اوله بل کماله کما تقدم عن الکافی فتحصل لنا من الحدیث ان المدار علی نھایة الاسترخاء فحیث وجد وجد النقض وحیث عدم عدم کما اشار الیه المحققون فاستقرت الضابطة وانحلت العقدة عن کلتا الدعویین فی القول الاول فان خصوصیة الصلوٰۃ لا دخل لھا فی منع الاسترخاء ولا لخارجھا فی احداثه بل الحدیث مطلق عن التقیید بالصلوٰۃ کما اعترف به فی البدائع قائلا فی النوم خارج الصلوٰۃ علی ھیأۃ السجود ان العامة علی انه لا یکون حدثا لما روی من الحدیث من غیر فصل بین الصلوٰۃ وغیرہ کما



میں نظر کی ضرورت نہیں اس لئے کہ ہمارے ائمہ نے اس سے استدلال کیا ہے اور بلا نکیر اسے قبول کیا ہے۔

اور آپ کو معلوم ہے کہ کروٹ لیٹنے والے ہی سے حکم خاص نہیں چت لیٹنے اور منہ کے بل لیٹنے کی صورت میں بھی وضو ٹوٹنے پر ہمارا اجماع ہے اس لئے کہ ہم نے دیکھا کہ حدیث نے اس بارے میں بنیادی علت کی رہ نمائی فرما دی ہے وہ ہے استرخائے مفاصل (جوڑوں کا ڈھیلے پڑ جانا)۔ اور اس سے مطلق استرخاء مراد نہیں یہ تو ہر نیند میں ہوتا ہے تو آخر حدیث، ابتدائے حدیث کے برخلاف ہو جائیگا بلکہ کامل استرخاء مراد ہے جیسا کہ کافی کے حوالے سے بیان ہوا تو حدیث سے ہمیں یہ نتیجہ ملا کہ مدار کامل استرخاء پر ہے جہاں یہ موجود ہو گا وہاں وضو بھی ٹوٹ جائے گا اور جہاں یہ نہ ہو گا وہاں وضو بھی نہ ٹوٹے گا ۔ جیسا کہ محققین نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے تو ضابطہ مستقر ہو گیا اور قول اول کے دونوں دعووں سے متعلق عقدہ کھل گیا ۔ اس لئے کہ خصوصیت نماز کو نہ استرخا کے روکنے میں کوئی دخل ہے نہ خارج نماز کو استرخا پیدا کرنے میں کوئی دخل ہے ۔ بلکہ حدیث نماز کی تقیید سے مطلق ہے جیسا کہ بدائع میں اس کا اعتراف کیا ہے اور بیرون نماز ہیأت سجدہ پر سونے کے بارے میں کہا ہے کہ عامۂ علماء اسی پر ہیں کہ وہ حدث نہیں اس لئے کہ حدیث نماز اور غیر نماز کی تفریق کے بغیر وارد ہے جیسا کہ حلیہ میں ہے۔

فی الحلیۃ فمن سجد خارجہا سجدۃ مشروعۃ واٰخر غیر مشروعۃ واٰخر لم ینو السجود اصلا فلا یفترقون الا فی النیۃ ولا اثر لہا فی ارخاء اومنعہ بداھۃ وانما ذٰلک الٰی ھیأۃ النوم کیفما وجدت فیجب ادارۃ الحکم علیہا ولا شک ان النوم علی ھیأۃ سجود السنۃ یمنع الاسترخاء التام اذ لو کان لسقط کما افادہ فی الھدایۃ فوجب ان لا ینقض حتی فی خارج الصلوٰۃ وان النوم علی غیرھا مفترش الذراعین ملصق البطن بالفخذین لیس الا السقوط ھو ھو فوجب ان ینقض حتی فی الصلوٰۃ۔

**اقول** وبہ ظھر الجواب عن استحسان البدائع والبحر والغنیۃ فان ذٰلک انما کان لیسوغ لو ان النص لم یکن فیہ الا نفی النقض عن الساجد فعلی التنزل وتسلیم ان لیس الظاھر فی کلام الشارع علیہ الصلوٰۃ والسلام ارادۃ الھیأۃ المسنونۃ المعھودۃ کان یمکن ان یدعی ان الشارع ناط ذٰلک بکل ما ینطلق

تو بیرونِ نماز مشروع سجدہ کرنے والا، دوسرا غیر مشروع سجدہ کرنے والا، تیسرا بغیر کسی نیت کے سجدہ کی حالت میں ہونے والا، تینوں کے درمیان سوا نیت کے کسی بات کا فرق نہیں اور بدیہی بات ہے کہ اعضاء کو ڈھیلا کرنے یا استرخا کو روکنے میں نیت کا کوئی اثر نہیں ۔۔۔ اس کا مدار تو سونے کی ہیأت پر ہے کہ وہ کس حال میں پائی جا رہی ہے تو حکم تو اسی پر دائر رکھنا لازم ہے ۔۔۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ سجدۂ سنّت کی ہیأت پر سونا کامل استرخا سے مانع ہے اس لئے کہ اگر کامل استرخا ہو تو گر جائے جیسا کہ ہدایہ میں فرمایا۔ تو ضروری ہے کہ یہ سونا ناقضِ وضو نہ ہو یہاں تک کہ بیرونِ نماز بھی ۔۔۔ اور خلافِ سنّت طریقے پر کلائیاں بچھائے ہوئے پیٹ رانوں سے ملائے ہوئے سونا کیا ہے؟ بس گر پڑنا، اس کے سوا کچھ اور نہیں تو واجب ہے کہ وہ ناقضِ وضو ہو یہاں تک کہ اندرونِ نماز بھی۔

**اقول** اسی سے بدائع، بحر اور غنیہ کے استحسان کا جواب بھی ظاہر ہو گیا اس کی گنجائش محض اس صورت میں نکل سکتی تھی کہ نص میں سجدہ کرنے والے سے متعلق وضو ٹوٹنے کی نفی کے سوا کچھ اور نہ ہوتا۔ اس صورت میں بطور تنزل یہ مان کر کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں معہود ہیأت مسنونہ کا مراد ہونا ظاہر نہیں یہ دعوٰی کیا جا سکتا تھا کہ شارع نے عدمِ نقض کا حکم ہر اس حالت سے وابستہ

عليه اسم السجود كيفما كان، وليس
كذلك بل النص نفسه ارشدنا الى
العلة بقوله استرخت مفاصلة فعلمنا
ان الحكم معلول معقول وقد
وجدت العلة فى سجود غير السنة
فلامعنى لعدم النقض على خلاف
القياس والنقض جميعا نعم يترك اى
لايجرى ههنا القياس بالمعنى المصطلح
عليه لان (ف۱) العلة منصوصة فاجراؤها
لايكون قياسا ولا يخص المجتهد
كما بينه خاتمة المحققين
سيدنا الوالد قدس سره
الماجد فى كتابه الجليل
المفاد "اصول الرشاد لقمع مبانى
الفساد"۔

فاستقر بحمد الله تعالٰى عرش
التحقيق على القول الاول وانه هو
الصحيح وعليه المعول والحمد لله فى الاخر والاول۔

**الثالثة** (ف۲) تعمد النوم فى الصلوٰة
لايفسدها مطلقا بل اذا كان حدثا
كما نبهنا عليه وقدمنا

کر رکھا ہے جس پر نام سجدہ کا اطلاق ہو جائے چاہے
جو بھی کیفیت ہو ــــ اور یہ صورت ہے نہیں ــــ
بلکہ خود نص نے "استرخت مفاصلہ" کے لفظ سے
علّت کی جانب رہ نمائی وہدایت کر دی ہے،
جس سے ہمیں معلوم ہوگیا کہ یہ حکم ایک علت پر مبنی
ہے اور وہ علت ہماری عقل میں آنے والی بھی
ہے ــــ اور خلافِ سنت سجدے میں علت
(اعضا کا کامل استرخا) موجود ہے تو کوئی وجہ
نہیں کہ قیاس اور نص دونوں ہی کے برخلاف وضو
ٹوٹنے سے بچ جائے ــــ ہاں قیاس بمعنی اصطلاحی
یہاں متروک ہے یعنی جاری نہیں ہوتا ــــ اس لئے
کہ علت منصوص ہے۔ تو اسے جاری کرنا قیاس

نہیں اور نہ ہی یہ کام مجتہد سے خاص ہے۔ جیسا کہ
اسے خاتم المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد نے
اپنی عظیم افادہ بخش کتاب اصول الرشاد
لقمع مبانی الفساد میں بیان کیا ہے۔

تو بحمدہٖ تعالٰی عرشِ تحقیق قولِ اول ہی پر مستقر
ہوا اور اس پر کہ وہی صحیح اور وہی معتمد ہے۔ اور
اول وآخر تمام تر حمد اللہ ہی کے لئے ہے۔

**افادہ ثالثہ**: نماز میں قصداً سونا مطلقاً
مفسدِ نماز نہیں بلکہ صرف اس صورت میں جب
وہ ناقضِ وضو ہو جیسا کہ ہم نے اس پر تنبیہ کی اور

---

ف۱: اجراء العلة المنصوصة لايختص بالمجتهد۔

ف۲: تحقيق مسئلة تعمد النوم فى الصلوٰة۔

عن الخانية انه ان تعمد النوم فی رکوعه لاتفسد[1]، وفی الخلاصة لونام فی رکوعه اوسجوده جازت صلٰوته، لکن لایعتد بهما واعادهما اذا لم یتعمد ذٰلک فان تعمد تفسد صلٰوته فی السجود دون الرکوع اھ[2]، واسلفنا عن الفتح ان مبناه علی زوال المسکة فی السجود فلوسجد متجافیا ونام عامدا لم تفسد صلٰوته واثره فی الحلیة فاقره ونقله فی البحر وزاد علیه انها لاتفسد ولو غیر متجاف وذٰلک لما اختار ان النوم فی السجود المشروع لاینقض الوضوء مطلقا ولو علٰی غیر هیأة السنة فسجود غیر المتجافی ایضا لما لم یکن النوم فیه حدثا عنده لم یجعل تعمده فیه مفسدا۔

خانیہ کے حوالے سے ہم نے نقل کیا کہ اگر رکوع میں قصدًا سوئے تو نماز فاسد نہ ہوگی ـــ اور خلاصہ میں ہے: اگر رکوع یا سجدے میں سوجائے تو اس کی نماز ہوجائے گی لیکن اس رکوع وسجود کا شمار نہ ہوگا اوران کا اعادہ کرنا ہوگا ـــ یہ اس وقت ہے جب قصدًا نہ سویا ہو اگر قصدًا سویا تو سجدے میں ایسا سونا مفسدِ نماز ہے رکوع میں نہیں اھ ـــ اور سابقًا ہم نے فتح القدیر کے حوالے سے نقل کیا کہ اس کی بنیاد سجدے میں بندش کُھل جانے پر ہے تو اگر کروٹیں جدا رکھ کر سجدہ کیا اور قصدًا سوگیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اسے حلیہ میں نقل کرکے برقرار رکھا ہے ـــ اور بحر میں اسے نقل کرکے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ "اگر کروٹیں جُدا نہ ہوں تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی" ـــ اس کی وجہ یہ ہے کہ صاحبِ بحر نے یہ اختیار کیا ہے کہ سجدۂ مشروع میں سونا مطلقًا ناقضِ وضو نہیں اگرچہ طریقہ سنت کے برخلاف ہو ـــ تو سجدہ میں کروٹیں جُدا نہ رکھنے والے کا سونا بھی چُوں کہ اُن کے نزدیک ناقضِ وضو نہیں اس لئے انہوں نے اس کے بالقصد سونے کو مفسدِ نماز قرار نہ دیا۔

ولنقص عبارة البحر لیکون تذکیرا لما عبر وتمهیدا لما غبر

ہم عبارتِ بحر کا پورا قصہ بتاتے ہیں تاکہ سابق کی یاددہانی بھی ہوجائے اور باقی مباحث

---

[1] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الطہارۃ فصل فی النوم نولکشور لکھنؤ ۱/۲۰

[2] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الصلوٰۃ الفصل الثالث عشر مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۱۳۲

قال رحمہ اللہ تعالٰی و اطلق
فی الھدایۃ الصلوٰۃ (**قلت**
یرید النوم فیھا فتجوز بحذف
المضاف و بہ یسقط اعتراض
المنحۃ علی البحر فیما تابع
ھو فیہ الفتح قال البحر)
فشمل ما کان عن تعمد وما عن
غلبۃ وعن ابی یوسف اذا تعمد
النوم فی الصلوٰۃ نقض والمختار
الاول وفی فصل ما یفسد
الصلوٰۃ من فتاوٰی قاضی خان
لو نام فی رکوعہ او سجودہ
ان لم یتعمد لاتفسد و
ان تعمد فسدت فی
السجود دون الرکوع اھ کانہ مبنی
علی قیام المسکۃ فی
الرکوع دون السجود و
مقتضی النظران یفصل
فی السجود ان کان
متجافیا لا تفسد والاتفسد
کذا فی الفتح القدیر
و قد یقال مقتضی الاصح
المتقدم (ان النوم فی السجود
المشروع لاینقض مطلقا ولو غیر متجاف)
ان لاینتقض بالنوم فی السجود

کی تمہید بھی — صاحبِ بحر فرماتے ہیں: (ہلالین
میں صاحبِ فتاوٰی رضویہ کا اضافہ ہے ۱۲م)
"ہدایہ میں نماز کو مطلق رکھا ہے"۔ (**قلت**
اُن کی مراد یہ ہے کہ نماز میں نیند کو مطلق رکھا ہے
تو مضاف حذف کر کے مجاز حذف کا طریقہ اپنایا
ہے — اس توضیح سے منحۃ الخالق کا وہ اعتراض
ساقط ہوجاتا ہے جو البحرالرائق پر فتح القدیر کی
متابعت کے معاملہ میں کیا ہے — بحر میں
آگے فرمایا) تو یہ اس نیند کو بھی شامل ہے جو
قصدًا ہو اور اسے بھی جو نیند کے غلبہ کی وجہ سے ہو۔
اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ نماز میں
قصدًا سونا ناقضِ وضو ہے — اور مختار اوّل
ہے — اور فتاوٰی قاضی خاں میں مفسداتِ نماز
کی فصل میں ہے: اگر رکوع یا سجدے میں سوگیا
تو بلا قصد سونے کی صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی
اور اگر قصدًا سویا تو سجدہ میں سونا مفسدِ نماز ہے
رکوع میں نہیں اھ — شاید یہ تفریق اس بنیاد
پر ہے کہ رکوع میں بندش باقی ہوگی اور سجدے
میں نہ ہوگی — اور نظر کا تقاضا یہ ہے کہ سجدے
میں تفصیل کی جائے کہ اگر کروٹیں جُدا ہوں تو نماز
فاسد نہ ہوگی ورنہ فاسد ہوجائے گی۔ ایسا
ہی فتح القدیر میں ہے — اور کہا جاتا ہے
کہ جو قول اصح پہلے گزرا (کہ مشروع سجدہ میں
سونا مطلقًا ناقض نہیں اگرچہ کروٹیں جُدا ہوں)
اُس کا تقاضا یہ ہے کہ سجدہ میں سونے سے وضو

---

ف: معروضۃ علی العلامۃ ش۔

مطلقا وینبغی حمل ما فی الخانیۃ علی روایۃ ابی یوسف[1] اھ ما فی البحر مزیدا ما بین الاھلۃ۔

قال فی منحۃ الخالق الذی تقدم من روایۃ ابی یوسف انہ اذا تعمد النوم فی الصلوٰۃ نقض و کذا فی الفتح وھی کما تری غیر مقیدۃ بالسجود تأمل ثم رأیت فی غایۃ البیان ما نصہ وروی عن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالٰی فی الاملاء انہ اذا تعمد النوم فی السجود ینقض وان غلبت عیناہ فلا ینقض اھ وبہ یترجح الحمل المذکور ویکون المراد حینئذ مما تقدم من قولہ فی الصلوٰۃ ای فی سجودھا فقط فافھم[2] اھ۔

مطلقاً نہ جائے ــــ اور کلامِ خانیہ کو امام ابو یوسف کی روایت پر محمول کرنا چاہیے اھ بحر کی عبارت ہلالین کے درمیان اضافوں کے ساتھ ختم ہوئی۔

البحر الرائق کے حاشیہ منحۃ الخالق میں علامہ شامی فرماتے ہیں: امام ابو یوسف کی روایت جو پہلے مذکور ہوئی یہ ہے کہ نماز میں قصداً سونا ناقضِ وضو ہے ــــ اسی طرح فتح میں منقول ہے ــــ یہ روایت جیسا کہ سامنے ہے، حالتِ سجدہ سے مقید نہیں۔ غور کرو ــــ پھر میں نے غایۃ البیان میں یہ عبارت دیکھی: امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی سے "املاء" میں مروی ہے کہ سجدہ میں قصداً سونا ناقضِ وضو ہے اور اگر نیند کے غلبہ کی وجہ سے (بلا قصد) سو گیا تو وضو نہ ٹوٹے گا اھ ــــ اس روایت کی بنیاد پر کلامِ خانیہ کو اس پر محمول کرنے کی بات کو ترجیح حاصل ہو جاتی ہے اور اس صورت میں امام ابو یوسف سے سابقاً جو روایت بلفظ فی الصلوٰۃ (نماز میں قصداً سونا ناقض ہے) منقول ہوئی اس میں "نماز میں" سے مراد "صرف سجدۂ نماز میں" ہوگا ــــ تو اسے سمجھئے اھ۔

**اقول اولاً** الحکم[ف] فی المقید

**اقول اولاً** مقید کے بارے میں حکم،

---

ف: معروضۃ اخری علیہ۔

---

[1] البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۸

[2] منحۃ الخالق علی البحر الرائق " " " ۱/ ۳۸ و ۳۹

لاینافی الحکم فی المطلق کما افادہ فی
الفتح لاجرم ان ذکر فی التحفۃ
والبدائع ان النوم فی غیر حالۃ
الاضطجاع والتورك فی الصلوۃ لایکون
حدثا سواء غلبہ النوم او
تعمدا فی ظاھر الروایۃ
وروی عن ابی یوسف
رحمہ اللہ تعالٰی انہ قال
سالت ابا حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی
عنہ عن النوم فی الصلوۃ
فقال لاینقض الوضوء ولا ادری
سالتہ عن العمد او عن
الغلبۃ وعندی انہ ان
نام متعمدا انتقض وضوؤہ[1]،
قال فی البدائع وجہ روایۃ
ابی یوسف ان القیاس
فی النوم حالۃ القیام و
الرکوع والسجود ان یکون
حدثا لکونہ سببا لوجود
الحدث الا انا ترکنا
القیاس لضرورۃ التہجد
نظرا للمجتہدین وذلك
عند الغلبۃ دون

مطلق کے بارے میں حکم کے منافی نہیں جیسا کہ فتح القدیر
میں افادہ فرمایا (تو ہوسکتا ہے کہ امام ابو یوسف
سے دونوں روایت ہو، خاص سجدہ میں قصداً سونا
ناقض ہے اور یہ بھی کہ اندرونِ نماز کسی بھی رکن میں
سونا ناقض ہے ۱۲م) یہی وجہ ہے کہ تحفہ اور
بدائع میں ذکر کیا ہے کہ: "اندرونِ نماز کروٹ لیٹنے
اور سرین پر ٹیک دے کر لیٹنے کے علاوہ حالت
میں سونا حدث نہیں خواہ نیند کے غلبہ سے سوگیا ہو
یا قصداً سویا ہو ــ ظاہر الروایہ میں یہی ہے ــ
اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی سے روایت ہے
انھوں نے فرمایا میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی
عنہ سے اندرونِ نماز نیند کے بارے میں سوال کیا
تو فرمایا ناقضِ وضو نہیں۔ میں نہیں جانتا کہ ان سے
میں نے قصداً سونے کے بارے میں پوچھا تھا
یا نیند کے غلبہ سے سونے کے بارے میں پوچھا تھا۔
اور میرے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر قصداً سویا تو
اس کا وضو ٹوٹ جائے گا ــ بدائع میں کہا
کہ روایتِ امام ابو یوسف کی وجہ یہ ہے کہ قیام،
رکوع اور سجود کی حالت میں سونا قیاس کی رُو سے
حدث ہے اس لئے کہ یہ وجودِ حدث کا سبب ہے
لیکن ہم نے تہجد گزاروں کا لحاظ کرتے ہوئے
ضرورتِ تہجد کے باعث قیاس ترک کردیا اور
یہ ضرورت غلبۂ نوم ہی کی صورت میں ہے قصداً



---

[1] بدائع الصنائع کتاب الطہارۃ فصل واما بیان ماینقض الوضوء دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۲۵۲

التعمد[1] اھ۔ قال فی الحلیة بعد نقله هذا یفید اطلاقه انه ینتقض عند ابی یوسف بالنوم راکعا اذا تعمده[2] اھ ای وکذا قائما۔

**اقول** [ف1] انما الاطلاق فی تحفة الفقهاء اما فی البدائع فتنصیص صریح لقوله ان القیاس فی النوم حالة القیام والرکوع الخ فافاد ان ابا یوسف عمل فی جمیعها بالقیاس عند العمد والعالم ربما یسأل عن صورة خاصة فیجیب فتأتی الروایة عنه مقیدة بصورة السؤال مع ان الحکم مطلق عنده عرف هذا من مارس الفقه وعن [ف2] هذا قلنا ان المطلق یحمل علی اطلاقه وان اتحد الحکم والحادثة مالم تدع الی التقیید ضرورة۔

سونے میں نہیں اھ ـــ حلیہ میں اسے نقل کرنے کے بعد کہا: اس کے اطلاق سے یہی مستفاد ہے کہ امام ابو یوسف کے نزدیک قصداً رکوع کی حالت میں سونے سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا اھ مقصد یہ ہے کہ یوں ہی قیام میں بھی۔

**اقول** اطلاق صرف تحفۃ الفقہاء میں ہے ـــ بدائع میں تو صاف تصریح ہے کہ قیام، رکوع اور سجود کی حالت میں سونا قیاس کی رُو سے حدث ہے جس سے یہ افادہ فرمایا کہ امام ابو یوسف قصد کی صورت میں تمام ہی حالتوں میں قیاس پر عامل ہیں۔ اور بارہا ایسا ہوتا ہے کہ عالم سے کوئی خاص صورت پوچھی جاتی ہے وہ اس کے بارے میں جواب دے دیتا ہے تو اس کے حوالے سے روایت صورت سوال کے ساتھ مقید ہوکر نقل ہوتی ہے حالاں کہ اس کے نزدیک حکم مطلق ہوتا ہے۔ فقہ کی ممارست اور مشغولیت والا اس سے اچھی طرح آشنا ہے ـــ اسی لئے ہم اس کے قائل ہیں کہ مطلق اپنے اطلاق پر محمول ہوگا اگرچہ حکم اور معاملہ ایک ہی ہو، جب تک تقیید کی جانب کوئی ضرورت داعی نہ ہو۔



---

ف1: تطفل علی الحلیة۔

ف2: المطلق یحمل علی اطلاقه وان اتحد الحکم والحادثة الا بضرورة۔

---

[1] بدائع الصنائع کتاب الطہارۃ فصل واما بیان ما ینقض الوضوء الخ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۲۵۲

[2] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

ثم القیاس الذی ذکر فی البدائع لروایة ابی یوسف وقد ذکرہ فی الھدایة والتبیین ایضا فی مسألة الاغماء فالجواب عنہ انا نمنع کون القیاس فیما ذلک بل القیاس ایضا عدم النقض لعدم کمال الاسترخاء کما افادہ فی الفتح۔

اب رہا وہ قیاس جو بدائع میں امام ابویوسف کی روایت سے متعلق پیش کیا ہے اور اسے ہدایہ وتبیین میں بھی بیہوشی کے مسئلہ میں ذکر کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نہیں مانتے کہ اس بارے میں قیاس نقضِ وضو ہے بلکہ قیاس بھی یہی ہے کہ وضو نہ ٹوٹے اس لئے کہ پورے اعضا ڈھیلے نہ ہوں گے ــــ جیسا کہ فتح القدیر میں اس کا افادہ کیا ہے۔

**وثانیا**ف اطلاق روایة ابی یوسف لاینافی حمل کلام قاضی خان فی السجود علیھا لان ائمة الترجیح کما یختارون احد القولین کذلک ربما یفصلون فیختارون قولا فی صورة واخر فی اخری فیکون المعنی ان ما فی الخانیة مشی فی صورة السجود علی روایة ابی یوسف وای عتب فیہ۔

**ثانیاً** اگرچہ امام ابویوسف کی روایت مطلق ہے۔ اس میں خاص حالتِ سجدہ کی قید نہیں۔ اور قاضی کا کلام خاص حالتِ سجدہ سے متعلق ہے لیکن اِس کلام کو اُس روایت پر محمول کیا گیا تو یہ اس کے اطلاق کے منافی نہیں۔ اس لئے کہ ائمہ ترجیح جیسے دو قولوں میں سے ایک کو اختیار کرتے ہیں ویسے ہی بعض اوقات صورتوں کی تفصیل کرکے ایک صورت میں ایک قول کو اور دوسری صورت میں دوسرے قول کو اختیار کرتے ہیں ــــ تو (البحر الرائق میں کلام خانیہ کو روایتِ مذکورہ پر محمول کرنے کا) معنی یہ ہوا کہ خانیہ میں جو حکم مذکور ہے وہ صورتِ سجدہ میں امام ابویوسف کی روایت پر جاری ہے۔ اس پر کسی عتاب کا کیا موقع ہے!

ثم اعترض ھذا الحمل العلامة

پھر اس حمل پر علامہ شیخ اسمٰعیل نے



---

ف: معروضة ثالثة علی العلامة ش۔

الشیخ اسمٰعیل فی شرح الدرر بانہ لایلزم من فساد الصلٰوۃ انتقاض الوضوء لما فی السراج لوقرأ ورکع وسجد وھو نائم تفسد صلٰوتہ لانہ زاد رکعۃ کاملۃ لایعتد بہا ولا ینتقض وضوءہ اھ ولم یحکم فی الخانیۃ علی الوضوء بالنقض والظاھر ان فی البحر غفولا عن ذلک فتدبرہ[1] اھ۔

نے شرح درر میں اعتراض کیا ہے کہ نماز فاسد ہونے سے وضو ٹوٹنا لازم نہیں آتا کیوں کہ سراج وہاج میں ہے کہ اگر سونے کی حالت میں قرارت کی اور رکوع وسجدہ کیا تو نماز فاسد ہوجائے گی اس لئے کہ کامل ایک رکعت ایسی زیادہ کردی جو قابل شمار نہیں ۔ اور وضو نہیں ٹوٹے گا اھ (علامہ شامی نے منحہ میں اسے نقل کرکے لکھا ۱۲م) اور خانیہ میں وضو سے متعلق ناقص ہونے کا حکم نہیں کیا ہے ۔ ظاہر یہ ہے کہ البحر الرائق میں اس نکتے سے غفلت ہوگئی ہے تو اس میں تدبر کرو اھ۔

(حاصل اعتراض یہ کہ روایت امام ابو یوسف میں قصدًا سونے سے "وضو ٹوٹنے" کا ذکر ہے اور کلامِ خانیہ میں سجدہ کے اندر قصدًا سونے سے "فسادِ نماز" مذکور ہے، ہوسکتا ہے کہ نماز فاسد ہو اور وضو نہ ٹوٹے تو کلامِ خانیہ کا روایتِ مذکورہ پر حمل کیسے درست ہوگا ۱۲م)

اقول اولاً[ف] رحم اللہ العلامۃ الفاضل والسید الناقل الشیئ یبتنی علی ملزومہ لالازمہ لجواز عموم اللازم فلا یقضی بوجود الملزوم ولا شك ان نقض الوضوء یستلزم فساد الصلٰوۃ عند التعمد لکونہ حینئذ تعمد حدث وھو مفسد قطعا۔

اقول اولاً علامہ فاضل اور سید ناقل پر خدا کی رحمت ہو — شَی اپنے ملزوم پر مبنی ہوتی ہے لازم پر نہیں، اس لئے کہ ممکن ہے لازم اعم ہو تو اس کے وجود سے ملزوم کا حکم نہیں ہوسکتا اور اس میں شک نہیں کہ قصدًا وضو توڑنے کو فسادِ نماز لازم ہے اس لئے کہ یہ عمدًا حدث کو عمل میں لانا ہے جو قطعًا مفسدِ نماز ہے (نقض وضو بالعمد ملزوم

ف: تطفل علی الشیخ اسمٰعیل شارح الدرر والعلامۃ ش۔

[1] منحۃ الخالق علی البحر الرائق بحوالہ شرح الشیخ اسمٰعیل کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۹

ہے فسادِ نماز لازم، لہٰذا جب بھی اول ہوگا ثانی ضرور ہوگا اور ثانی کا اول پر حمل اس لحاظ سے بجا ہے اور برعکس صورت نہ یہاں ہے نہ ہو سکتی ہے ۱۲ م)

**ثانیًا** [ف۱] الکلام فی فساد الصلٰوۃ لاجل تعمد النوم وما ذکر من الصورۃ فالفساد فیھا لیس لہ بل لزیادۃ رکعۃ تامۃ وحمل کلام الخانیۃ علی روایۃ الامام الثانی لایستلزم ان لاتفسد صلٰوۃ لشیئ قط ما لم ینتقض الوضوء فالبحر عقول لاغفول ھذا۔

**ثانیًا** کلام اس میں ہے کہ قصدًا سونے سے نماز فاسد ہوجائے گی اور جو صورت ذکر کی ہے اس میں فسادِ نماز کا سبب یہ نہیں بلکہ کامل ایک رکعت کی زیادتی ہے — اور کلام خانیہ کو امام ثانی کی روایت پر محمول کرنا اسے مستلزم نہیں کہ کوئی نماز کسی شیئ سے اس وقت تک فاسد ہی نہ ہو جب تک وضو نہ ٹوٹ جائے۔ محقق بحر اسے خوب سمجھتے ہیں اس نکتے سے غافل نہیں — یہ ذہن نشین رہے۔



واجاب فی المنحۃ عن ھذا الاعتراض بان ما فی الخانیۃ من الفساد مبنی علی نقض الوضوء لتفریقہ بین الرکوع والسجود تأمل اھ[۱]۔

اور منحۃ الخالق میں اس اعتراض کا یہ جواب دیا ہے کہ خانیہ میں جو فساد مذکور ہے وہ نقضِ وضو پر مبنی ہے اس لئے کہ انھوں نے رکوع وسجود کے درمیان فرق رکھا ہے — اس میں غور کرو اھ۔

**اقول** [ف۲] رحم اللہ الفاضلین السؤال والجواب کلاھما من وراء حجاب فان الخانیۃ قد نصت علی انتقاض الوضوء بہ فی نواقضہ حیث قال کما تقدم ان تعمد

**اقول** دونوں فاضلوں پر خدا رحم فرمائے سوال اور جواب دونوں پردوں کے پیچھے سے ہورہے ہیں — اس لئے کہ قاضی خان نواقضِ وضو کے بیان میں اس سے وضو ٹوٹنے کی تصریح فرماچکے ہیں۔ ان کی عبارت جیسا کہ

ف۱: تطفل اخر علیھما۔

ف۲: تطفل ثالث علیھما۔

۱؎ منحۃ الخالق علی البحر الرائق بحوالہ شرح الشیخ اسمٰعیل کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۹

36 النوم فی سجودہ تنتقض طهارته وتفسد صلوته ولو تعمد النوم فی قیامه او رکوعه لا تنتقض طهارته فی قولهم[1] اھ۔

گزری اس طرح ہے: " اگر سجدے میں قصدًا سویا تو اس کی طہارت ٹوٹ جائے گی اور نماز بھی فاسد ہوجائے گی اور اگر قیام یا رکوع میں قصدًا سویا تو حضرات ائمہ کے قول پر اس کی طہارت نہ جائے گی"۔ اھ۔

والوجه ان الفساد فی التعمد وانتقاض الوضوء متلازمان فایهما اثبت اثبت الاٰخر وایهما نفی نفی الاٰخر ولذا اقتصر فی الخانیة ھٰھنا اعنی فی مفسدات الصلٰوۃ علی فساد الصلاۃ وعدمه ولم یتعرض للوضوء وثمه ای فی نواقض الوضوء ذکرهما معا فی السجود واقتصر علی ذکر عدم النقض فی الرکوع ولم یتعرض لعدم الفساد فاتی فی کل باب بمایحتاج الیه وکیفما کان فقد صرح باجلی تصریح ان تعمد النوم لیس ممایفسد الصلٰوۃ مطلقا وکذلك الخلاصة وعلیه مشی الفتح والحلیة وعنه تکلم البحر **اقول** وھو قضیة اطلاق المتون قاطبة فانهم یذکرون

وجہ یہ ہے کہ تعمد کی صورت میں فسادِ نماز اور وضو ٹوٹنا دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں تو ایک کے اثبات سے دوسرے کا اثبات اور ایک کی نفی سے دوسرے کی نفی ہوجائیگی اسی لئے خانیہ نے یہاں یعنی مفسداتِ نماز کے بیان میں صرف نماز کے فساد و عدمِ فساد کے ذکر پر اکتفا کی اور بیانِ وضو سے تعرض نہ کیا ـــ اور وہاں یعنی نواقض وضو میں سجود کے تحت دونوں کو ذکر کیا اور رکوع کے تحت عدم نقض کے ذکر پر اکتفا کی عدمِ فساد سے تعرض نہ کیا ـــ تو ہر باب میں جس قدر حاجت تھی اس قدر بیان کردیا ـــ اور جو بھی ہو اس بات کی تو روشن تصریح فرمادی کہ قصدًا سونا مطلقًا مفسدِ نماز نہیں ـــ اسی طرح صاحبِ خلاصہ نے بھی ذکر کیا۔ اور اسی پر صاحبِ فتح القدیر اور صاحبِ حلیہ بھی چلے ـــ اور اسی سے متعلق بحر نے بھی گفتگو کی ـــ **اقول** یہی سارے متون کا بھی مقتضا ہے ـــ اس لئے کہ اربابِ متون

[1] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الطہارۃ فصل فی النوم نولکشور لکھنؤ ۱/۲۰

من صور الحدث الذی یمنع البناء ما اذا جن او نام فاحتلم او اغمی علیہ فیفیدون ان النوم بمفردہ لیس بحدث ولا مانع للبناء مطلقا والا لم یحتج الی ضم الاحتلام قال فی العنایۃ ثم البحر انما قال او نام فاحتلم لان النوم بانفرادہ لیس بمفسد[1] الخ ثم ھم یرسلونہ ارسالا

مانع بنا حدث کی صورتوں میں سے یہ بھی ذکر کرتے ہیں کہ جب مجنون ہوجائے یا سوئے تو احتلام ہوجائے یا بیہوش ہوجائے (تو وضو ٹوٹ جائے گا اور نماز از سرِ نو پڑھنی ہوگی جہاں چھوڑی اس کے آگے نہیں پڑھ سکتا) اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ نیند تنہا حدث اور مطلقاً مانع بنا نہیں ورنہ نیند کے ساتھ احتلام کو ملانے کی کوئی ضرورت نہ تھی ــــ عنایہ پھر بحر میں ہے: "نام فاحتلم سوئے تو احتلام ہوجائے" کہا اس لئے کہ تنہا نیند مفسدِ نماز نہیں[1] پھر یہ حضرات نیند کو مطلق ذکر

---

ع اعترضہ العلامۃ خیر الدین الرملی کما نقل عنہ فی المنحۃ بانہ ذکر فی التتارخانیۃ اقوالا واختلاف تصحیح فی المسألۃ وکذٰلک ذکر فی الجوھرۃ فی نوم المضطجع والمریض فی الصلٰوۃ اختلافا والصحیح انہ ینقض وبہ ناخذ ونقل فی التتارخانیۃ عن المحیط فی النوم مضطجعا الحال لایخلو ان غلبت عیناہ فنام ثم اضطجع فی حالۃ نومہ فھو بمنزلۃ ما لو سبقہ

ع اس پر علامہ خیر الدین رملی کا اعتراض ہے جیسا کہ علامہ شامی نے منحۃ الخالق میں ان سے نقل کیا ہے کہ: تاتارخانیہ میں اس مسئلہ کے تحت چند اقوال اور اختلافِ تصحیح کا ذکر ہے ــ اسی طرح جوہرہ میں نماز کے اندر کروٹ لینے والے اور بیمار کی نیند سے متعلق اختلاف کا ذکر ہے اور یہ کہ صحیح ناقض ہونا ہے اور ہم اسی کو لیتے ہیں ــــ اور تاتارخانیہ میں محیط کے حوالے سے کروٹ لیٹ کر سونے سے متعلق ہے کہ اگر نیند کے غلبہ کی وجہ سے اسے نیند آگئی پھر سونے ہی کی حالت میں وہ کروٹ لیٹ گیا تو یہ ایسا ہی ہے

(باقی برصفحہ آئندہ)

---

[1] البحر الرائق بحوالہ العنایۃ کتاب الصلٰوۃ باب الحدث فی الصلٰوۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۶۲

فیشمل العمد و الغلبة وکذٰلك | کرتے ہیں تو قصدًا سونا اور نیند کے غلبہ سے سوجانا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

الحدث یتوضأ ویبنی ولو تعمد النوم فی الصلٰوۃ مضطجعا فانہ یتوضأ ویستقبل الصلٰوۃ ھٰکذا حکی عن مشائخنا اھ فراجع المنقول ولا تغتر بما اطلقه هنا[1] اھ۔

جیسے بلا اختیار حدث ہوگیا وہ وضو کرے گا اور بناء کرے گا (نماز جہاں سے چھوٹی تھی وہیں سے پوری کرے گا) اور اگر نماز میں قصدًا کروٹ لیتا تو اسے وضو کرکے از سرِ نو پڑھنا ہے۔ ہمارے مشایخ سے ایسا ہی حکایت کیا گیا اھ تو منقول کی طرف رجوع کرو اور اس سے فریب خوردہ نہ ہو جو یہاں مطلق رکھا ہے اھ۔

اقول: اولاً (ف۱) اذا اختلف التصحیح فای اغترار فی الاقتصار علی احد القولین۔

اقول اولاً جب اختلاف تصحیح ہے تو ایک قول پر اکتفاء میں فریب خوردگی کیا؟

وثانیاً (ف۲) مسئلة الجوھرۃ فی انتقاض الوضوء والکلام ھنا فی فساد الصلٰوۃ والانتقاض لایستلزم الفساد اذا لم یکن ھناك تعمد۔

ثانیاً مسئلہ جوہرہ وضو ٹوٹنے کے بارے میں ہے اور یہاں پر فسادِ نماز کے بارے میں کلام ہے اور ٹوٹنا اس کو مستلزم نہیں کہ نماز بھی فاسد ہو جب کہ قصدًا وضو توڑنے کی صورت نہ ہو۔

وثالثا (ف۳) فرع المحیط لیس فیه الفساد للنوم بانفرادہ بل لانضمام التعمد علی ھیأت الحدث فما ھذہ الایرادات من مثل المحقق السامی والاعتماد علیھا من العلامة الشامی وباللہ التوفیق ۱۲ منه حفظه ربه جل وعلا۔

ثالثاً محیط کے جزئیہ میں تنہا نیند سے فسادِ نماز نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ نیند کے ساتھ ہیأت حدث کا قصدًا ارتکاب بھی ہوگیا ہے۔ پھر ایسے بلند محقق سے یہ اعتراض کیسے؟ اور ان پر علامہ شامی کا اعتماد کیسا؟ وباللہ التوفیق ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت)

ف۱: تطفل علی العلامة الخیر الرملی وش۔ ف۲: تطفل اٰخر علیھما
ف۳: تطفل ثالث علیھما۔

[1] منحة الخالق علی بحر الرائق کتاب الصلٰوۃ باب الحدث فی الصلٰوۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۷۲

سکوتهم قاطبة عن عد تعمد النوم
فی المفسدات دلیل علی ذلك
لاسیما المتأخرین الذین جنحوا نحو
الاستیعاب مهما حضر کالدر المختار
ومراقی الفلاح نعم یفسد اذا تعمدہ
علی ھیأۃ یکون بها حدثا
وهم قد ذکروا فی المفسدات
تعمد الحدث فقد ترجح
ماجزم به هؤلاء الجلة علی
مافی جامع الفقه ان النوم
فی الرکوع والسجود لاینقض
الوضوء ولو تعمده ولکن
تفسد صلوته کما نقله
فی البحر[1] عن شرح منظومة ابن وهبان
واعتمده ش۔

جئنا علی ما استدرك به
ش علی العلامة العلائی قال فی الدر
یتعین الاستیناف لجنون او
حدث عمدا واحتلام بنوم[2] الخ
قال الشامی افاد ان
النوم بنفسه غیر مفسد لکن هذا
اذا کان غیر عمد لما فی حاشیة

دونوں ہی اس میں شامل ہوتے ہیں ــــ اسی
طرح تعمد نوم کو مفسداتِ نماز میں شمار کرانے سے
ان تمام اہل متون کا سکوت بھی اس پر دلیل ہے
خصوصًا متأخرین کا سکوت جن کا میلان اس طرف
ہوتا ہے کہ جتنی صورتیں بھی مستحضر ہوں سب کا
استیعاب اور احاطہ کرلیں جیسے درمختار اور
مراقی الفلاح ــ ہاں نیند مفسد اس وقت ہے
جب ایسی ہیأت پر قصدًا سوئے جس پر سونا
حدث ہے ــ اور مفسداتِ نماز میں تعمد حدث
مذکور ہے ــ تو ترجیح اسی کو ملی جس پر ان بزرگوں کا
جزم ہے جیسا کہ جامع الفقہ میں ہے: رکوع و سجود
میں سونا ناقض وضو نہیں اگرچہ قصدًا سوئے لیکن
اس کی نماز فاسد ہوجائے گی جیسا کہ اسے بحر
میں منظومۂ ابن وہبان کی شرح سے نقل کیا ہے
اور علامہ شامی نے اس پر اعتماد کیا ہے۔

اب ہم اس پر آئے جو علامہ شامی نے
علامہ علائی پر استدراک کیا ہے ــــ درمختار
میں فرمایا: از سرِ نو پڑھنا متعین ہے جنون کے
باعث یا قصدًا حدث کی وجہ سے یا نیند میں احتلام
کے سبب الخ ــ اس پر علامہ شامی فرماتے ہیں:
افادہ ہوا کہ نیند کچھ مفسد نہیں ــ لیکن یہ اس
وقت ہے جب نیند بلا قصد ہو اس لئے کہ حاشیۂ



---

[1] البحر الرائق بحوالہ جامع الفقہ کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۸
[2] الدر المختار باب الاستخلاف مطبع مجتبائی دہلی ۱/۸۷

نوح افندی النوم اما عمدا و لا فالاول ینقض الوضوء ویمنع البناء والثانی قسمان مالاینقض ولایمنع البناء کالنوم قائما اوراکعا اوساجدا و ماینقض الوضوء ولا یمنع البناء کالمریض اذاصلی مضطجعا فنام ینتقض وضوؤہ علی الصحیح ولہ البناء فغیرالعمد لایمنع البناء اتفاقا سواء نقض الوضوء اولا بخلاف العمد[1] اھ ملخصا۔

علامہ نوح آفندی میں ہے: سونا یا تو قصدًا ہوگا یا بلاقصد — اول ناقضِ وضو اور مانع بناء ہے۔ ثانی کی دو۲ قسمیں ہیں: ایک وہ جو نہ ناقضِ وضو ہے نہ مانع بناء، جیسے قیام یا رکوع یا سجود کی حالت میں سونا۔ دوسری وہ جو ناقضِ وضو ہے، مانع بناء نہیں ہے، جیسے مریض کروٹ لیٹ کر نماز پڑھتے ہوئے سوجائے تو صحیح قول پر اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اور وہ بناء کرسکے گا (نماز جہاں سے رہ گئی تھی وہیں سے پوری کرلے گا) تو بلاقصد سونا بناء سے بالاتفاق مانع نہیں خواہ وضو ٹوٹ جائے یا نہ ٹوٹے، بخلاف قصدًا سونے کے اھ۔ ملخصًا۔

**اقول** ف هذا ناطق بملؤ فیہ انہ ماش علی الروایۃ عن ابی یوسف الاتری انہ جعل نوم العمد مطلقًا ناقض الوضوء وھذا خلاف ظاھر الروایۃ المعتمدۃ المختارۃ کما قدم المحشی والشارح وقدمنا نقلہ مع تصحیح المحیط فما کان للعلامۃ ان یعتمد ھذا ھھنا ولکن سبحٰن من لاینسی۔

**اقول** یہ عبارت بآوازِ بلند ناطق ہے کہ ان کی مشی امام ابو یوسف کی روایت پر ہے۔ دیکھئے انہوں نے قصدًا سونے کو مطلقًا ناقضِ وضو قرار دیا ہے۔ اور یہ معتمد مختار، ظاہر الروایہ کے خلاف ہے جیسا کہ محشی وشارح نے پہلے بیان کیا اور ہم اسے محیط کی تصحیح کے ساتھ نقل کرچکے — تو علامہ شامی کو یہاں آکر اس پر اعتماد نہ کرنا تھا لیکن پاکی ہے اسی کے لئے جسے نسیان نہیں۔

ف: معروضۃ علی العلامۃ ش۔

[1] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب الاستخلاف دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۰۶

**الرابعۃ** مسألۃ التنور مذکورۃ فی الخانیۃ وھی الاصل وعنھا نقل فی خزانۃ المفتین والھندیۃ وایاھا تبع فی الخلاصۃ والخلاصۃ فی البزازیۃ وعن الخلاصۃ اثر فی البحر۔

قال الامام قاضی خان رحمہ اللہ تعالٰی ان نام علی رأس التنور وھو جالس قد ادلی رجلیہ کان حدثا لان ذلک سبب لاسترخاء المفاصل اھ۔[1]

وقد قدمنا انھا لا تلتئم علی الضابطۃ المؤیدۃ بالحدیث والقیاس الصحیح **قلت** ولم ار لھا ما اشدھا بہ الا شیئا ابداہ المحقق فی الفتح توجیھا لمسألۃ مخالفۃ لظاہر الروایۃ واختیار الجمھور وھی مسألۃ المستند الی ما لو ازیل سقط حیث قال ظاہر المذھب عن ابی حنیفۃ عدم النقض بھذا الاستناد ما دامت المقعدۃ مستمسکۃ للامن من الخروج والانتقاض

**افادہ رابعہ:** مسئلہ تنور خانیہ میں مذکور ہے، خانیہ ہی اصل ہے اسی سے خزانۃ المفتین اور ہندیہ میں نقل ہے ــ اسی کی پیروی خلاصہ میں ہے اور خلاصہ کی پیروی بزازیہ میں ہے اور خلاصہ ہی سے البحرالرائق میں نقل کیا ہے۔

امام قاضی خاں رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا: اگر تنور کے کنارے بیٹھا اس میں پاؤں لٹکائے سو گیا تو وضو جاتا رہے گا اس لئے کہ یہ جوڑوں کے ڈھیلے پڑجانے کا سبب ہوتا ہے اھ۔

اور ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ یہ مسئلہ حدیث اور قیاس صحیح سے تائید یافتہ ضابطے کے برخلاف ہے **قلت** اس کی موافقت میں مجھے کوئی ایسی بات نہ ملی جس سے اس کو تقویت دے سکوں مگر ایک بات جو حضرت محقق نے فتح القدیر میں ظاہر الروایہ اور اختیار جمہور کے مخالف ایک مسئلہ کی توجیہ میں پیش کی ہے وہ مسئلہ اس کی نیند سے متعلق ہے جو ایسی چیز کی طرف ٹیک لگائے ہوئے ہے کہ اگر وہ ہٹادی جائے تو گر جائے۔ وہ لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے منقول ظاہر مذہب یہی ہے کہ اس ٹیک لگانے سے وضو نہ ٹوٹے گا جب تک مقعد



---

ف: تحقیق مسألۃ النوم علی رأس التنور۔

---

[1] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الطہارۃ فصل فی النوم نولکشور لکھنؤ ۱/۲۰

مختار الطحاوی واختارہ المصنف والقدوری لان مناط النقض الحدث لاعین النوم فلما خفی بالنوم ادیر الحکم علی ماینتہض مظنۃ لہ، ولذا لم ینقض نوم القائم والراکع والساجد ونقض فی المضطجع لان المظنۃ منہ مایتحقق معہ الاسترخاء علی الکمال وھو فی المضطجع لافیہا وقد وجد فی ھذا النوع من الاستناد اذ لایمسکہ الاالسند وتمکن المقعدۃ مع غایۃ الاسترخاء لایمنع الخروج اذ قد یکون الدافع قویا خصوصا فی زماننا لکثرۃ الاکل فلا یمنعہ الامسکۃ الیقظۃ[1] اھ واقرہ الحلبی فی الغنیۃ۔

جمی ہوئی ہے اس لئے کہ خروج ریح سے بے خوفی ہوگی ـــ اور اس سے وضو ٹوٹ جانے کا حکم امام طحاوی کا مختار ہے اسی کو مصنف اور امام قدوری نے اختیار کیا اس لئے کہ وضو ٹوٹنے کا مدار حدث پر ہے خود نیند پر نہیں چونکہ نیند کی وجہ سے حدث مخفی رہ جائے گا اس لئے حکم کا مدار اس پر رکھا گیا جو وجود حدث کے گمان غالب کا موقع بن سکے۔ اسی لئے قیام، رکوع اور سجود والے کی نیند ناقض نہیں اور کروٹ لیٹنے والے کی نیند ناقض ہے۔ اس لئے کہ گمان حدث کا محل وہ نیند ہے جس کے ساتھ استرخاء کامل طور پر متحقق ہو اور یہ کروٹ لیٹنے والے کی نیند میں ہوتا ہے، اُن سب میں نہیں ہوتا ـــ اور یہ استرخاء اِس طرح ٹیک لگانے کی صورت میں بھی موجود ہے اس لئے کہ صرف ٹیک نے اس کو روک رکھا ہے اور کمال استرخاء ہوتے ہوئے مقعد کا مستقر ہونا خروج ریح سے مانع نہیں اس لئے کہ بعض اوقات دافع قوی ہوتا ہے خصوصاً ہمارے زمانے میں، کیوں کہ کھانا زیادہ کھایا کرتے ہیں تو اس کے لئے مانع صرف بیداری کی بندش ہی ہوگی اھ ـــ اس کلام کو حلبی نے بھی غنیہ میں برقرار رکھا۔

**اقول** وقولہ لایمنعہ الامسکۃ الیقظۃ ای عند وجود

**اقول** ان کے قول "اس کے لئے مانع صرف بیداری کی بندش ہی ہوگی" کا معنٰی یہ ہے

---

[1] فتح القدیر کتاب الطہارۃ فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۴۳

نهاية الاسترخاء بخلاف القائم والراكع والساجد على هيأة السنة فلا يرد ان هذا التقرير يوجب النقض بالنوم مطلقاً وهو خلاف ما اجمعنا عليه۔

**لكني اقول**[ف۱] كمال الاسترخاء مظنة الخروج وتمكن المقعدة مظنة منعه فيتعارضان ولا يثبت النقض بالشك ولا نسلم ان قوة الدافع بحيث لا يقاومه التمكن بلغ من الكثرة ما يعد به غالبا ولا مظنة الا بالغلبة وكيفما كان فمخالفته للمذهب ولجمهور اهل الاختيار علم كاف على تقاعده عن الحجية۔

**بل اقول** وبالله التوفيق مسألة التنور لا تلتئم على هذا ايضا لان[ف۲] تحقيق هذا القول على ما الهمني ذو الطول ان الحالات ثلث وذلك ان نفس وجود الاسترخاء لازم النوم مطلقا ثم يبقى معه بعض الاستمساك

کمال استرخاء کی صورت میں مانع صرف یہی ہوگی بخلاف اس کے جو قیام یا رکوع یا سنت طریقہ پر سجدہ کی حالت میں ہو تو یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ اس تقریر پر تو مطلقاً ہر نیند ناقضِ وضو ہوگی۔ اور یہ ہمارے اجماع کے برخلاف ہے۔

**لیکن میں کہتا ہوں** کمال استرخا گمانِ خروج کی جگہ ہے اور مقعد کا استقرار منعِ خروج کے گمان کی جگہ ہے اس لئے دونوں میں تعارض ہوگا اور شک سے نقض کا ثبوت نہ ہوگا۔ اور یہ ہمیں تسلیم نہیں کہ دافع کی اتنی قوت کہ استقرار اس کی مقاومت نہ کرسکے کثرت کی اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ اس کو غالب واکثر شمار کرلیا جائے اور جائے گمان کا ثبوت غالب واکثر ہونے ہی سے ہوتا ہے ـــ اور جو بھی ہو مذہب اور جمہور اہلِ ترجیح کے مخالف ہونا ہی اس بات کی کافی علامت ہے کہ وہ حجت بننے کے قابل نہیں۔

**بلکہ میں کہتا ہوں** اور توفیق خدا ہی کی طرف سے ہے ـــ تنور کا مسئلہ اس سے بھی موافقت نہیں رکھتا ـــ اس لئے کہ اس قول کی تحقیق ـــ جیسا کہ رب کریم نے میرے دل میں القا کی ـــ یہ ہے کہ تین حالتیں ہوتی ہیں وہ یوں کہ نفسِ استرخاء تو نیند کے لئے مطلقاً لازم ہے۔ پھر استرخاء کے ساتھ کچھ بندش باقی رہتی ہے

---

ف۱: **تطفل** علی الفتح ف۲: تحقیق مناط النقض بالنوم علی مختار الهداية۔

مالم یستغرق فاما غالبا کالنوم قائما او راکعا او علی هیأة السنة ساجدا فان بقاءه علی تلك الهیاٰت دلیل واضح علی غلبة الاستمساك او مغلوبا کالنوم قاعدا او راکبا و ینتفی اصلا فی صورة الاضطجاع و الاسترخاء و نحوهما فالاول لاینقض مطلقا والثالث ینقض من دون فصل ومنه المتکئ الی ما لوازیل سقط لان عدم سقوطه لیس لبقاء شیئ من المسکة فیه بل للسند کمیت یستند الی شیئ والثانی یفصل فیه فان کان متمکن المقعدة لم ینقض لان التمکن یعارض غلبة الاسترخاء والا نقض والنوم علی رأس التنور جالسا متمکنا مدلیا من القسم الثانی قطعا دون الثالث اذ لو انتفی التماسك لسقط بل کون الجلوس علی رأس وطیس حامر مما یوجب تیقظ القلب اکثر مما لوکان حیث لامخافة فی السقوط فیکون التمکن مانعا للنقض وهو الموافق للضابطة۔

ولکن هیبة تلك الکتب الکبار کانت تقعدنی عن الاجتراء علی انکار هذا الفرع حتی رأیت الامام ابن امیر الحاج الحلبی رحمه الله تعالٰی اوردہ فی

جب تک کہ استغراق نہ ہو، اب یہ بندش یا تو غالب ہوتی ہے جیسے قیام یا رکوع یا سنت طریقہ پر سجدہ کی حالتوں میں سونا کیونکہ سونے والے کا ان حالتوں پر برقرار رہنا اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ بندش غالب ہے ــــ یا یہ بندش مغلوب ہوتی ہے جیسے بیٹھے ہوئے یا سوار ہونے کی حالت میں سونا۔ اور کروٹ لیٹنے، چت لیٹنے اور ان دونوں جیسی صورتوں میں بندش بالکل ہی ختم ہوجاتی ہے ــــ پہلی صورت مطلقاً ناقض نہیں، اور تیسری صورت بغیر کسی تفصیل کے ناقض ہے اور اسی قسم میں وہ شخص داخل ہے جو کسی ایسی چیز سے ٹیک لگائے ہوئے ہو کہ اگر اس کو زائل کیا جائے تو وہ گر پڑے، کیونکہ اس کا نہ گرنا بندش کے باقی رہ جانے کے باعث نہیں بلکہ محض ٹیک کی وجہ سے ہے جیسے مردے کو سہارے سے کھڑا کردیا جائے۔ اور دوسری صورت میں تفصیل ہے اگر مقعد کو پوری طرح جماؤ حاصل ہے تو ناقض نہیں اس لئے کہ استقرار غلبۂ استرخاء کے معارض ہے۔ اور ایسا نہ ہو تو ناقض ہے۔ اور تنور کے کنارے بیٹھ کر اس میں پیر لٹکائے استقرار مقعد کے ساتھ سونا قطعاً قسم دوم سے ہے قسم سوم سے نہیں اس لئے کہ بندش اگر ختم ہوجاتی تو گر جاتا بلکہ گرم تنور کے سرے پر بیٹھنا ایسی جگہ سے زیادہ بیدار قلبی کا موجب ہے جہاں گرنے کا اندیشہ نہ ہو تو یہ استقرار نقض وضو سے مانع ہوگا۔ یہی ضابطہ کے مطابق ہے۔

لیکن ان بڑی بڑی کتابوں کی ہیبت اس جزئیہ کے انکار کی جسارت سے مجھے روکتی تھی یہاں تک کہ میں نے امام ابن امیر الحاج حلبی رحمہ اللہ تعالٰی کو دیکھا کہ حلیہ میں یہ جزئیہ خانیہ سے نقل کیا

الحلیۃ عن الخانیۃ ثم قال وھو غیر ظاھر بل الاشبہ عدم النقض لان مظنۃ الحدث من النوم ما یتحقق معہ الاسترخاء علی وجہ الکمال والظاھر عدم وجود ذٰلک والا لقسط لفرض عدم المانع من استناد او غیرہ[1] اھ ومع ذٰلک احببت ان یجدد الوضوء ان وقع ذٰلک لانھا صورۃ نادرۃ فلا علینا ان نعمل فیھا بالاحتیاط بمعنی الخروج عن العھدۃ بیقین وان کان حقیقۃ الاحتیاط ھو العمل باقوی الدلیلین۔

پھر لکھا: "یہ غیر ظاہر ہے بلکہ اشبہ ناقض نہ ہونا ہے اس لئے کہ مظنّہ حدث (گمان حدث کا محل) وہ نیند ہے جس کے ساتھ استرخا کامل طور پر متحقق ہو۔ اور ظاہر یہ ہے کہ ایسا استرخا متحقق نہ ہوگا ورنہ گر جائے گا کیونکہ فرض یہ کیا گیا ہے کہ ٹیک لگانا یا اس طرح کا اور کوئی مانع نہیں ہے"۔ اھ۔ اس کے باوجود میں نے پسند یہ کیا کہ اگر یہ صورت واقع ہوجائے تو تجدیدِ وضو کرلے کیونکہ یہ ایک نادر صورت ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ ہم احتیاط پر عمل کرلیں، احتیاط کا معنیٰ یہ کہ یقینی طور پر عہدہ برآ ہوجائیں اگرچہ حقیقت احتیاط یہی ہے کہ قوی تر دلیل پر عمل ہو۔

ثم الذی سبق منہ الی ذھن الحلیۃ ان سبب الاسترخاء نفس الادلاء حیث قال فالقیاس علی ھذا یفید انہ لو رکب علی اکاف علی الدابۃ فادلی رجلیہ من الجانبین کما یفعلہ بعضھم انہ ینقض وھو غیر ظاھر[2] الخ۔

پھر اس جزئیہ سے صاحبِ حلیہ کا ذہن اس طرف گیا کہ استرخا کا سبب خود پاؤں لٹکانا ہے اس طرح کہ وہ فرماتے ہیں: "اس پر قیاس سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اگر کسی جانور کے پالان پر سوار ہوکر دونوں جانب سے دونوں پاؤں لٹکالئے، جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں تو وضو ٹوٹ جائے اور یہ غیر ظاہر ہے الخ۔

**قلت** ھکذا فی نسختی وھی سقیمۃ جدا والظاھر فادلی رجلیہ من احد الجانبین لان ھذا

**قلت** میرے نسخہ حلیہ میں اسی طرح ہے اور یہ نسخہ بہت سقیم ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ عبارت اس طرح ہوگی: فادلی رجلیہ من احد

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[2] " " " "

هوالذی یفعلہ البعض دون العامۃ وھوالمشابہ للادلاء فی التنور فسقط لفظ احد من قلم الناسخ۔

الجانبین۔ ایک جانب سے اپنے دونوں پاؤں لٹکالے۔ اس لئے کہ اکثر کے برخلاف بعض لوگ اسی طرح کرتے ہیں اور یہی تنور میں پاؤں لٹکانے کے مشابہ بھی ہے تو کاتب کے قلم سے لفظ "احد" چھوٹ گیا ہے۔

**اقول** لکن یرد علیہ:

**ف۱** ان الادلاء ان کان سببہ فالادلاء من الجانبین اولٰی لزیادۃ الفراج یحصل بہ فی المقعدۃ مع ان المصرح بہ فی الخانیۃ نفسہا والکتب قاطبۃ انہ ان نام علی ظہر الدابۃ فی سرج او اکاف لاینتقض وضوؤہ لعدم استرخاء المفاصل[۱] اھ۔

**اقول** لیکن اس پر دو اعتراض وارد ہوتے ہیں: **اوّل** اگر استرخا کا سبب پاؤں لٹکانا ہے تو دونوں جانب سے پاؤں لٹکانا بدرجہ اولٰی اس کا سبب ہوگا اس لئے کہ اس سے مقعد کو زیادہ کشادگی مل جاتی ہے باوجودیکہ خود خانیہ میں اور تمام کتابوں میں اس کی تصریح موجود ہے کہ اگر جانور کی پشت پر زین یا پالان میں سوگیا تو وضو نہ ٹوٹے گا اس لئے کہ استرخائے مفاصل نہ ہوگا (جوڑ ڈھیلے نہ پڑیں گے) اھ۔

**وثانیا ف۲** قد قال فی الخلاصۃ وغیرھا ان نام متربعا لاینقض الوضوء وکذا لو نام متورکا وھو ان یبسط قدمیہ عن جانب ویلصق الیتیہ بالارض[۲] اھ۔

**دوم** خلاصہ وغیرہا میں ہے اگر چار زانو بیٹھ کر سوگیا تو وضو نہ ٹوٹے گا اسی طرح اگر بطور تورک بیٹھ کر سوگیا۔ تورک کی صورت یہ ہے کہ دونوں پاؤں ایک طرف کو پھیلا دے اور سرین کو زمین سے ملا دے اھ۔

فلا یدخل الادلاء المذکور

تو کیا تنور میں پاؤں لٹکانے کی مذکورہ صورت

---

**ف۱**: تطفل علی الحلیۃ

**ف۲**: تطفل اٰخر علیہا

---

[۱] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الطہارۃ فصل فی النوم نولکشور لکھنؤ ۱/۲۰

[۲] خلاصۃ الفتاوٰی " الفصل الثالث مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۱۹

فی ھذا التفسیر بل ھو امکن للمقعدة من بسط القدمین علی محل مستو کما لا یخفی۔

اس صورت میں داخل نہ ہوگی بلکہ اس میں مقعد کو زیادہ قرار ہوگا بہ نسبت اس کے کہ دونوں پاؤں کسی ہموار جگہ پھیلائے جائیں۔ جیسا کہ واضح ہے۔

بل الوجه عندی ان المراد تنور حار فیه شیئ من الجمرات او بقیة من حرارة الایقاد کما اومأت الیه فان الحر یوجب الارخاء ولذا عبروا بالتنور دون الکرسی مع کون الجلوس علی التنور بهذا الوجه فی غایة الندور وعلی الکرسی معهود مشهور و اللّٰه تعالٰی اعلم۔

**بلکہ** میرے نزدیک وجہ یہ ہے کہ مراد ایسا گرم تنور ہے جس میں کچھ انگارے ہیں یا بھڑکانے سے جو گرمی پیدا ہوئی تھی کچھ باقی رہ گئی ہے جیسا کہ میں نے اس کی طرف اشارہ کیا اس لئے کہ گرمی اعضا میں ڈھیلاپن لانے کا سبب ہوتی ہے اسی لئے تنور سے تعبیر کی گئی ہے کرسی سے تعبیر نہ ہوئی باوجودیکہ تنور پر اس انداز سے بیٹھنا انتہائی نادر ہے اور کرسی پر بیٹھنا معروف ومشہور ہے۔ و اللہ تعالٰی اعلم



**الخامسة** النوم[ف۱] لیس بنفسه حدثا بل لما عسی ان یخرج وعلیه العامة بل حکی فی التوشیح الاتفاق علیه وھو الحق لحدیث ان العین وکاء السه[1] ولذا لم ینتقض[ف۲] وضوؤه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم بالنوم

**افادۂ خامسہ:** نیند بذاتِ خود حدث نہیں بلکہ خروجِ ریح کا گمان غالب ہونے کی وجہ سے حدث ہے۔ اسی پر عامۂ علماء ہیں بلکہ توشیح میں اس پر اجماع واتفاق کی حکایت کی ہے۔ اور یہی حق ہے اس لئے کہ حدیث میں ہے کہ آنکھ مقعد کا بندھن ہے۔ اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا وضو نیند سے نہیں

---

ف۱: **مسئلہ** نیند خود ناقضِ وضو نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ سوتے میں خروج ریح کا ظن غالب ہے۔

ف۲: **مسئلہ** انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وضو سونے سے نہ جاتا۔

---

[1] تاریخ بغداد ترجمہ بکر بن یزید ۳۵۲۷ دار الکتاب العربی بیروت ۷/ ۹۲
سنن الدارقطنی باب فیما روی فیمن نام قاعدا الخ حدیث ۵۸۶ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۳۷۷

كما ثبت في الصحيحين[1] عن ابن عباس رضي الله تعالٰى عنهما و ذٰلك لقوله صلى الله تعالٰى عليه وسلم ان عيني تنامان ولا ينام قلبي رواه الشيخان[2] عن امّ المؤمنين رضي الله تعالٰى عنها وعدّوه من خصائصه صلى الله تعالٰى عليه وسلم كما في الفتح عن القنية۔[3]

ٹوٹتا جیسا کہ صحیحین (بخاری ومسلم) میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ثابت ہے۔ اور اس کا سبب حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: "بیشک میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا"۔ اسے شیخین (بخاری ومسلم) نے امّ المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا۔ اور اسے علماء نے رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خصائص سے شمار کیا ہے، جیسا کہ فتح القدیر میں قنیہ سے منقول ہے۔

**قلت** ای بالنسبة الى الامة والا فالانبياء جميعا كذٰلك عليهم الصلوٰة والسلام لحديث الصحيحين عن انس رضي الله تعالٰى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم الانبياء تنام اعينهم ولا

**قلت** یعنی اُمت کے لحاظ سے سرکار کی یہ خصوصیت ہے ورنہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہی وصف ہے اس لئے کہ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "انبیاء کی آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں

---

ف: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی آنکھیں سوتی ہیں دل کبھی نہیں سوتا۔

---

[1] صحیح البخاری کتاب الوضوء ۱/۲۶ و ۳۰ و کتاب الاذان ۱/۱۱۹ و ابواب الوتر ۱/۱۳۵ قدیمی کتب خانہ کراچی
مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۸۳

[2] صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب صلوٰۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و دعائہ باللیل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۶۰
" " باب صلوٰۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم " " " ۱/۲۵۴
صحیح البخاری کتاب التہجد باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ " " " ۱/۱۵۴

[3] فتح القدیر کتاب الطہارۃ فصل فی نواقض الوضو مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۴۴

تنام قلوبھم[1]۔

سوتے۔"

فاندفع[1] ما فی کشف الرمز ان مقتضی کونہ من الخصائص ان غیرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام لیس کذٰلک[2] اھ۔

تو (خصوصیت بہ نسبت امت مراد لینے سے) وہ شُبہہ دُور ہوگیا جو کشف الرمز میں پیش کیا ہے کہ اس امر کے خصائص سرکار سے ہونے کا مقتضا یہ ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ حال نہیں اھ۔

وھل[2] یجوز ان یکون ذٰلک لاحد من اکابر الامۃ وراثۃ منہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، قال المولٰی ملک العلماء بحر العلوم عبد العلی محمد رحمہ اللہ تعالٰی فی الارکان الاربعۃ ان قال احد ان کان فی اتباع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من بلغ رتبۃ لایغفل فی نومہ بقلبہ انما تغفل

کیا یہ ہوسکتا ہے کہ سرکار اکرم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وراثت کے طور پر ان کی امت کے اکابر میں سے کسی کو یہ وصف مل جائے؟ ملک العلماء بحر العلوم مولانا عبد العلی محمد رحمہ اللہ تعالٰی ارکان اربعہ میں لکھتے ہیں: اگر کوئی یہ کہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے متبعین میں سے کوئی اس رتبہ کو پہنچ گیا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اتباع کی برکت سے نیند میں اس کا دل



---

ف۱: تطفل علی العلامۃ المقدسی۔

ف۲: ملک العلماء بحر العلوم مولنا عبد العلی نے فرمایا کہ اگر کہا جائے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وراثت سے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بھی یہ مرتبہ تھا کہ حضور کا وضو سونے سے نہ جاتا، آنکھیں سوتیں دل بیدار رہتا، اور اکابر اولیاء جو اس مرتبہ تک پہنچے ہوں اگرچہ حضور غوث اعظم کے مراتب تک نہیں پہنچ سکتے، تو یہ کہنا حق سے بعید نہ ہوگا اور مصنف کا حدیث سے اس کی تائید کرنا۔

---

[1] صحیح البخاری کتاب المناقب باب کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تنام عینہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۰۴
کنز العمال بحوالہ الدیلمی عن انس حدیث ۳۲۲۴۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۴۶۷
[2] فتح المعین بحوالہ کشف الرمز کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۴۷

عیناہ بیمن اتباعہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کالشیخ الامام محی الدین عبد القادر الجیلانی قدس سرہ وغیرہ ممن وصل الٰی ھذہ الرتبۃ وان لم یصل مرتبتہ رضی اللہ تعالٰی عنہ لم یکن قولہ بعیدا عن الصواب فافھم[1] اھ۔

غافل نہ ہوتا صرف اس کی آنکھیں غافل ہوتیں، جیسے امام محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ اور ان کے علاوہ وہ اکابر جن کا یہ وصف رہا ہو اگرچہ غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مرتبے تک ان کی رسائی نہ ہو، تو یہ قول حق سے بعید نہ ہوگا، فافہم اھ۔

**اقول** لیس من الشرع حجر فی ذلك انہ لایجوز الا للنبی والامر فیہ وجدانی یعلمہ من یرزقہ فلا وجہ للانکار وقد اخرج الترمذی وقال حسن عن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یمکث ابوالدجال وامہ ثلثین عاما لایولد لھما ولد ثم یولد لھما غلام اعور اضر شیئ واقلہ منفعۃ تنام عیناہ ولا ینام قلبہ[2] الحدیث۔

**اقول** شریعت سے اس بارے میں کوئی روک نہیں کہ یہ نبی کے سوا اور کے لئے نہیں ہوسکتا۔ یہ معاملہ وجدان کا ہے جسے یہ نصیب ہو وہی اس سے آشنا ہوگا تو انکار کی کوئی وجہ نہیں ـــ ترمذی نے حسن بتاتے ہوئے ـــ حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے: دجال کا باپ اور اس کی ماں تیس ۳۰ سال تک اس حال میں رہیں گے کہ ان کے ہاں کوئی بچہ نہ پیدا ہوگا پھر ان کے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو ایک آنکھ کا ہوگا ہر چیز سے زیادہ ضرر والا اور سب سے کم نفع والا، اس کی آنکھیں سوئیں گی اور اس کا دل نہ سوئے گا۔ الحدیث۔

وفیہ ولادۃ ابن صیاد وقول والدیہ الیھودیین ولد لنا غلام اعور اضر شیئ و

اور اس حدیث میں ابن صیاد کے پیدا ہونے اور اس کے یہودی ماں باپ کے یہ کہنے کا بھی ذکر ہے کہ ہمارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے

---

[1] رسائل الارکان الرسالۃ الاولٰی فی الصلٰوۃ فصل فی الوضو مکتبۃ اسلامیہ کوئٹہ ص ۱۸
[2] سنن الترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی ذکر ابن صیاد حدیث ۲۲۵۵ دار الفکر بیروت ۴/ ۱۰۹

واقلہ منفعۃ تنام عیناہ ولاینام قلبہ[1] وفیہ قولہ عن نفسہ نعم تنام عینای ولاینام قلبی[2]

جو ایک آنکھ کا ہے ہر چیز سے زیادہ ضرر والا اور سب سے کم نفع والا، اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل نہیں سوتا ــــ اور اس میں خود ابن صیاد کا اپنے متعلق یہ قول مذکور ہے کہ ہاں میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

قال القاری قال القاضی رحمہ اللہ تعالٰی ای لاتنقطع افکارہ الفاسدۃ عنہ عند النوم لکثرۃ وساوسہ وتخیلاتہ وتواتر مایلقی الشیطان الیہ کمالم یکن ینام قلب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من افکارہ الصالحۃ بسبب ماتواتر علیہ من الوحی والالہام[3] اھ۔

مولانا علی قاری لکھتے ہیں کہ قاضی عیاض رحمہما اللہ تعالٰی نے فرمایا: یعنی سونے کے وقت بھی اس کے فاسد خیالات کا سلسلہ اس سے منقطع نہ ہوگا کیونکہ اس کے لئے وسوسوں اور خیالات کی کثرت ہوگی متواتر و مسلسل شیطان اسے یہ سب القا کرتا رہے گا جیسے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا قلب ان کے صالح و پاکیزہ افکار سے خوابیدہ نہ ہوتا کیونکہ مسلسل ان پر وحی والہام ہوتا رہتا اھ۔

**اقول** لقد ثقلت[ف] ہذہ الکاف علی واحسن منہ قول مرقاۃ الصعود ان ہذا کان من المکربہ لیستیقظ القلب فی الفجور والمفسدۃ لیکون ابلغ فی عقوبتہ بخلاف استیقاظ قلب المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی

**اقول** یہ "جیسے" مجھ پر گراں گزر رہا ہے اس سے بہتر مرقاۃ الصعود میں امام جلال الدین سیوطی کی عبارت ہے وہ لکھتے ہیں: "یہ اس کے ساتھ خفیہ تدبیر تھی کہ فساد و فجور میں اس کا دل بیدار رہے تاکہ اس کا عقاب بھی سخت تر ہو بخلاف قلب مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بیداری کے کہ

---

ف: تطفل علی الامام القاضی عیاض والعلامۃ علی القاری۔

---

[1] سنن الترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی ذکر ابن صیاد حدیث ۲۲۵۵ دار الفکر بیروت ۴/ ۱۰۹

[2] ؎ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

[3] مرقاۃ المفاتیح 〃 باب قصہ ابن صیاد تحت الحدیث ۵۵۰۳ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۹/ ۴۳۴

عليه وسلم فانه فى المعارف الالهية
ومصالح لاتحصى فهو رافع لدرجاته و
معظم لشانه[1] اه۔

وبالجملة اذا جاز هذا للدجال و
لابن صياد استدراجالهما فلان يجوز
لكبراء الامة بوراثة المصطفى صلى الله
تعالى عليه وسلم اولى واحرى۔

ثم رأيت العارف بالله سيدى
عبد الوهاب الشعرانى قدس سره الربانى
نقل فى المبحث الثانى والعشرين
من كتاب اليواقيت والجواهر عن سيدى
الشيخ محمد المغربى رحمه الله تعالى
انه كان رضى الله تعالى عنه يقول ان
من ادعى رؤية رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم كما رأته الصحابة
فهو كاذب وان ادعى انه يراه بقلبه حال
كون القلب يقظانا فهذا لايمنع
منه وذلك لان من بالغ
فى كمال الاستعداد بتنظيف
القلب من الرذائل المذمومة
حتى من خلاف الاولى
صار محبوبا للحق تعالى واذا احب
الحق تعالى عبدا كان فى نومه من كثرة

وُہ معارفِ الٰہیہ اور مصالح بے حدوشمار میں ہوتی وہ
ان کے درجات کی بلندی اور شانِ گرامی کی عظمت کا
سبب بنتی اھ۔

الحاصل جب یہ بطور استدراج دجال اور
ابنِ صیاد کے لئے ہوسکتا ہے تو مصطفٰی صلے اللہ تعالٰے
علیہ وسلم کی وراثت میں ان کی امت کے بزرگوں
کے لئے بدرجۂ اولٰی ہوسکتا ہے۔

پھر میں نے دیکھا کہ عارف باللہ سیّدی
عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی نے اپنی کتاب
"الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر" کے بائیسویں
مبحث میں سیدی شیخ محمد مغربی رحمہ اللہ تعالٰی سے نقل
کیا ہے کہ یہ حضرت شیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے تھے
کہ جو یہ دعوٰی کرے کہ اس نے رسول اللہ صلے اللہ
تعالٰی علیہ وسلم کو اس طرح دیکھا ہے جیسے صحابہ کرام
نے دیکھا تو وہ جھوٹا ہے۔ اور اگر یہ دعوٰی کرے
کہ وُہ قلب کے بیدار ہونے کی حالت میں اپنے
قلب سے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو
دیکھتا ہے تو اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔
وہ اس لئے کہ جو شخص بُری عادات یہاں تک کہ
خلافِ اولٰی سے بھی دل کو صاف ستھرا کرکے
کمالِ استعداد پیدا کرلے وہ حق تعالٰے کا محبوب
بن جاتا ہے اور جب حق تعالٰے کسی بندے کو محبوب
بنالیتا ہے تو وہ اپنی نورانیتِ قلب کی فراوانی کی



---

[1] مرقاۃ الصعود الٰی سنن ابی داؤد للسیوطی۔

نورانیۃ قلبہ کانہ یقظان[1] الخ۔

وجہ سے خواب کی حالت میں بھی گویا بیدار ہوتا ہے الخ۔

ثم رأیت وللہ الحمد ما ھو اصرح قال سیدنا الشیخ الاکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ فی الباب الثامن والتسعین من الفتوحات المکیۃ من شرط الولی الکامل ان لاینام لہ قلب بحکم الارث لرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وذلك لان الکامل مطالب بحفظ ذاتہ الباطنۃ عن الغفلۃ کما یحفظ ذاتہ الظاھرۃ[2] ونقلہ المولی الشعرانی فی الکبریت الاحمر[3] مقراعلیہ واللہ تعالٰی اعلم۔

پھر میں نے اس سے بھی زیادہ صریح دیکھا۔ وللہ الحمد ـــ سیدنا شیخ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ فتوحاتِ مکیہ کے باب ۹۸ میں لکھتے ہیں، ولی کامل کی شرط یہ ہے کہ بحکم وراثت رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کا قلب نہ سوئے اس لئے کہ کامل سے اس امر کا مطالبہ ہے کہ وہ اپنی ذات باطن کو غفلت سے محفوظ رکھے جیسے اپنی ذات ظاہر کو بیداری کے ذریعہ محفوظ رکھتا ہے اھ ـــ اسے امام شعرانی نے کبریتِ احمر میں نقل کرکے برقرار رکھا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔



ثم وقع الخلف بینھم ف فی سائر النواقض سوی النوم ھل تکون ناقضۃ من الانبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام ام لا۔

پھر ان حضرات کے درمیان یہ اختلاف ہوا کہ نیند کے سوا دیگر نواقض سے انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کا وضو جاتا یا نہیں؟

**اقول** ای ما امکن منھا

**اقول** مراد وہ نواقض ہیں جو حضرات

---

ف: مسئلہ نیند کے سوا باقی اور نواقض سے بھی انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کا وضو جاتا یا نہیں، اس میں اختلاف ہے، علامہ قہستانی وغیرہ نے فرمایا انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کا وضو کسی طرح نہ جاتا اور مصنف کی تحقیق کہ نواقض حکمیہ مثل خواب وغشی سے نہ جاتا اور نواقض حقیقیہ مثل بول وغیرہ سے ان کی عظمت شان کے سبب جاتا رہتا۔

---

[1] الیواقیت والجواہر المبحث الثانی والعشرون دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۳۹

[2] الفتوحات المکیۃ الباب الثامن والتسعون فی معرفۃ مقام السہر دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۱۸۲

[3] الکبریت الاحمر مع الیواقیت والجواہر دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۲۸ و ۲۲۹

علیھم لاکجنون[ف۱] او قھقھۃ[ف۲] فی الصلوۃ وما ضاھاھما مما ھو[ف۳] محال علیھم صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیھم ففی الدرالمختار العتہ[ف۴] لاینقض کنوم الانبیاء علیھم الصلوۃ و السلام وھل ینقض اغماؤھم وغشیھم ظاھر کلام المبسوط نعم[۱] اھ واعترضہ السید علی الازھری بعبارۃ القھستانی لانقض من الانبیاء علیھم الصلوۃ و السلام فلاحاجۃ الٰی تخصیص النوم بعدم النقض وحینئذ یکون وضوؤھم تشریعا للامۃ[۲] اھ

انبیاء علیہم السلام کے لئے ممکن ہیں وہ نہیں جو ان کے لئے محال ہیں صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہم، جیسے جنون یا نماز میں قہقہہ اور اس کے مثل ــــ درمختار میں ہے عَتَہ (جنون سے کم درجہ کا ایک دماغی خلل) کسی کے لئے ناقضِ وضو نہیں، جیسے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی نیند ناقضِ وضو نہیں۔ ان حضرات کے لئے اِغماء اور بیہوشی ناقض ہے یا نہیں؟ مبسوط کا کلام اثبات میں ہے اھ ــ اس پر سید علی ازہری نے قہستانی کی یہ عبارت پیش کی: "انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا وضو کسی طرح نہ جاتا" اور درمختار پر اعتراض کیا کہ جب حکم عام ہے تو نیند کے ساتھ خاص کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور اس صورت میں ان حضرات کا وضو فرمانا امتوں کے لئے شریعت جاری کرنے اور قانون بنانے کے لئے تھا اھ۔



ف۱: مسئلہ جنون سے وضو جاتا رہتا ہے۔

ف۲: مسئلہ نمازِ جنازہ کے سوا اور نماز میں بالغ آدمی جاگتے میں ایسا ہنسے کہ اوروں تک ہنسی کی آواز پہنچے تو وضو بھی جاتا رہے گا۔

ف۳: مسئلہ بعض نواقضِ وضو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے لئے یُوں ناقض نہیں کہ اُن کا وقوع ہی اُن سے محال ہے جیسے جنون یا نماز میں قہقہہ۔

ف۴: بوہرا ہوجانا یعنی دماغ میں معاذ اللہ خلل پیدا ہو رہے فاسد ہوجائے آدمی کبھی عاقلوں کی سی باتیں کرے کبھی پاگلوں کی سی، مگر مجنون کی طرح لوگوں کو مارتا گالیاں دیتا نہ ہو تو اس حالت کے پیدا ہونے سے وضو نہیں جاتا۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| [۱] الدر المختار | کتاب الطہارۃ | مطبع مجتبائی دہلی | ۱/ ۲۷ |
| [۲] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار | " | المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ | ۱/ ۸۲ |
| فتح المعین | " | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی | ۱/ ۴۷ |

وتبعه ولده السيد ابو السعود لكن استثنى الاغماء والغشي بدليل ما عن المبسوط قال وصرح منه ما وجدته بخط شيخنا (اى ابيه) حيث قال ونوم الانبياء لاينقض واغماؤهم و غشيهم ناقض اھ[1] قال والحاصل ان ما ذكره القهستاني من تعميم عدم النقض بالنسبة لما عدا الاغماء و الغشي و الا يلزم ان يكون كلامه منافيا لما سبق عن المبسوط اھ[2]۔

اس کلام پر ان کے فرزند سید ابوالسعود نے بھی ان کا اتباع کیا مگر عبارت مبسوط کے پیش نظر اغماء اور غشی کا استثناء کیا اور فرمایا اس سے زیادہ صریح وہ ہے جو میں نے اپنے شیخ یعنی اپنے والد کی تحریر میں پایا انھوں نے لکھا ہے کہ "انبیاء کی نیند ناقض نہیں اور ان کا اغما اور غشی ناقض ہے" اھ ــــ انھوں نے کہا کہ حاصل یہ ہے کہ قہستانی نے وضو نہ جانے کا حکم جو عام بتایا ہے وہ اغماء و غشی کے ماسوا کے لئے ہے ورنہ لازم آئے گا کہ ان کا کلام مبسوط کی سابقہ عبارت کے مخالف ہو اھ۔

ورأيتني كتبت عليه **اقول اولا**[ف1] لاغرو في المنافاة بعد اختلاف الروايات **وثانيا**[ف2] لايظهر ولن يظهر وجه اصلا يفيد النقض بالغشي والاغماء لا بالفضلات بل الظاهر ان الغشي والاغماء مثل النوم لان النقض بهما انما هو حكما لما عسى ان يخرج فالظاهر عدم نقض وضوئهم صلى الله تعالى عليهم وسلم بهما مثله و

میں نے اس پر یہ حاشیہ لکھا ہے: **اقول: اولاً** روایات میں اختلاف ہونے کی صورت میں اگر منافات ہوگئی تو کوئی حیرت کی بات نہیں **ثانیاً** کوئی ایسی وجہ ظاہر نہیں اور نہ ہرگز کبھی ظاہر ہوگی جو یہ افادہ کرے کہ فضلات سے تو وضو نہ جائے اور غشی و اغما سے چلا جائے ــــ بلکہ ظاہر یہ ہے کہ غشی اور اغما نیند کی طرح ہیں اس لئے کہ ان دونوں سے وضو ٹوٹنے کا حکم خروجِ ریح کے گمان غالب کے باعث ہے۔ تو ظاہر یہ ہے کہ نیند کی طرح ان دونوں سے بھی حضرات انبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہم وسلم کا وضو

---

ف۱: تطفل على سيد ابو السعود

ف۲: تطفل أخر عليه

---

[1] فتح المعين كتاب الطهارة ايچ ايم سعيد كمپنی كراچی ۱/۴۷

[2] " " " "

ان قیل بالنقض بمثل البول لا لانہ منھم نجس حقیقۃ بل لانہ نجس فی حقھم خاصۃ لعظم شانھم وعلومکانھم علیھم الصلٰوۃ والسلام ابدا من رحمانھم[1] اھ۔

نہ جائے اگرچہ پیشاب جیسی چیز سے وضو جانے کا حکم کیا جائے اس وجہ سے نہیں کہ ان سے یہ حقیقۃً نجس ہے بلکہ ان کی عظمت شان اور بلندی مرتبت کی وجہ سے خاص ان کے حق میں حکماً نجس ہے ان پر ان کے رب رحمٰن کی طرف سے دائمی درود و سلام ہو اھ حاشیہ ختم۔

ثم رأیت العلامۃ ط نقل فی حاشیۃ المراقی بعد جزمہ ان لانقض من الانبیاء علیھم الصلٰوۃ والسلام (ماینحو منحی بعض ما ذکرت حیث قال) بحث فیہ بعض الحذاق بانہ اذا کان الناقض الحقیقی المتحقق غیر ناقض فالحکمی المتوھم اولٰی علی ان ما فی المبسوط لیس بصریح ولو سلم فیحمل علی انہ روایۃ[2] اھ واعتمد فی حاشیۃ الدر مامشی علیہ ابو السعود قال "وظاھرہ ان الاغماء والغشی نفسھما ناقضان لامالایخلوان عنہ والالکانا غیر ناقضین فی حقھم ایضا[3]" اھ۔

پھر میں نے دیکھا کہ علامہ طحطاوی نے مراقی الفلاح کے حاشیہ میں پہلے تو اس پر جزم کیا کہ کسی چیز سے انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کا وضو نہ جاتا پھر کچھ ویسا ہی کلام ذکر کیا جو میں نے لکھا وہ فرماتے ہیں، اس میں بعض ماہرین نے بحث کی ہے کہ جب ناقض حقیقی متحقق ناقض نہیں تو حکمی متوہم بدرجۂ اولٰی نہ ہوگا علاوہ ازیں مبسوط کی عبارت صریح نہیں اگر مان بھی لی جائے تو اس پر محمول ہوگی کہ وہ ایک روایت ہے اھ اور انھوں نے درمختار کے حاشیہ میں اس پر اعتماد کیا ہے جس پر ابو السعود گئے، لکھتے ہیں: "اور ظاہر یہ ہے کہ اغماو غشی بذاتِ خود حدث ہیں اس ظن ریح کے باعث نہیں جس سے یہ دونوں خالی نہیں ہوتے ورنہ ان حضرات کے حق میں یہ دونوں بھی ناقض نہ ہوتے۔" اھ

**اقول** ھذا ان تم یصلح

**اقول** یہ کلام اگر تام ہو تو بعض ماہرین

---

ف: معروضۃ علی العلامۃ ط۔

---

[1] حواشی فتح المعین للامام احمد رضا قلمی فوٹو ص ۱

[2] حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح فصل ینقض الوضوء دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۹۰ و ۹۱

[3] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الطہارۃ المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۱/ ۸۲

جواباعن بحث بعض الحذاق لکن
الذی ف۱ علیه کلمات العلماء عدهما
کالنوم من النواقض الحکمیة وهو
مفاد الهدایة حیث علل الاغماء بالاسترخاء
ونقل العلامة ش عن ابن عبد الرزاق
عن المواهب اللدنیة نبه السبکی
علی ان اغماءهم ف۲ علیهم الصلوۃ و
السلام یخالف اغماء غیرهم وانما
هو عن غلبة الاوجاع للحواس
الظاهرة دون القلب وقد ورد تنام اعینهم
لاقلوبهم فاذا حفظت قلوبهم من
النوم الذی هو اخف من الاغماء
فمنه بالاولی[۱] اه، وبه یتجه
البحث۔

**قلت** والعجب ف۳ ان السید ط
ذکر هذا الاستظهار عاد فاورد البحث
ثم قال هذا ینافی ماذکره الملا
علی القاری فی شرح الشفاء من الاجماع

کی اس بحث کا جواب ہوسکتا ہے ــ لیکن کلماتِ
علماء جس پر ہیں وہ یہی ہے کہ ان دونوں کا شمار
نواقض حکمیہ میں ہے ــ یہی ہدایہ کا بھی مفاد ہے
اس لئے کہ اغماء کے ناقض ہونے کی علت "استرخا"
بتائی ہے ــ علامہ شامی نے ابن عبدالرزاق کے
حوالے سے مواہبِ لدنیہ سے نقل کیا ہے کہ علامہ
سبکی نے اس پر تنبیہ فرمائی کہ انبیاء علیہم السلام کو
غشی آنا دوسروں کے برخلاف ہے ان کا اغماء
قلب پر نہیں بلکہ صرف حواس ظاہرہ پر درد و تکلیف
کے غلبہ سے ہوتا ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ
ان کی آنکھیں سوتی ہیں، دل نہیں سوتے ــ تو جب
ان کے قلوب اغماء سے ہلکی چیز نیند سے محفوظ رکھے
گئے تو اغماء سے بدرجۂ اولیٰ محفوظ ہوں گے اھ۔
اس سے اس بحث کی وجہ و دلیل ظاہر ہوجاتی ہے۔

**قلت** عجب یہ کہ سید طحطاوی اس استظہار
کے بعد پلٹ کر پھر وہی بحث لائے پھر کہا: "یہ
اس کے منافی ہے جو ملا علی قاری نے شرح شفا
میں بیان کیا ہے کہ اس پر اجماع ہے کہ حضور



---

ف۱: **مسئلہ** غشی وبیہوشی سے وضو جاتا ہے مگر یہ خود ناقضِ وضو نہیں بلکہ اسی ظن خروج ریح وغیرہ کے سبب سے۔

ف۲: غشی انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے جسم ظاہر پر بھی طاری ہوسکتی دل مبارک اس حالت میں بھی بیدار وخبردار رہتا۔

ف۳: **معروضة** اخری علی العلامة ط۔

---

[۱] ردالمحتار کتاب الطہارۃ مطلوب نوم الانبیاء غیر ناقض داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۹۷

علی انه صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی نواقض الوضوء کالامۃ الا ما صح من استثناء النوم لانہ کان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تنام عیناہ ولا ینام قلبہ وقد حکی فی الشفاء قولین بالطھارۃ و النجاسۃ فی الحدثین منہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[1] اھ۔

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نواقضِ وضو کے حکم میں امت کی طرح ہیں مگر نیند کا استثناء بطریقِ صحیح ثابت ہے کیونکہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی تھیں اور دل نہ سوتا ــــــ اور شفا میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دونوں حدث سے متعلق دونوں قول طہارت اور نجاست کے حکایت کئے ہیں اھ۔

**اقول** والقول الفصل عندی ان لا نقض منھم صلی اللہ تعالٰی علیہ بالنوم والغشی ونحوھما مما یحکم فیہ بالحدث لمکان الغفلۃ واما النواقض الحقیقۃ منا فتنقض منھم ایضا صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیھم لا لانھا نجسۃ کلا بل ھی ف طاھرۃ بل طیبۃ حلال الاکل والشرب لنا من نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کما دل علیہ غیر ما حدیث بل لانھا نجاسۃ فی حقھم صلی اللہ

**اقول** میرے نزدیک قول فیصل یہ ہے کہ نیند، غشی اور ان دونوں جیسی چیزیں جن میں جائے غفلت کے باعث حدث کا حکم ہوتا ہے ایسی چیزوں سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وضو نہ جاتا ــــ لیکن ہمارے حق میں جو نواقض حقیقیہ ہیں وہ ان حضرات صلوات اللہ تعالٰی و سلامہ علیہم کے حق میں بھی ناقض ہیں اس وجہ سے نہیں کہ نجس ہیں ہرگز نہیں بلکہ یہ طاہر بلکہ طیب ہیں ہمارے لئے اپنے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ان کا کھانا پینا حلال ہے، جیسا کہ متعدد حدیثوں سے ثابت ہے، بلکہ اس لئے ناقض ہیں کہ ان چیزوں کے لئے ان حضرات کے

---

ف: مسئلہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فضلات شریفہ مثل پیشاب وغیرہ سب طیب و طاہر تھے جن کا کھانا پینا ہمیں حلال و باعثِ شفا و سعادت مگر حضور کی عظمت شان کے سبب حضور کے حق میں حکمِ نجاست رکھتے۔

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الطہارۃ المکتبۃ العربیہ کوئٹہ ۱/ ۸۲

تعالٰی علیھم وسلم لرفعۃ مکانھم ونھایۃ نزاھۃ شانھم کما اشرت الیہ فھذا ما نختارہ ونرجو ان یکون صوابا ان شاء اللہ تعالٰی۔

حق میں حکمِ نجاست ہے جس کا سبب ان کی رفعتِ مکان اور انتہائی نزاہتِ شان ہے جیسا کہ میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ یہی وجہ ہے جسے ہم اختیار کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ ان شاء اللہ تعالٰی حق یہی ہوگا۔

والعجب ان العلامۃ القھستانی مع تصریحہ بما مر جعل ھذا البحث مستغنی عنہ فقال ولا نقضاء زمن الانبیاء علیھم الصلٰوۃ والسلام لایحتاج فی ھذا الکتاب الی ان یقال ان نومھم غیر ناقض[1] اھ

اور تعجب ہے کہ علامہ قہستانی نے سابقہ تصریح کے باوجود یہ کہا کہ اس بحث کی ضرورت نہیں ان کے الفاظ یہ ہیں: "چوں کہ انبیا علیہم الصلٰوۃ والسلام کا زمانہ گزر گیا اس لئے اس کتاب میں یہ لکھنے کی ضرورت نہیں کہ ان کی نیند ناقض نہیں" اھ

اقول بلٰی[1] یوشک ان ینزل عیسٰی بن مریم علیھما الصلٰوۃ والسلام علا ان العلم بخصائصھم ومناقبھم علیھم الصلٰوۃ والسلام مطلوب مرغوب وکانہ یشیر الی الجواب عن ھذا بقولہ فی ھذا الکتاب ای ان محلہ کتب الفضائل دون الفقہ۔

اقول کیوں نہیں، عنقریب عیسٰی بن مریم علیہما الصلٰوۃ والسلام نزول فرمانے والے ہیں علاوہ ازیں انبیا علیہم الصلٰوۃ والسلام کے خصائص و مناقب سے آشنائی مطلوب و مرغوب ہے، شاید اسکے جواب کی طرف "اس کتاب میں" کہہ کر وہ اشارہ کر رہے ہیں کہ اس کے بیان کا موقع کتبِ فضائل میں ہے کتبِ فقہ میں نہیں۔

وفیہ[2] ان الطالب ربما یطلع علٰی حدیث الصحاح انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حتی نفخ فاتاہ بلال فاٰذنہ بالصلٰوۃ فقام وصلی ولم یتوضأ[2]، فینبغی

مگر اس پر یہ کلام ہے کہ طالبِ علم صحاح کی اس حدیث سے آشنا ہوگا کہ "حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو نیند آئی یہاں تک کہ سونے کی آواز آئی پھر حضرت بلال نے حاضر ہو کر نماز کی اطلاع دی تو سرکار نے اُٹھ کر نماز ادا کی اور وضو نہ فرمایا"،

---

ف۱: معروضۃ علی العلامۃ القھستانی

ف۲: معروضۃ اخرٰی علیہ۔

---

[1] جامع الرموز کتاب الطہارۃ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/ ۳۷

[2] صحیح البخاری کتاب الوضوء باب التخفیف فی الوضوء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۶

〃 〃 کتاب الاذان باب وضوء الصبیان الخ 〃 〃 ۱/ ۱۱۹

اعلامہ ان ھذا من خصائصہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ثم من المتفرع علی ان النوم نفسہ لیس ناقض ما فی حاشیۃ العلامۃ احمد ابن الشلبی علی التبیین سئلت عن شخص بہ انفلات ریح ھل ینتقض وضوءہ بالنوم (فاجبت) بعدم النقض بناء علی ما ھو الصحیح ان النوم نفسہ لیس بناقض وانما الناقض ما یخرج ومن ذھب الی ان النوم نفسہ ناقض لزمہ نقض وضوء من بہ انفلات الریح بالنوم واللہ تعالٰی اعلم[1] اھ۔

ونقلہ ط علی مراقی الفلاح فاقر لکن قال فی النھر ینبغی ان یکون عینہ ای النوم ناقضا اتفاقا فیمن فیہ انفلات ریح اذ ما لا یخلو عنہ النائم لو تحقق وجودہ لم ینقض فالمتوھم

تو اسے یہ بتانا چاہئے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔

**پھر** اس مسئلہ پر کہ نیند بذاتِ خود ناقض نہیں، علامہ احمد ابن الشلبی کے حاشیۂ تبیین الحقائق کا یہ کلام متفرع ہے ــــ وہ لکھتے ہیں: مجھ سے اس شخص کے بارے میں سوال ہوا جو انفلات ریح (برابر ہوا چھوٹتے رہنے) کا مریض ہے کہ نیند سے اس کا وضو ٹوٹے گا یا نہیں؟ میں نے جواب دیا کہ نہ ٹوٹے گا اس بنا پر کہ صحیح یہی ہے کہ نیند خود ناقض نہیں، ناقض وہی خارج ہونے والی ریح ہے ــ اور جس کا مذہب یہ ہے کہ نیند خود ناقض ہے اس کو اس کا قائل ہونا لازم ہے کہ جو انفلاتِ ریح کا مریض ہے اس کا وضو نیند سے ٹوٹ جائے گا۔ واللہ تعالٰی اعلم اھ۔

اسے علامہ طحطاوی نے مراقی الفلاح کے حاشیہ میں نقل کرکے برقرار رکھا لیکن النہر الفائق میں ہے کہ جسے انفلاتِ ریح کا مرض ہے اس کے حق میں خود نیند کے ناقض ہونے کا حکم بالاتفاق ہونا چاہئے اس لئے کہ سونے والا (بطورِ ظن) جس چیز سے خالی نہیں ہوتا اگر اس کا وجود محقق ہو تو ناقض نہیں پھر متوہّم تو بدرجۂ اولٰی

---

ف: مسئلہ جسے ریح کا عارضہ حدِ معذوری تک ہو اس کا وضو سونے سے نہ جانا چاہئے۔

[1] حاشیۃ الشلبی علی تبیین الحقائق کتاب الطھارۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۵۳
حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح " فصل ینقض الوضوء " ص ۹۰

اولٰی[1] اھ نقلہ ش۔

**اقول** ظاھرہ[ف] یشبہ التناقض فان مفاد التعلیل عدم النقض اذ لما علمنا ان النوم لاینقض بنفسہ بل لمایتوھم فیہ وھٰھنا محققہ لاینقض فما ظنك بالموھوم وجب الحکم بعدم النقض لکن محط نظرہ رحمہ اللہ تعالٰی استبعاد ان یصلی الرجل العشاء فی اول الوقت فینام ولایزال مستغرقا فی النوم طول اللیل الٰی قبیل الصباح ثم یقوم کما ھو فیجعل یصلی التھجد ولایمس ماء فاضطر الی الحکم بجعل النوم نفسہ ناقضا فی حقہ۔

**اقول** کیف یعدل عن حق معول لمجرد استبعاد لاجرم ان قال الشامی بعد نقلہ" فیہ نظر والاحسن ما فی

نہ ہوگا اھ۔ اسے علامہ شامی نے نقل کیا۔

**اقول** اس کلام کا ظاہر گویا تناقض کا حامل ہے اس لئے کہ (مدعا یہ ہے کہ ناقض ہو اور) تعلیل کا مفاد یہ ہے کہ ناقض نہ ہو، کیوں کہ جب ہمیں معلوم ہے کہ نیند بذاتِ خود ناقض نہیں بلکہ اس کی وجہ سے جو نیند کی حالت میں متوہّم ہے۔ اور یہاں وہی چیز جب تحقیقی طور پر موجود ہے اور ناقض نہیں تو موہوم کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ضروری ہے کہ ناقض نہ ہونے ہی کا حکم ہو۔ لیکن صاحبِ نہر رحمہ اللہ تعالٰی کا مطمحِ نظر اس امر کو بعید قرار دینا ہے کہ وہ شخص اول وقت میں عشا کی نماز ادا کر کے سوجائے اور رات بھر صبح کے ذرا پہلے تک نیند میں مستغرق رہے پھر اٹھ کر ویسے ہی نمازِ تہجد پڑھنے لگے اور پانی کو ہاتھ بھی نہ لگائے اس کے لئے ناچار اس کے حق میں نیند کو ناقض قرار دینے کا حکم کیا۔

**اقول** محض ایک استبعاد کے باعث حق معتمد سے انحراف کیسے ہوسکتا ہے؟ اسی حقیقت کے پیشِ نظر علامہ شامی نے کلامِ نہر نقل کرنے کے بعد اسے محلِ نظر بتایا اور کہا کہ: "احسن

---

ف: تطفل علی النھر۔

---

[1] النھر الفائق کتاب الطہارۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۶
رد المحتار کتاب الطہارۃ مطلب نوم من بہ انفلات ریح داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۹۵

فتاوی ابن الشلبی اھ[1]"

وہ ہے جو ابن شلبی کے فتاوٰی میں ہے" اھ۔

**اقول** ولا تظن ان النوم مظنۃ الانتشار والانتشار مظنۃ خروج المذی فان المظنۃ الثانیۃ غیر مسلمۃ لعدم الغلبۃ ولذا قال فی الحلیۃ اذا لم یکن الرجل مذاء فالانتشار لا یکون مظنۃ تلک البلۃ اھ[2]۔

**اقول** یہ خیال نہیں ہونا چاہئے کہ نیند میں انتشارِ آلہ کا غالب گمان ہوتا ہے اور انتشار میں مذی نکلنے کا گمان ہوتا ہے (اس گمان کی بنا پر اس کی نیند کو ناقض ہونا چاہئے، مگر یہ خیال درست نہیں) اس لئے کہ دوسرا مظنہ (خروجِ مذی کا گمان) قابلِ تسلیم نہیں کیوں کہ غالب و اکثر اس کا عدمِ وقوع ہے، اسی لئے حلیہ میں فرمایا: "جب مرد کثیر المذی نہ ہو تو انتشارِ آلہ اس تری کا مظنہ نہیں" اھ۔

ولذا صرحوا بعدم سنیۃ الاستنجاء من النوم کما فی الدر وغیرہ فالاظھر ما ذکر ابن الشلبی ولیتأمل عند الفتوی فانہ شیئ لا نص فیہ عن الائمۃ واللہ المرجو لکشف کل غمۃ ولنسم ھذا التحریر "نبہ القوم ان الوضوء من ای نوم" والحمد للہ ما علم وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا و

اسی لئے نیند سے استنجا کے مسنون نہ ہونے کی تصریح کی گئی ہے جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے، تو اظہر وہی ہے جو ابن الشلبی نے ذکر کیا۔ مگر وقتِ فتوٰی اس پر تأمل کی ضرورت ہے کیوں کہ یہ ایک ایسی بات ہے جس کے بارے میں ائمہ سے کوئی نص نہیں ــ اور خدا ہی سے ہر مشکل کے ازالہ کی امید ہے ــ مناسب ہے کہ ہم اس تحریر کو نبہ القوم ان الوضوء من ای نوم ــ ۱۳۲۵ھ (آسانی سے دستیاب لوگوں کی وہ گم شدہ چیز کہ وضو کس نیند سے لازم ہوتا ہے) سے موسوم کریں ــ اور خدا ہی کا شکر ہے اس پر جو اس نے تعلیم فرمائی،



---

[1] ردالمحتار کتاب الطہارۃ مطلب نوم من انفلات ریح دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۹۵

[2] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

آلہ وصحبہ وسلم ، واللہ
سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلامتی نازل ہو ہمارے
آقا اور ان کی آل واصحاب پر ـــ واللہ سبحانہٗ
وتعالٰی اعلم ۔ (ت)